قد علمنا ما تنقص الارض منهم وعندنا کتاب حفیظ (الآیۃ)

زمین نے جو کچھ ان کے جسم کو گھٹا دیا ہم اسکو جانتے ہیں اور ہمارے پاس کتاب محفوظ ہے

نسل اہل کرم کو زندۂ جاوید کرتا ہے
چھپا اس خضر کی ظلمت میں چشمہ آب حیواں کا

بفیضان نوال و احسان شامل و امتنان کامل خلاق آب و گل مسئول بحسائل ماسول ہوا

حل نکات بیدل

حل کردہ مجدد السنہ مشرقیہ احمد حسن شوکت

زندہ یادگار دوام

عالیجناب مستطاب معلی القاب والا خطاب صاحب فیض عمیم عامل آیہ انک لعلی خلق عظیم

خان بہادر حضرت حاجی حافظ محمد عبد الکریم صاحب سی۔ آئی۔ ای۔

رئیس اعظم میرٹھ اسکنہ اللہ تعالیٰ فی اعلیٰ علیین و غفر اللہ لہ

باہتمام کارپردازان شوکت المطابع شحنۂ ہند و طوطی ہند میرٹھ

چھپ کر شائع ہوا

زندہ یادگار دوام و نذر مختصر و مستہام

حضرت علاج المومنین امشرف الیقین خان بہادر حافظ محمد عبد الکریم صاحب سی۔ آئی۔ اے رکن رکین و عمدہ معین سلطنت عظمیٰ قدس اللہ سرہٗ کو تصوف سے بڑا ذوق تھا اور آپ صوفی مشرب تھے اہل اللہ کو دوست رکھتے تھے۔ اور مولنا محمد عبد القادر صاحب بیدل رحمۃ اللہ علیہ بھی گروہ صوفیہ صافیہ کے کبار میں سے تھے۔ آپکا کلام خصوصًا انکا رسالہ تصوف و وحدۃ الوجود کے جواہرات ہیں آپ فن سخن کے صاحب طرز جدید گزرے ہیں فارسی کے شعرائے متقدمین و متاخرین میں سے کسیکو نازک خیالی کا یہ پایہ نصیب نہیں ہوا۔ اور آج تک کسی نے نکات بیدل کو حل نہیں کیا۔ طہران دار الخلافہ فارس کی یونیورسٹی کے ایم۔ اے کورس میں نکات بیدل داخل ہے شاید وہاں اسکی کوئی شرح ہو مگر ہندوستان میں نہیں اور نہ میری نظر سے گزری چونکہ بڑے بڑے علما و فضلا نکات بیدل کے دقائق سمجھنے میں حیران و سرگردان تھے لہذا مینے مثل کلیات اردو حضرت غالب دہلوی و مثل قصائد ناظم شروانی خاقانی نکات بیدل کو بھی تمام و کمال حل کردیا۔ چونکہ مولنا بیدل بھی اپنے کمال میں فرد تھے اور مینے بھی بارقہ توفیق الٰہی کے جادہ بستہ نکات کے حل کرنے میں لاثانی کام کیا ہے اور حضرت خان بہادر مغفور و مبرور بھی اپنی صفت جود و سخا میں بے نظیر تھے لہذا اس حل کو زندہ و دائمی یادگار قرار دیکر آپ کے نونہالان چمن اجلال یعنی صاحبزادگان بلند اقبال شیخ محمد وحید الدین و شیخ محمد بشیر الدین ایدہما اللہ و ضاعف درجاتہما کے سامنے در بطور ہدیہ مختصر پیش کرتا ہوں جبتک صفحات دہر پر یہ حل قائم رہیگا خان بہادر مغفور کا نام نامی بھی دائم و قائم رہیگا امید کہ قبولیت کے خلعت فاخرہ سے مشرف و ممتاز ہو۔

احمد حسن شوکت مدیر شحنۂ ہند میرٹھ

حل نکات بیدل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر منکر نبوت نۂ با خطرات جز بہ تعظیم پیش میا و اگر بہ تجلی ایمان داری بہیچ
جانب بے ادب چشم مکشا۔

لغت۔ خطرات جمع خطر بفتحتین مرتبہ اور تازگی اور سبزی اور عظمت اور بزرگی اور قدر
اور دشواری اور اندیشۂ ضرر۔ اور بالفتح اونٹ کا مستی کی حالت میں دُم ہلانا اور نیزہ کا
ہلنا اور کسی کا اِترا کر چلنا۔ اور بالکسر ایک گھاس جس کا خضاب بناتے ہیں اور پانی
ملا ہوا دودھ اور بہت سے اونٹ۔

حل۔ اگر تو نبوت کا منکر نہیں تو خطرات کی بھی تعظیم کر کیونکہ خطرات ہی بالآخر الہام
اور وحی ہو جاتے ہیں۔ خطرات کل انبیا کو پیش آئے ہیں بلکہ وسوسات بھی قرآن میں
ہے فوسوس لہما الشیطان یعنی آدم و حوا علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دل
میں شیطان نے وسوسہ ڈالا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابتدا میں ستاروں کی
نسبت کہدیا ھذا ربی اور یہ ضرور نہیں کہ الہام اور وحی اچھے ہی خیالات اور افکار کا
نام ہو بلکہ قرآن مجید میں ہے والہمہا فجورہا و تقوٰہا۔ یعنی خدا نے تعالےٰ نے نفس کو
بدکاری اور پرہیزگاری کا الہام کیا اور خطر کہتے ہیں معشوق کی جانب سے عاشق کو بدگمانی
جس میں اندیشۂ ضرر ہو تو یہ عاشق کی بہت بڑی صفت ہے کیونکہ ؎ عشق است و
ہزار بدگمانی۔ اسپر خطرات کے معنی میں خوف بھی ماخوذ ہے اور الایمان بین الخوف
والرجاء مومنوں کے ایمان کی شان ہے پس خطرات کی تعظیم نہ کرنا گویا نبوت کا انکار
کرنا ہے اگر تو تجلی الٰہی پر ایمان رکھتا ہے تو ہر طرف ادب سے نظر کر کیونکہ ہر جگہ اوسکی

اور مطیع ہیں یہ تو ساری دنیا کو مجنوں بنا دیں گے۔

بکنج زاویہ عدم زدہ ایم در عافیت — کہ زمنت نفس کسے نگدازد آتش سنگ ما

لغت۔ زاویہ گوشہ گوشہ۔ اور ہر شے کا گوشہ۔ عدم بفتحتین و بضمتین و بالضم نیست ہونا رو در نہ پیش ہونا اور کم کرنا اور منع کرنا۔

حل۔ ہم گوشہ عدم کے حضور عافیت کے دروازے سے لگے ہوئے ہیں یعنی فنا ہو کر آرام سے ہیں ہماری آتش سنگ کسی کے احسان کی پھونک سے نہیں لگتی۔ اور کوئی ہزار منت کرے تو ہم گوشہ عدم کے باب عافیت سے سرکنے والے نہیں۔ کسی کی منت پر ہماری آتش سنگ عدم ہو گی یہ تو دروازہ پر لگا ہوا ہے جسکا سرکنا مشکل ہے۔

بدل شکستہ ازین چمن زدہ ایم بال گسستگی — کہ شتاب اگر ہمہ خوں شود نرسد بگرد درنگ ما

حل۔ چمن دنیا سے ناراض ہو کر ہم نے دل شکستہ پر گزرنے کا باز و لگا دیا اور ہم گزرتے ہیں ایسے تیز رو ہیں کہ خود شتاب اگر ہمارا تعاقب کرنے میں ہمہ تن خون ہو جائے تو ہمارے درنگ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی چہ جائے کہ ہماری تیزروی کا مقابلہ کر سکے یعنی ہم دنیا سے گزرتے ہیں ایسے تیز رفتار ہیں۔

گسستہ از طبیعت منفعل کہ ام شکوہ طرف شود — نفس آبشار عرق مکن ز حدیث غیرت جنگ ما

لغت۔ طرف شدن۔ مقابل و حریف شدن آبشار۔ پانی نکلنے کی راہ جس کے ذریعہ سے پانی اوپر سے نیچے گرے۔

حل۔ کوئی شخص ہمارے شکوہ کا حریف نہیں بن سکتا یعنی شکوہ سنکر منفعل ہو جاتا ہے جواب نہیں دے سکتا پس اے مخاطب تو ہماری بات (جو جنگ کو بھی غیرت دلانے والی ہے) کا جواب دینے میں نہ پڑ سے عرق عرق منفعل ہو کیونکہ اس جنگ میں کوئی مقابل نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ عاشق کے شکوے معشوق کے سوا کوئی رفع نہیں کر سکتا۔

بفسون آن ہمہ بیخبر ز شکست شیشہ دل حذر — شبخون تجواب پری بہم زدہ فسانہ ترنگ ما

لغت۔ ترنگ بفتحتین وہ آواز جو تیر چلاتے وقت کمان سے نکلے۔ مگر یہاں مراد داستان اور جادوانہ کلام ہے۔

حل۔ تو اپنے فسون ہستی میں بے خبر ہے تجھے ہم مستوں کی باتوں سے کیا کام۔ پس

بیدل اسے بیدل ازین نقش اگر آنطرف کشد ہوست
تو بغربت آنقدر خوش نہ کہ گویمت بوطن درآ

حل۔ اے بیدل اگر تجھے ہوس اُس جانب (خدا کی جانب) کھینچے تو قفس دنیا سے نکل کیونکہ تو سفر میں خوش نہیں اگر خوش ہوتا تو میں کہتا کہ اپنے وطن میں نہ آ۔ تیرا وطن تو وہی عالم لاہوت ہے۔

ہمہ عمر با تو قدح زدیم و نرفت رنج خمار ما
چہ قیامتی کہ نمی رسی ز کنار ما بکنار ما

حل۔ تمام عمر ہم نے تیری یاد میں قدح نوشی کی یعنی تجھکو یاد کیا مگر ہمارا خمار نہ گیا (ذوق اتصال نہ گیا) یہ قیامت ہے کہ تو یاد کے اعتبار سے ہر وقت ہماری بغل میں رہتے مگر درحقیقت بغل میں نہیں رہتے۔

چو غبار نالہ نیستان نہ دویم گامی زن امتحان
کہ زخود گذشتن ما نشد بہزار کوچہ دوچار ما

حل۔ نالہ سوز عشق سے جل کر خاک ہو گیا اگرچہ اسکا غبار نیستان (بن) میں ہی رہا۔ ہم نے کبھی امتحانا ایک قدم بھی باہر نہ رکھا کہ ہم خود اپنے سے بھی گزرے یا نہیں یعنی ہم نے اپنی خودی کو بھی ترک کیا یا نہیں۔ یہ بات ہمکو ہزار کوچوں میں پھرنے سے بھی حاصل نہ ہوئی۔ نیستان کا نالہ نیستان ہی میں رہیگا باہر نہ جائیگا۔

چہ قدر ز خجالت مدعا زدہ ایم بر اثر غنا
کہ برنگ دامن خاک ہم نگرفت خون شکار ما

حل۔ ہم مدعا کے حاصل نہونے کی خجالت میں بے پروائی کے پیچھے مارے مارے پھرے مگر ہمارے شکار کے خون سے خاک نے بھی اپنا دامن نہ رنگا یعنی ہمارا خون خاک نے بھی قبول نہ کیا۔ بے پروائی ہمارے مدعا کا خون یوں ہی ضائع گیا۔

ہمہ را بعالم بیخودی قدحی است از غم عافیت
سر و برگ گردش ما ببین چہ بخط کشید بسعی ما

حل۔ عالم بیخودی (دنیا) میں سب کے لئے جام عافیت (آرام) موجود ہے اب سامان ہماری گردش کا دیکھو کہ وہ ہمارے حصہ کے لئے کیا خط کھینچتا ہے۔ یعنی ساری خدائی آرام میں ہے مگر ہم گردش میں ہیں ہماری گردش محدود نہیں ہوتی۔

دل ناتواں بکجا برد الم تردد عاجزی
کہ چو سبحہ ہر قدم اوفتد بہزار آبلہ پا

حل۔ دل ناتوان کو جو اپنی عاجزی کے تردد سے الم ہے وہ اسکو کہاں لیجائے کیونکہ تسبیح کی طرح اسکا پاؤں ہزار آبلوں سے پڑا ہے تسبیح خود نہیں چل سکتی جیسا کہ چلانے والا تسبیح کو چلاتا ہے

گویا اسکے پاؤں کے آبلے ہیں اور تسبیح ہزار دانوں کی بھی ہوتی ہے۔

بسواد نسخۂ نیستی ز سیاہ مشق تأملت　　قلمے بخاک سیاہ زن بنویس خط غبار ما

حل۔ تونے بہت تامل (غور و فکر) کی مشق کی مگر نسخۂ فنا کے لکھنے کو تجھے سیاہی ملی پس تو خاک سیاہ پر قلم مار اور ہمارا خط غبار لکھ۔ یعنی فنا نسخہ ہے جو خط غبار سے لکھا جاتا ہے اور لکھنے کی سیاہی خاک ہے یہ سب سامان فنا ہے۔

صف رنگ لالہ بہم شکن بجوش نشۂ گل بزمین فگن　　بہار دامن ناز زن ز حنای دست نگار ما

حل رنگ لالہ کی صف کو توڑ ڈال۔ جوش گل کی شراب زمین پر گرا معشوق کے ہاتھ کی حنا پر فریفتہ ہو اور بہار پر دامن ناز مار۔ یعنی معشوق کی حنا کا رنگ حاصل کر جس سے تو بہار کو ناز و کرشمہ دکھانے لگیگا یعنی خود بہار تیری عاشق ہو جائیگی۔ اس صورت میں لالہ و گل کی کیا حقیقت رہی۔

برکاب عشرت پرفشاں نبرد ہم دست تظلمے　　بغبار برد و آرزو بکشید دامن یار ما

حل معشوق کی رکاب پر جو عشرت کی جھاڑنے والی (برباد کرنے والی) ہے ہمنے فریاد کرنیکا ہاتھ نہیں مارا یعنی اس سے فریاد نہیں کی کیونکہ ہماری آرزو تو غبار میں جا رہی ہے معشوق نے ہم سے دامن کھینچ لیا ہے جب ہمارا غبار بھی اسکے دامن تک نہیں پہنچتا تو فریاد کرنے کو اسکی رکاب تک کیا خاک ہاتھ پہنچیگا۔ مصرعہ اولی میں پرفشان رکاب کی صفت ہے اور مصرعہ ثانیہ میں دامن بکشید کا مفعول اور یار اسکا فاعل ہے دامن یار۔ مضاف مضاف الیہ نہیں ترکیب بہت ٹیڑھی ہے اور بیدل کا یہی جوہر ہے۔

نہ بدامنے ز حیا رسد نہ بدستگاہ دعا رسد　　چو رسد بہ نسبت پا رسد کف دست آبلہ دار ما

حل۔ میرا ہاتھ بھی پاؤں کی طرح آبلہ دار ہے نہ وہ حیا کے باعث کسی دامن تک پہنچتا ہے یعنی دامن اس سے حیا کرتا ہے نہ وہ دستگاہ دعا تک پہنچتا ہے یعنی ہاتھ میں دعا کے لیے بھی اوٹھنے کی دستگاہ نہیں ہاں وہ پہنچتا ہے تو پاؤں کی نسبت سے یعنی جسطرح آبلہ دار کا پاؤں نہیں پہنچ سکتا اسی طرح میرا ہاتھ بھی کسیکے دامن یا دستگاہ دعا تک نہیں پہنچ سکتا دونو مجبور ہیں۔

چمن طبیعت بیدلم ادب آبشار شگفتگی　　زدہ ام صلا ساغر رنگ و بو بدماغ غنچہ بہار ما

حل۔ میں بیدل کی طبیعت کا چمن ہوں جسمیں شگفتگی کا آبشار صرف ادب ہے یعنی اس چمن کو ادب سے شگفتگی حاصل ہوتی ہے ہماری بہار نے فقط غنچہ کو ساغر رنگ و بو پلایا ہے

وہ گل نہیں ہوتا غنچہ سربستہ میں ادب کی صورت اور پھول میں کھل جانے سے بے ادبی کی صورت عیاں ہے

نکتہ۔ اگر حصول رزق از عالم الغیب منصور نمے بود و رحمت بجز بصلحا نمی پرداخت متوکلاں را فاقہ ہلاک گشت و مجرماں را ناامیدی مے گداخت۔

حل۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ رزق عالم غیب سے ملتا ہے اور رحمت صرف نیکوں کے لئے ہے تو متوکل لوگ فاقہ میں مرتے اور گنہگاروں کو ناامیدی ہلاک کرتی

نشد دریں درسگاہ عبرت بفہم چندیں رسالہ پیدا　　جنوں سوادی کہ کرد مشق سبق بہ اوراق لالہ پیدا

حل۔ اس درسگاہ عبرت (دنیا) میں فہم انسانی میں اسقدر رسالہ پیدا نہیں ہوئے جسقدر سبق اوراق لالہ کی سیر سے ایک جنوں سواد پیدا کیا یعنی سیر لالہ سے جسقدر مجھکو جنوں ہوا ایسا جنون کبھی کبھو نہیں ہوا حالانکہ فہم انسانی بہت سے رسالے پیدا کر سکتی ہے۔ اگرچہ سیر گل و لالہ سے جنوں اور وحشت دفع ہوتی ہے مگر یہاں اور بھی جنوں پیدا ہوا

صبا ز گیسوے مشکبارت اگر رساند پیام بچمن　　چو شبنم از داغ لالہ گردد عرق ز ناف غزالہ پیدا

حل۔ صبا اگر تیرے گیسوے مشکبار سے ایک چمن کا پیام پہونچا دے یعنی یہ پیام کہ میرے پاس چمن بھر مشک موجود ہے تو جس طرح لالہ کے داغ سے شبنم پیدا ہوتی ہے۔ ناف غزال سے بجائے مشک کے عرق انفعال پیدا ہو۔ یعنی چمن بھی گیسوی مشکبار کے سامنے شرمندہ ہو

فلک ز صفر یکہ میکشاید برا اعتبارات مے فزاید　　جلای یک شیشہ ملیتما بد پری ز چندین پیالہ پیدا

حل۔ آسمان جو صفر کھولتا ہے یعنی جو حادثہ نازل کرتا ہے تو اعتبارات (عبرتوں) کی عدد بڑھاتا ہے کیونکہ صفر (نقطہ) لگانے سے عدد بڑھ جاتا ہے۔ ایک شیشے کی جھلک بہت سے پیالوں سے پری پیدا کر دیتی ہے حالانکہ پری شیشہ میں قید ہوتی ہے نکہ پیالے میں مطلب یہ ہے کہ دنیا کے ایک حادثہ سے چشم عبرت میں کو بہت سی عبرتیں حاصل ہوتی ہیں۔

چو موج بیداد پیچ سنگے نہ بست بر شیشہ ام ترنگے　　شکست ہر دو دلم بہ رنگی کہ رنگ من کرد نالہ پیدا

لغت۔ ترنگ تیر کی آواز جب وہ کمان سے نکلتا ہے اور مطلق آواز۔

حل۔ جب کسی پتھر کی موج ظلم نے میرے شیشے کو نہ توڑا حالانکہ عاشق بدل چاہتا ہے کہ ظالم ہو تو میرا اور دل اسطرح ٹوٹ گیا (یا یوں ہو گیا) کہ شکست رنگ کی آواز نے نالہ پیدا کر دیا شکست رنگ نے یہ فریاد کی کہ عاشق کا شیشہ فریاد کیوں نہ ٹوٹا۔ یعنی میں زندگی سے

بیزار ہوں مگر نہیں مرتا۔

اگر بصد رنگ پر فشانم ز دام جستن نمی توانم — کہ گرد پرواز بے نشانم چو بال طاؤس ہالہ پیدا

حل میں اڑنے کو سو طرح پر پر پھڑپھڑاؤں مگر دام سے نہ کود سکونگا۔ میرے بے نشان (معدوم) پرواز نے بجائے اڑنے کے ایسا ہالہ (حلقہ) پیدا کردیا جیسا بال طاؤس پر ہوتا ہے جو اڑ نہیں سکتا یعنی خود میرا پرواز میرے لئے حلقہ دام بنگیا۔

جو جوش شد افسردگی ز دوران حذر ز امداد اہل احسان
کہ ابر در موسم زمستان نمے کند غیر ژالہ پیدا

حل جب زمانہ میں افسردگی جوش مارے یعنی ہمدردی اور سخاوت نہ رہے اور طبائع افسردہ ہوجائیں تو اہل احسان (اہل دولت) سے پرہیز کرو کیونکہ اگر افسردگی کی حالت میں جبراً قہراً انہوں نے کچھ فیاضی کی بھی تو کس کام کی جاڑے کے موسم میں ابر سے اولے ہی برسیں گے۔ اور بجائے فائدہ کے زراعت اور پھول پھل کو نقصان پہنچیگا۔

قبول انعام بدمعاشان بجود گوارا مگیر بیدل — کہ میشوند این گلو خراشان چو استخوان از نوالہ پیدا

حل بدمعاشوں (کمینوں) کا انعام قبول کرنا گوارا نکر کیونکہ یہ کمینے ایسی تکلیف پہنچاتے ہیں جسطرح نوالہ میں ہڈی گلے کو چھیلتی ہے گویا یہ ہڈی کیطرح نوالہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

نمود ہستی بے اثر چہ نقاب شوخی کنم از حیا — تو مگر بمن نظری کنی کہ دمے عرق کنم از حیا

حل مجھے شرم آتی ہے کہ پردہ بہار گر اپنی ہستی بے اثر (بے نشان) کا اظہار کروں یعنی میں خالی اور لاشے محض ہوں اے مخاطب اگر تو مجھے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہے تو میں تھوڑی دیر کو اپنی ہستی کی نمود کی جگہ عرق ندامت کا اظہار کرسکتا ہوں

اگرم دہد خط امتحان ہوس کتاب نہ آسمان — مژہ بر ہم آرم ازین و آن ہمہ یک ورق کنم از حیا

حل۔ اگر کتاب نہ آسمان کی ہوس مجھ کو اپنے امتحان کی سند دیدے اور کہے کہ میری غیر محدود اور بے انتہا وسعت اور بلندی کا امتحان کر تو میں این و آں سے آنکھ بند کرلوں اور سب کو حیا کا ایک ورق بنادوں یعنے مجھے نو آسمانوں کا امتحان لیتے ہوئے شرم معلوم ہو کیونکہ یہ سب فانی اور بے حقیقت ہیں۔

چہ کنم شوخی طبع دوں قدحی نزد غم سحون — کہ بسینہ سحر آن گل نگہے سحر شفق کنم از حیا

لغت۔ سحری کرنا صبح کے وقت شراب وغیرہ ناشتا کرنا۔

حل۔ میں اپنی کمینہ طبیعت کی شوخی کا کیا علاج کروں مجھے بجائے شراب کے عرق ندامت پینے
خون کا پیالہ بھی تو نہ پلایا۔ یعنی اس قابل نہ رکھا کہ میں معشوق کے لب لعل کا بوسہ لیتا اب حجاب
(شرم) کی سختی کر رہا ہوں مارے حیا کے بوسہ کا طالب نہیں ہوتا۔

ز تخیلے کہ براہ دیں بحکم باطلم شدہ دلنشیں — بمن ایں گماں نبرد یقیں کہ کمال حق کنم از حیا

حل۔ راہ دین میں جیسا تخیل سے باطل (دنیا) کا حکم دلنشین ہے اسپر نظر کرکے خود یقین یہ
گمان نہ کرے کہ میں حق کو کامل کرونگا یعنی حق الیقین کا مرتبہ حاصل کرسکونگا۔ کیونکہ دنیوی
خیالات کمال حق کے مزاحم ہیں۔

چو خاک لالہ بروں زند قدح شکستہ بخون زند — ہوسی اگر بجنوں زند بہمیں نسق کنم از حیا

حل۔ جب خاک سے لالہ باہر نکلتا ہے تو ٹوٹے ہوئے پیالہ میں بجائے شراب کے خون پیتا ہے
اگر میری ہوس مجھے بھی جنوں کی ترغیب دے تو میں بھی اسی طرح حیا کے باعث بجائے بہنوشی
کے اپنا خون دل پیوں یعنی عیش جسطرح لالہ کو نصیب نہیں مجھے بھی نصیب نہیں۔

ز کمالم آنچہ بمن رسد نہ ز لوح نے ز قلم رسد — خط نقش پا برقم رسد کہ ازاں سبق کنم از حیا

حل۔ میرے کمال سے جو کچھ مجھے ملتا ہے وہ لوح قلم (تقدیر) سے نہیں ملتا۔ میرے لئے
تو خط نقش پا رقم ہوتا ہے تاکہ میں حیا سے اسکا سبق لوں۔ قاعدہ ہے کہ ناکامی کی ندامت
سے انسان سرنگوں ہو جاتا ہے اور اسکی نظر اپنے نقش پا پر پڑتی ہے مطلب یہہ ہے کہ مجھے
اپنے کمال سے بجز ندامت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

بامید فضل تو نازنیں ہمہ انبار دل است بہر — من بیدل و عرق جبیں کہ چہ در طبق کنم از حیا

حل۔ اے نازنین تیرے فضل کی امید پر لوگ دل و دیں بطور نیاز پیش کرتے ہیں میں تو
بیدل ہوں نہ میرے پاس دل ہے نہ دیں لیس میں ہوں اور تہیدستی کی ندامت سے پیشانی
کا عرق ہے اسکو طبق میں کرکے تیرے سامنے کیا پیش کروں مطلب یہہ ہے کہ تیرے ناز
و نیاز کے لئے میرے پاس کچھ نہیں اسلئے نادم ہوں۔

نکتہ۔ مجاز یعنی عالم اعتبار را نہانی تصور کردن ہمت کہ تخم آں جز حقیقت در مرتبہ نہال
از تخم اصلا نتواں یافت در مرتبہ تخم تخمناں از شاخ و برگ ہیچ نتواں شگافت۔

لغت مجاز۔ بالفتح راہ و جائے گزشتن اور وہ کلمہ جو معنی حقیقی کے سوا استعمال ہو۔ اعتبار
بالکسر پکڑنا اور نگاہ عبرت سے دیکھنا اور کسی شے کی سوچ میں رہنا اور کسی شے کو اچھی طرح سمجھنا

مجاز اور عالم اعتبار دونوں سے مراد دنیا ہے۔

حل عالم مجاز یا اعتبار کو باطن میں یہہ خیال کرنا چاہیے کہ اُسکا تخم حقیقت کے سوا کچھہ نہیں (کیونکہ حقیقت نہو تو اُسکی نقل مجاز کیونکہ ہو) پودا ہو جانیکی حالت میں تخم کا نشان نہیں مل سکتا ایسا ہی تخم کی حالت میں شاخ اور پتے نہیں پہوٹ سکتے۔

اے آنکہ گہے خلوت و گہہ انجمنی | پیوستہ بوہم غیر آتش فگنی
نیرنگ دوئی بار ندارد اینجا | من با تو تو ام چنانکہ با من یعنی

حل اے واجب الوجود کبھی تو خلوت ہے اور کبھی جلوت ہے ہمیشہ وہم غیر سے عاشقوں کے دلوں میں آگ لگاتا رہتا ہے حالانکہ تیرا غیر کوئی نہیں ہے میں تیرے ساتھ تو ہوں جیسا کہ تو میرے ساتھ میں ہے یعنی میں تو ہوں اور تو میں کچھہ مغائرت نہیں۔

نکتہ۔ از قلندرے پرسیدند معرفت چیست۔ گفت نتیجہ بیکاری ۔ کہ اگر شغلے دیگر دست بہم میداد ہیچکس دریں ورطۂ خیال نمے افتاد۔

لغت قلندر بعض نے لکھا ہے کہ در اصل کلندر مخفف کندۂ ناتراشیدہ (جاہل مطلق) تھا مگر اس لفظ کا ایسا تغیر عظیم قیاس میں نہیں آتا اور بعض نے لکھا ہے کہ در اصل غلندر تھا۔ شاید بضم غین ہو یعنی غلغلہ در (شور و غل کے اندر) کیونکہ اس قسم کے آزاد منش فقراء اکثر غل مچاتے ہیں مگر میری رائے میں یہہ لفظ گلندر بکسگاف تھا یعنی مٹی اور بہبوت کے اندر رہنے والے۔ کیونکہ یہہ لوگ اکثر بہبوت ملے رہتے ہیں۔ لیکن صوفیہ کی اصطلاح میں قلندر تارک الدنیا اور عارف کو کہتے ہیں۔

حل - ایک قلندر (عارف) سے لوگوں نے پوچھا کہ معرفت کیا شے ہے اُسنے کہا بیکاری کا نتیجہ کیونکہ اگر دوسرا شغل ملتا تو کوئی گرداب خیال میں نہ پڑتا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر معرفت الہی کا شغل نہو تو انسان بالکل بیکار اور نکما ہے۔ کار جس شے سے عبارت ہے وہ صرف معرفت الہی ہے باقی کارہائے دنیا فضول ہیں ؎

گر قابل کسب عملے میزادیم | در ورطۂ فکر خود نمے افتادیم
دیدیم کہ دست ما بجائے نرسید | از سعی جنوں داد گریباں دادیم

حل - اگر ہم کسی کام کرنے کے لایق ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے تو اپنی فکر (شناخت) کی بہنور میں نہ گرتے (من عرف نفسہ فقد عرف ربہ) جب ہمنے دیکھا کہ کوئی دسترس ہمکو نہیں تو

جنوں (عشق الٰہی) کی سعی سے اپنا گریباں آپ پھاڑ کر گریباں کے پھٹ جانے (اسباب دنیا کی بربادی کرنے) کی داد دینے لگے۔

حکمت کسب موقوف بر تکالیف حمالی و کل کاری نیست بے تلاشی نیز تلاشے است و بیدست و پائی نیز معاشے اما تقلید بموجب تصدیع است و بموضعی دیگر باعث تشنیع۔

حل کسب رزق بوجھ اٹھانے یا مکانات لیپنے پر منحصر نہیں۔ بے تلاشی (صبر) بھی تلاش ہے اور بیدست و پائی یعنی توکل بھی معاش ہے۔ مگر تقلید (اندیاد ہند بے دلیل کام کرنا) باعث طعنہ زنی ہے یعنی صرف صبر اور توکل چاہیئے الصوفی لامذہب لہ۔

گر آنکہ بتقلید کمر مے بندد — چوں نخل بلیستہ از ثمر می بندد

از قطرہ بجمعیت دل فارغ باش — آب دگر است آنچہ گہر می بندد

حل جو شخص تقلید پر کمر باندھتا ہے۔ وہ درخت خرما کی طرح پھل نہیں باندھتا۔ تو قطرے سے سبق سیکھ، صرف جمعیت دل پر قانع ہو۔ (قطرہ تقلید اگر نہیں بن سکتا گوہر جس سے بندھتا ہے وہ دوسرا پانی ہے۔

حکمت در عالم آثار کثرت بساز انزوا پرداختن سرمایہ فرصت تحقیق در باختن است اگر چراغ بینش قابلیت نور دارد جز در انجمن میفروز تا با فسون خیال از تجلی کما ہی چشم پوشی و در حضور آباد کرشمہ جمال یک سر عریاں نکوشی۔

حل۔ عالم آثار کثرت (دنیا) میں گوشہ نشینی کی تیاری میں مشغول ہونا فرصت تحقیق کے سرمایہ کو ضائع کرنا ہے کیونکہ تحقیق تو اسی وقت حاصل ہو گی جبکہ تو صنعت وجود کا مختلف اشیا میں نظارہ کریگا۔ اگر تیرا چراغ بینش (ادراک) نور معرفت کے دیکھنے کی قابلیت رکھتا ہے تو اسکو انجمن کثرت کی سوا دوسری جگہ روشن نہ کرتا کہ تو اپنے خیال کے افسوں (فریب) میں تجلی حقیقت الٰہی سے چشم پوشی نہ کرے اور کرشمہ جمال معرفت کے حضور محروم رہنے کا ساعی نہ ہو یعنی اس صورت میں تجھے تجلی الٰہی حاصل نہو گی اور جمال معرفت کی دیکھنے سے محروم رہیگا۔

فرصت داری جز آگہی کار مبند — بر آئینہ ات تہمت زنگار مبند

ہر چند بود یک مژہ واکردن چشم — بازاست در حضور زنہار مبند

حل تجھے فرصت حاصل ہے تو آگاہی سے کام لے اپنے آئینہ دل پر جو صاف و مجلی ہے زنگ لگ جانے کی تہمت نہ باندھ۔ اگرچہ آنکھ کھولنا تھوڑی دیر کے لئے ہے۔ یعنی فرصت بہت کم ہے

مگر حضور الٰہی کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے پس تو آنکھہ کسی وقت بند نہ کر۔

نکتہ۔ از فرط گرسنگی کہ حرارت غریزی بوداع قواء دامن مے چیند صاحب ریاضت اشکال
غریبہ مے بیند یعنی بخارات کہ مادہ تخیل ہست ہرگاہ بدماغ صعود مینماید تمثالہائے عالم خواب
در عین بیداری نقاب میکشاید ہمچناں ہنگام نزع نیز صور مثالی بر طبائع منکشف میگردد و آن
از باقیات عالم خیال است وگرنہ در نفس الامر تحقیق آن دشوار ست و محال۔ مثل شعلہ چراغ کہ
چوں روغنش کم شود سراپا در میگیرد و روشن تر میگردد تا باندک زمانے بمیرد۔ چوں غلبہ جوع
موجد صفرا است و غلبہ صفرا مادہ ایجاد سودا۔ جمعے را کہ با مبدا توجہ ہست از صعود ایں بخارہا
سطور حقائق ومعانی مے خوانند و فرقہ را کہ از حقیقت بیخبری است اشکال دیو وجن و پری
پیدا آیند۔ چہ دودہا ازیں آتش ناشتعل متصاعد نگردید و چہ سوداہا کہ ازیں صفرائے سوختہ
بطوفاں نرسید اگر ہوشے ہست باید فہمید کہ غیر اشیاء محسوسہ معین ہرچہ در خیال پرتو انداز داثر
توہمیہ سودائی است و خلاف قاعدہ اتفاق آنچہ در نظرہا شکل یابد غبار بینائی۔

حل۔ بھوک کی زیادتی کے باعث جبکہ حرارت غریزی تمام قوتوں کو رخصت کر دیتی ہے
ریاضت کرنے والا (عابد وزاہد) طرح طرح کی نادر شکلیں دیکھتا ہے یعنی وہ بخارات جنکا مادہ
محض تخیل ہے جب دماغ میں چڑھتے ہیں تو جو شکلیں اکثر اوقات خواب میں نظر آتی ہیں وہ
عین بیداری میں پردہ سے باہر آجاتی ہیں اسی طرح نزع کی حالت میں مثالی (خیالی) صورتیں
طبائع پر منکشف ہوجاتی ہیں جو عالم خیال کی بچی ہوئی ہوتی ہیں ورنہ حقیقت میں ان شکلوں کی
تحقیق دشوار اور محال ہے جیسے چراغ کا شعلہ کہ جب تیل کم ہوجاتا ہے تو سرتاپا بھڑکنے لگتا
ہے اور روشن ہوجاتا ہے تاکہ تھوڑی ہی دیر میں بجھ جائے جیسے بھوک کا غلبہ صفرا پیدا کرتا ہے
اور صفرا کا غلبہ سودا کے پیدا کرنیکا مادہ ہے اور جس گروہ (عارفین) کی توجہ اصل مبدا (جہاں سے
یہ بخارات پیدا ہوتے ہیں) کی جانب ہے وہ ان بخارات کے وجود کو حقائق و معانی کی سطور
سمجھتے ہیں اور جو گروہ اصل حقیقت سے بیخبر ہے وہ ان بخارات یا اشکال کو دیو اور جن جانتے
ہیں کیا کیا دھوئیں (لغو خیالات) اس نہ بھڑکنے والی آگ سے دماغوں میں نہیں پہونچے اگر کچھہ
بھی ہوش ہے تو سمجھہ لینا چاہیئے کہ سوائے اُن اشیاء کے جو محسوس و معین ہیں جو شے خیال میں
پرتو ڈالے وہ سودا کی قوت واہمہ ہے اور قاعدہ اتفاق کے خلاف جو شے نظر میں شکل معلوم
ہو وہ بینائی کا غبار ہے یعنی تجھے شکل معلوم ہوتی ہے مگر در حقیقت شکل نہیں

مطلب یہہ ہے کہ چلہ کشی اور ریاضت سے دل پر جو اشیاء منکشف ہوتی ہیں وہ خدا کی جانب سے نہیں بلکہ بہوک کے باعث ہیں جس سے انسان کو دماغ میں تارے نظر آتے ہیں۔ معرفت دوسری چیز ہے

خلقی است دریں جنوں سرائے نیرنگ — زندانی اختراع چندیں فرہنگ
من بندۂ آنکہ در ادبگاہِ ثبات — جوعش مجنوں نسازد و سیری دنگ

حل۔ جنوں سرائے نیرنگ (دنیا) میں ایک مخلوق بہت سی دانائیوں کی اختراع کی زندانی (قیدی) ہے یعنی بہوک کے سودا میں جو طرح طرح کی شکلیں نظر آتی ہیں تو یہ مخلوق ان کو اپنی دانائی کا اختراع سمجھتی ہے۔ میں تو اس شخص کا غلام ہوں جسکو ثبات و استقلال کے ادب گاہ میں نہ بہوک دیوانہ بنا دے نہ شکم سیری حیران کرے۔

اگر بگلشن ز ناز گردد قد بلند تو جلوہ فرما — ز پیکر سرو موج خجلت شود نمایاں چو مے ز مینا

حل۔ اے معشوق اگر تیرا قد بلند ہمارے گلشن میں جلوہ فرما ہو تو سرو کی پیکر سے عرق خجالت کی موج یوں نمایاں ہو جیسے شیشہ مے سے شراب۔ مطلب یہہ ہے کہ سرو تیرے قد سے منفعل ہو۔

ز چشم مستت اگر نیابد قبول کیفیت نگاہی — تپد ز مستی بروں آئینہ نقش جوہر چو موج صہبا

حل۔ گر تیری چشم مست سے آئینہ کیفیت نگاہ کی قبولیت حاصل کرے یعنی اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ کیف نگاہ نے اسے قبولیت سے دیکھا ہے تو موج صہبا کی نقش جوہر (خود جوہر آئینہ) مارے مستی کے آئینہ سے باہر نکل جائے۔ یعنی تیری چشم مست میں یہ اثر ہے۔

نخواند طفل جنوں مزاجم خطی ز پست و بلند ہستی — شوم فلاطوں ملک دانش اگر شناسم ز کف پا را

حل۔ میرے جنوں مزاج طفل (خود میں یا میرا دل) نے دنیا کے پست و بلند کا خط نہیں پڑھا یعنی میرا طفل جنوں مزاج پست و بلند سے بیخبر ہے ہم تو ملک دانش کے گویا افلاطون ہو جائیں۔ اگر ہم کو پست و بلند کی شناخت کف پا کے ذریعہ سے حاصل ہو۔ کیونکہ پست و بلند (نشیب و فراز) کی شناخت پاؤں ہی کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کے نشیب و فراز کا سمجھنا بہت مشکل ہے

شوم واحد متکلم اور شناسیم جمع محض ضرورت شعری کے لئے ہے۔

زصفحہ راز این دبستان ز نسخہ رنگ این گلستان
نگشت نقشے دگر نمایاں مگر غبارے بہ بال عنقا

حل۔ اس مکتب کے صفحہ راز اور اس گلستان کے نسخہ رنگ (دنیا) سے کوئی نقش بجز ایک غبار کے اور (وہ بھی بال عنقا پر) نمایاں نہوا عنقا اور اُس کا بازو دونو معدوم ہیں نقش بدرجہ اولی معدوم ہوگا۔ یعنی دنیا ایک ہستی موہوم اور فناء محض ہے۔

بدور پیمانۂ نگاہت اگر زند لاف میفروشی
نفس برنگ کمند پیچد ز موج مے در گلوی مینا

حل۔ اگر تیری نگاہ مست کے پیمانہ کے دور میں شیشہ یا صراحی میفروشی کی شیخی بگھارے تو خود شیشی کی سانس موج مے سے کمند بنکر شیشے کا گلا گھونٹ دے تاکہ [illegible] باہر نہ نکل سکے۔ یعنی تیری چشم مست کے مقابلہ میں کوئی میفروشی یا مے آشامی کا دعوے نہیں کرسکتا

باولیں جلوہ ات ز کہ رمید صبر و گداخت طاقت
کجاست آئینہ تا نگیرد غبار حیرت درین تماشا

حل تیرے پہلے ہی جلوہ میں صبر بھاگ گیا اور طاقت پگھل گئی۔ ایسا آئینہ کہاں ہے جو جلوہ کے اس تماشا میں غبار حیرت نہ لے یعنی پگھل جانے پر متحیر ہو۔

ز عارض او دمید بیدل بہار خط نظر فریبی
بمعجز حسن گشت آخر ز رنگ زمرد ز لعل پیدا

حل معشوق کے رخسار سے بہار خط سبزہ کا پیدا ہونا گویا اعجاز حسن سے زمرد کا لعل سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ لعل سرخ ہوتا ہے اور زمرد سبز۔

شور جنوں در قفا با ہمہ بیگانہ برآ
یکدو نفس نالہ شو از دل دیوانہ برآ

حل تو ایسی طرح اپنی خودی سے نکل کہ سب سے بیگانہ ہو اور شور جنوں تیرے پیچھے ہو۔ تھوڑی دیر کے لئے نالہ بن اور دل دیوانہ سے باہر نکل۔

تاب و تب سبحہ بہل رشتہ ز نار گسل
قطرۂ مے جوش زن بر خط پیمانہ برآ

حل تسبیح پھیرنے کی سرگرمی اور پھیرنا سب چھوڑ۔ زنار کا رشتہ توڑ اپنے ایک قطرہ مے (شوق عرفان الہی) کو جوش میں لا اور ابل کر جام کے خط پر آ (وہ خط جہاں تک شراب بھری ہوئی ہوتی ہے)

چون نفس از الفت دل پائے تو افسردہ بگل ریشۂ وحشت ثمری از قفس دانہ برآ

حل تیری سانس کی طرح تیرا پاؤں بھی الفت دل کی کیچڑ میں دھنسا ہوا ہے یعنی تو دل وجان کو عزیز رکھتا ہے یہ وہ ریشہ ہے جسکا پھل وحشت ہے پس وحشت (خدا کی محبت) ہیں۔ دانہ کے قفس (خورد ونوش کی ہوس) سے باہر نکل۔ یعنی تارک الدنیا ہو۔

چرخ کلید در دل وقف جہادت کند ارّہ صفت کو دم تیغت ہمہ دندانہ برآ

حل آسمان نے در دل کی کلید تیرے جہاد (جہاد نفس یعنی زہد وعبادت) کیلئے وقف کردی ہے تیری تلوار (زہد وریاضت) کی دہار آرہ کی طرح دندانہ دار نہیں پس تو اس تلوار میں دندانے نکال اور نفس امارہ کا گلا تراش کیونکہ آرہ کی تکلیف تیغ کی تکلیف سے زیادہ ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تو ابھی تک ریاضت میں ناقص اور خام ہے۔ نفس پر جہاد کرنے کیلئے ایسی تلوار کی ضرورت ہے جو آرہ کی طرح دندانہ دار ہو یعنی محبت الہی میں دل کا دروازہ اس وقت فتح ہوگا جب تو سخت سے سخت ریاضت اور صعوبتا ٹھا کے نفس پر جہاد کریگا

نیست خرابات جنون عرصۂ جولان فسون لغزش مستانہ خوش ست آبلہ پیمانہ برآ

حل خرابات جنون فسون (لہو ولعب) کے جولان کا میدان نہیں یہاں تو مستانہ لغزش بھلی معلوم ہوتی ہے آبلوں کو ناپتا ہوا نکل یعنی ایسی طرح سست نکل جسطرح آبلہ دار چلتا ہے (آبلہ پیما جیسا بادیہ پیما)۔

کردہ فسون نفست غرۂ عشق وہوسنما دود چراغی نہ از دل پروانہ برآ

حل تیرے نفس کے فسون (مکر) نے تجھے اپنے عشق وہوس پر مغرور کردیا ہے تو کسی چراغ کا دھواں نہیں پروانہ کے دل سے نکل یعنی ظہور کر مطلب یہ ہے کہ جس طرح پروانہ دم کے دم میں جلکر خاک ہوجاتا ہے۔ تو بھی عشق الہی کے سوز وگداز میں جل کر فنا ہوجا۔

تا ز خودت نیست خبر در تہ خاک ست نظر یک مژہ بر خویش کشا گنج ز ویرانہ برآ

حل جب تک تو اپنے کو نہیں پہچانتا تیری نظر خاک کے نیچے ہے یعنی کچھ حاصل نہیں اپنے کو ایک نظر دیکھ اور خزانہ بنکر ویرانہ سے باہر آ۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

بیدل از افسونگری خرس و شرز آدم نشود چنگ بہ ریش فرت از ہوس شانہ برآ

حل بیدل تیری افسونگری یعنی مکر و تدبیر سے ریچھ اور بکرا آدمی نہیں بن سکتا تو کنگھے کی طرح ہر ایک داڑھی کیلیے پیچ گل نمار یعنی استقلال کام میں لا (بکرے کے داڑھی ہوتی ہے اور ریچھ کے بال) مطلب یہ ہے کہ اہل الامر کو پہچان اور اپنے نفس کو انسان بنا۔ ریچھ اور بکرے تو دنیا میں بہتیرے ہیں۔

بحصول مقصد عافیت نہ دلیل جو نہ عصا طلب
تو ز اشک آنہمہ پس مَہ قدمے ز آبلہ پا طلب

حل دنیا میں عافیت و آرام و آسایش کی منزل مقصود پر پہونچنے کو نہ کوئی دلیل (رہبر) ڈھونڈھ نہ عصا تلاش کر کیونکہ رہرو کو انہیں دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے تو کسی طرح اشک سے پیچھے نہیں پس ایک قدم اس شخص سے جسکے پاؤں میں آبلے ہوں مانگ یعنی جیسے آنسو تھک کر نہیں چلا جاتا اسی طرح آبلہ پا سے بھی نہیں چلا جاتا خواہ کیسا ہی ان کے لئے عصا اور رہبر موجود ہو مطلب صرف اس قدر ہے کہ دنیا میں آسایش نہیں۔

ز مراد عالم آب و گل بدر جنون من و دو اگل
اثر اجابت منفعل ز شکست دست دعا طلب

حل عالم آب و گل (دنیا) کی مراد سے درگزر اور جنون کے دروازہ پر پہونچ اجابت جو خود شرمندہ ہے اسکا اثر دست دعا کے ٹوٹ جانے سے طلب کر یعنی جس صورت میں تیرا دستِ دعا پہلے ہی ٹوٹ گیا ہے تو بیچاری اجابت کیا اپنا سر پھوڑے گی مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کوئی مراد حاصل نہیں ہوتی نہ کوئی دعا قبول ہوتی ہے۔ یہاں دست دعا ٹوٹا ہوا ہے اور اجابت شرمندہ ہے۔

بکجاست صدر و چہ آستاں کہ گذشتۂ تو ازیں و آں
چو نگاہِ حیرت ازیں مکاں ہمہ جیز گو و بقا طلب

حل تو جو این و آں سے گزرا ہے تو مقام صدر اور آستان کہاں ہے یعنی کس بات کی تلاش میں ہے جس طرح دنیا کے نظارہ سے صرف نگاہِ حیرت (حیرت ہی حیرت) باقی رہجاتی ہے اسکے سوا کچھہ باقی نہیں رہتا اسی طرح تو جا اور تمام چیزوں کو عالم بقا میں ڈھونڈھ۔ بقا سے مراد فنا ہے۔ کیونکہ صرف فنا کو بقا ہے (ازتق) امر جملہ معترضہ ہے۔

ز سپهر گر همه بگذری تو بسان سایه برابری ‌ ‌ بعلاج شعلهٔ خودسری نم از جبین حیا طلب

حل اگر تو آسمان سے بھی گزر جائیگا تو سایہ کی برابر ہوگا یعنی کچھ حاصل نہوگا تو
اپنے شعلۂ خودسری (تکبر) کے علاج کے واسطے جبین حیا سے قطرہ مانگ اور اُسپر
چھڑک تاکہ یہہ شعلہ بجھہ جائے یعنی عاجز بن اور تکبر سے شرم کر۔

بفسانهٔ هوس آنقدر مفروش شهرت کر و فر ‌ ‌ چو غبار انجمن سحر نفسی شمار و هوا طلب

حل غبار انجمن سحر کی طرح ہوس کا افسانہ بیان کر کے شہرت کروفر کی دکان نہ کھول
یعنی ہوا و ہوس کی باتوں کو فروغ نہ دے۔ جیسا صبح کے وقت غبار ہوتا ہے ایک سانس
گن اور ہوا کا طالب ہو کر فنا ہو جا یعنی اگر تو نے اپنے کروفر کی شہرت فروخت کی بھی
تو نتیجہ وہی فنا ہے۔ غبار انجمن سحر میں اضافت بیانیہ ہے (سحر کا ہنگامہ غبار
کی طرح تھوڑی دیر میں فنا ہو جاتا ہے۔

ز هوای کبر و سرهمی همه راست ننگ فروتنی ‌ ‌ تو بذوق منصب ایمنی ز شکسته هما طلب

حل لوگ غرور اور تکبر کی خواہش میں فروتنی کو عار سمجھتے ہیں تو سب سے بے ڈر
اور فارغ ہو جانے کے ذوق میں اپنے ٹوٹے ہوئے پروں (یعنی فروتنی) کو اپنے
لئے چاہنا اور تکبر غرور پر لات مار۔

دل ذره گر همه خون کند ز کم آوری چه فزون کند۔
عملیکه از تو جنون کند بعدم فرست و جزا طلب

حل ذرہ کا دل اگر اپنے کو ہمہ تن خون کر دے تو بجز کم آوری (کم حوصلہ) کے کیا
زیادہ کر سکتا ہے یعنی ذرہ ہر حالت میں ذرہ ہی رہیگا ہاں جنون عشق الہی جو کام
کرے گا اُس کو عدم میں بھیج اور جزا طلب کر یعنی ذرہ کی طرح پست فطرت نہ بن
بلکہ خدائے تعالی کے جوش محبت میں فنا ہو۔

کف پای حجله‌نشین ما بخیال کرد کمین ما ‌ ‌ پی آرزوی جبین ما بچراغ رنگ حنا طلب

حل یہ شعر تمام اشعار سے سخت تر اور نہایت پیچیدہ اور نازک ہے حضرت بیدل فرماتے
ہیں کہ ہمارے حجلہ نشین (معشوق) کا کف پا عالم خیال میں ہماری گھات میں لگا یعنی
ہمکو یہ خیال پیدا ہوا کہ معشوق کے کف پا سے جبیں سائی کریں اے مخاطب اگر تجھکو
ہماری آرزوی جبیں کا سراغ لگانا منظور ہے تو چراغ رنگ حنا سے سراغ لگا یعنی

معشوق کے پاؤں میں جو مہندی لگی ہے وہ چراغ ہے پس تجھے اس چراغ کی روشنی میں ہماری آرزوئے جبیں سائی کا سراغ ملجائیگا۔

شدہ رمز جلوۂ بے نشاں بغبار آئینہ ات نہاں
نفسے بصیقل امتحاں بر و از میان و صفا طلب

حل تیرے آئینۂ دل کے غبار میں جلوۂ بے نشاں (جناب باری) کے جلوہ کی رمز چھپ گئی ہے تو تھوڑی دیر کے لئے درمیان سے نکل اور امتحان سے صفائی طلب کر یعنی تو امتحاناً ہی دل کو صاف کر پھر دیکھ کہ وہ جلوۂ بے نشاں کیونکر نظر نہیں آتا۔

طلب تو بس بود آنقدر کہ بمعنی بری اثر۔ بجودت اگر نرسد نظر بخیال ہیچ و صدا طلب

حل تیری طلب اسی قدر کافی ہے کہ تو باطن سے اثر لیجا یعنی معرفت الٰہی سے موثر ہو اگر اپنے وجود پر تیری نظر نہیں پڑتی یعنی تو اپنے نفس میں خدا کو نہیں پہچان سکتا تو اسکے خیال میں لیٹ ایک آواز مانگ کہ ہوالموجود۔

خوشت آنکہ ترک سبب کنی بیقین رسی و طرب کنی
ز حقیقت آنچہ طلب کنی بطریق بیدل ما طلب

حل خدائے تعالیٰ بے سبب اور بے دلیل ملتا ہے پس تیرے لئے یہی اچھا ہے کہ سبب کو چھوڑ دے اور یقین کا رتبہ حاصل کرکے خوشی منائے حقیقت الٰہی کی اگر تجھے طلب ہے تو ہمارے بیدل کے طریق پر طلب کر یعنی تو بھی ایسا ہی طالب بن جیسا کہ بیدل ہے۔

ہوائی مشق انتظارم زخاک گشتن چہ باک دارم
ہنوز دارد خط غبارم شکستۂ کلک آرزو یت

حل میں مشق انتظار کا ہوائی (خواہشمند) ہوں خاک ہو جانیکا کچھ خوف نہیں یہ کہتا ابتک میرے خط غبار کا قلم تیری آرزو کا شکستہ ہے یعنی میرا خط غبار تیری آرزو کے ٹوٹے ہوئے قلم سے لکھا گیا ہے وہ سیدھا نہیں ہوسکتا تاکہ اڑ سکے اور جب تک غبار سیدھا نہو گا اڑ نہ سکے گا مطلب یہ ہے کہ میرا غبار تیرے انتظار کی مشق کر رہا ہے مگر قلم ٹوٹا ہوا ہے اور ٹوٹے ہوئے قلم سے جو مشق کیجائیگی وہ بھی خراب ہوگی خط شکستہ اور خط غبار خطوط کی قسمیں بھی ہیں۔

زگلشنت ریشہ نشد کہ چرخش افسردگی پسندد
چو ماہ نو نقش جام بندد لبے کہ تر شد بآب جویت

حل تیرے گلشن سے ایسا ریشہ نہیں پیدا ہوتا کہ آسمان اُسکا افسردہ ہونا پسند کرے یعنی وہ ہمیشہ تر و تازہ رہتا اور بڑھتا ہے جو لب تیرے آب جو (فیض) سے تر ہوا وہ ہلال کی طرح جام کا نقش باندھتا ہے یعنی بڑھتے بڑھتے خود جام بنجاتا ہے۔ لب کی شکل ہلال کی ہوتی ہے۔

بعشق نازد دل ہوس ہم بیالد از شعلہ خار و خس ہم
رسا است سررشتۂ نفس ہم بقدر افسون جستجویت

حل عشق پر ہوس بھی بڑھتی ہے یعنی ناز کرتی ہے جیسا شعلہ پر خار و خس تیری طلب جسقدر اپنا افسون دم کرے گی سررشتۂ نفس کو اسی قدر رسائی ہوگی۔

باین ضعیفی کہ بار در دم شکستہ در طبع رنگ زردم
بگرد نقاش شوق گردم کہ میکشد حیرتم بسویت

حل میں اس ضعیفی کے ساتھ درد کے لئے بار ہو رہا ہوں یعنی درد بھی ناگوار ہو رہا ہوں۔ رنگ زرد کی طرح فطرت میں شکستہ ہوں یعنی میری فطرت ہی شکستگی ہے۔ نقاش شوق پر قربان ہوں کہ میری حیرت کا نقش تیری جانب کھینچتا ہے یعنی ناتوانی سے گو میں تجھ تک نہیں پہونچتا مگر شوق میری حیرت کو تجھ تک پہنچاتا ہے یہ بھی بڑی بات ہے۔

ز سجدۂ خجالت آورم چہ ناز خدمت کشد سرمن
کہ خواہد از جبہۂ ترمن چو گل عرق کرد خاک کویت

حل میرا سجدہ جو خجالت کا لانیوالا (پیدا کرنے والا) ہے اس سے میرا سر خدمت کیا ناز کر سکتا ہے کیونکہ میری پیشانی سے جو آب ندامت سے تر ہے تیرے کوچہ کی خاک کیچڑ کی طرح ندامت سے عرق عرق ہو جانا چاہتی ہے یعنی تیرے کوچہ کی خاک میرے سجدے سے انفعال میں ہے یعنی میرے سجدے سے بجز اسکے کہ تیرے کوچہ کی خاک کیچڑ بنجائے کچھ فائدہ نہیں۔ بہت نازک اور پیچیدہ ہے۔

کجا است مضمون اعتباری کہ بیدل انشا کند نثاری
بضاعتم یکہ لزاری است افگنم پیش تار مویت

حل بیدل ایسا معتبر پسندیدہ مضمون کہا کہ اس لائق ہے کہ اسکو تجھپر قربان اور نثار کریں میر اتنا تو بھی ناتوان جسم ہے ایسا کہ تیری تار زلف کو اگر ڈالدوں تو بھی تحیفت و نزار اور وہ ایسی نازک ہے۔

حکمت شد۔ گواہ قوت جسم آدمی است سعی در ادائے شرائط عبادت وشاہد قوت عقل توجہ باکتساب علوم حکمت و دلیل قوت روح پرواز ہمت بعروج نسبت وحدت مادہ این ہر سہ قوت مقدار اعتدال غذا ست کہ بہ تقویت آن جسم توانا شود بر قدرت اعمال وعقل اعانت یابد در سعی تحصیل کمال و روح بال کشاید بفضائے محبت ذوالجلال۔ اگر اسباب غذا مفقود باشد تردد جسم در طلب وجہ معیشت مانع ذوق عبادت است و تصرف عقل در تدبیر حصول آن محروم کسب علم و حکمت و توجہ روح از تشویش اینہا برجوع منزل جمعیت۔

حل شرائط عبادت کے ادا کرنے میں جسم انسانی کی قوت گواہ ہے یعنی انسان کو جسمانی قوت اسلئے دی گئی ہے کہ واحد حقیقی کی نسبت وحدت کے عروج کی جانب ہمت کو پرواز دے یعنی نسبت وحدت کو بڑہائے مادہ ان تینوں قوتوں کا غذا کی مقدار کا اعتدال پر رکھنا ہے۔ یعنی معتدل غذا کا ہونا بھی ضرور ہے تاکہ غذا کی تقویت سے اعمال پر قدرت رہے اور تحصیل کمال نسبت وحدت میں عقل مددیاوے اور فضائے محبت ذی الجلال میں روح بازو کھولے۔ اگر اسباب غذا مفقود ہیں تو طلب وجہ معیشت میں انسان کا متردد رہنا ذوق عبادت کو روکیگا ؎

شب چو عقد نماز بربندم　　　چہ خورد بامداد فرزندم

اور عقل کا تصرف غذا کے حاصل کرنے کے فکر میں علم و حکمت کے سیکھنے سے محروم رہیگا اور روح کی توجہ بھی اسباب معاش کی تشویش میں سے منزل جمعیت پہنچنے سے محروم رہیگی مطلب یہ ہے کہ حد سے زیادہ چلہ کشی وغیرہ میں ہو کا رہنا ممنوع ہے اور شریعت اسلامی کا یہ حکم ہے کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام

باخشک و تر مایدۂ لیل و نہار　　　قانع شو و جمعیت دل مفت انگار
آن دولت جاوید کہ خلدش نامند　　　زر قیست کہ بے تردد آید بکنار

حل لیل و نہار کے دسترخوان پر خشک و تر جو کچھ ملے اُسپر قانع ہو اور دلی جمعیت کو

مفت سمجھ۔ اس صورت میں جس دولت جاوید کا نام بہشت ہے وہ ایسا رزق ہے کہ بے تردد حاصل ہو جائیگا۔

چہ خوش است گر بود آنقدر ہوس بلندیٔ منظرت
کہ بر آں مکاں چو قدم نہی خم گردنی نخورد سرت

حل کیا اچھا ہو اگر اسقدر بلند جھروکے بنانے کی تجھے ہوس ہو کہ اگر تو وہاں سے شاہد حقیقی کے مکان پر قدم رکھے تو چلنے میں تیرا سر نہ ٹکرائے یعنی تو بہت ہی قریب ہو جائے اور آسانی سے مکان مقصود پر پہونچ سکے۔

بدو روزہ مہلت این قفس ولت آشیانہ صد ہوس
نہ ٔ آگہ از تپش نفس کہ چہ بیضہ ہے شکند پرت

حل باوصف اسکے کہ قفس دنیا میں تجھے دو روز کی مہلت ہے تاہم تیرا دل سیکڑوں ہوس کا آشیانہ ہے۔ تو اپنی سانس کے تڑپنے سے واقف نہیں جس سے تیرے پر کیسے کیسے انڈے توڑ رہے ہیں یعنی نتیجۂ زندگی (محبت الہی) کو برباد کر رہے ہیں۔ تھوڑی سی مہلت۔ پھر قفس میں انڈوں کا سینا اسپر پروں کا پھڑپھڑانا۔

چو گل از طبیعت بے نشاں بخیال داشتی آشیاں
بہ برہنگی زدی این زماں کہ دمید پیرہن از برت

حل تو اپنی بے نشان طبیعت سے پھول کی طرح صرف عالم خیال میں آشیانہ رکھتا تھا یعنی معدوم تھا جس طرح پھول معدوم ہوتا ہے جب برہنگی سے تیرا تعلق ہوا یعنی آشیانۂ عدم سے نکلکر (آزاد ہوکر) دنیا میں آیا تو خود تیری بغل سے پیرہن وجود اُگا یعنی تیری نیستی ہی ہستی بنگئی۔ مطلب صرف اسقدر ہے کہ پہلے تو معدوم تھا اب موجود ہو گیا اور وجود کی ماں عدم ہے۔

چو حباب بے لباس توچہ توقع وچہ ہراس تو
نہ تو مانی و نہ قیاس تو چو کشند جامہ ز پیکرت

حل تو حباب کی طرح بے لباس ہے تیری توقع کیا تیرا ہراس کیا جبکہ تیرے پیکر وجود سے جامۂ ہستی کھینچ لیں گے اُسوقت نہ تو رہیگا نہ قیاس یعنی ایسا معدوم ہو جائیگا کہ اپنے قیاس کی تصویر بھی نہ کھینچ سکیگا۔

ہمہ جاست جادہ پیچ پیچ ہمہ راست خجلت کاوشے
توچناں مرو کہ بگردشے بکجی زند خط مسطرت

حل - سب جگہ پیچیدہ راستہ ہے اور دنیا یا آسمان کی جو کاوش سالکوں کو ستاتی ہے اس سے سب شرمندہ ہیں پس تو ایسی طرح مت چل کہ تھوڑی سی گردش سے تیرا خط مسطر ٹیڑھا ہو جائے یعنی مسطر کے موافق نہ رہے اور تو بہک جائے - مطلب یہ ہے کہ خدا تک پہونچنے کی جو راہ ہے اس میں بہت سے خم و پیچ (مشکلات) ہیں تو پہونک پہونک کر قدم رکھ اور سیدھا منزل پر پہونچ -

زفسون مطرب و چنگ آن مکن آنقدر اثر فغاں
کہ بفہم نالۂ عاجزاں کند التفات ہوس کرت

لغت اثر بفتحتین نشان و نشان زخم و سنت رسول مقبول صلعم اور بالفتح جوہر شمشیر و بمعنی اور بالکسر کسی شے کا پیچھا یا پیچھا کرنا ہے جو بالکسر ہے نہ بفتحتین یا بکسر الف و فتح ثین مگر ایسا زحاف ضرورت شعریہ نے جائز کر دیا ہے اگر پہلا مصرعہ یوں ہوتا تو زحاف سے محفوظ رہتا ؎

زفسون مطرب و چنگ و آں مرو آنقدر بعقب فغاں -

حل تو مطرب اور چنگ کے فسون پر چیخنے چلانے (حال و قال) کا اسقدر پیچھا نکر کہ عاجزوں (مظلوموں) کے نالے سننے سے ہوس (لہو لعب) کی جانب ملتفت رہنا تجھے بہرا کر دے یعنی مطرب کے گانے بجانے پر ہائے ہو اور حال و قال میں ایسا محو اور مست نہو کہ مظلوموں کی فریاد نہ سن سکے التفات مصدر (شبہ فعل) ہے جو مضاف الی الفاعل ہے ناظرین اس پیچیدہ اور نازک ترکیب کو غور سے سمجھیں غم قدر بیہدہ خوردنی ہمہ سکتہ دارد وم ترنی - مدزاز بلاتی فسردگی کہ رسد زمنصب گوہرت ترکیب (غم قدر بیہدہ خوردنی عجیب و غریب منقلب ترکیب ہے - یعنی غم بیہودہ بیہودن قدر خود -

حل تو جو اپنے مرتبہ کا بیہودہ غم کھاتا ہے کہ کوئی قدر دان اور مرتبہ شناس نہیں تو یہ ایک قسم شکستہ اور مردنی ہے اس سے دل افسردہ ہوتا ہے پس تو بلا و افسردگی سے بچ جو خود تیرے منصب ذات سے تجھ پر نازل ہو یعنی تیرے گوہر ذات کا تو منصب

بہہ ہے کہ تو صبر و وقار کو کام میں لائے تاکہ اس سے تجھ پر بلاء افسردگی نازل ہو۔

طلبے کہ از تو بجا رسد بسر اوفتد چو بپا رسد — سر آرزو بکجا رسد ز دماغ آبلہ ساغرت

ترکیب (دماغ آبلہ ساغرت) میں دماغ موصوف اور آبلہ ساغر اسکی صفت ہے۔

حل۔ اول تو تیری طلب (سوال) کہیں پہنچ نہیں سکتی اور اگر اپنے پاؤں سے پہونچنے کا ارادہ کرے گی تو سر کے بل گرے گی۔ تیرا سر آرزو کہاں تک پہنچ سکتا ہے جبکہ تیرا دماغ ساغر آبلہ بنا ہوا ہے سر کا تعلق دماغ سے ہے اور جب خود دماغ ایک لبریز آبلہ ہے تو سر کیونکر حرکت کرکے کسی جگہہ پہنچ سکیگا۔ کیونکہ آبلہ دار سے چلا پھرا نہیں جاتا۔ سر سے مراد خیال بھی ہو سکتا ہے اور خیال کا تعلق بھی دماغ سے ہے۔ دونوں طرح معنی درست ہیں۔

زسواد نسخۂ خشک و تر بکلام بیدل ما نگر — کہ بحیرت چمن اثر شود آب آئنہ رہبرت

حل تمام نسخۂ خشک و تر (دنیا) کے سواد سے قطع نظر کرکے ہمارے بیدل کا کلام دیکھہ تاکہ چمن اثر کی حیرت سے خود تیرے آئنہ دل کی آب تیری رہبر ہو جائے یعنی جب تو بیدل کے کلام سے متاثر ہوگا تو تیرا دل متحیر ہو کر پہچان جائے گا کہ کلام بیدل کا کیا مرتبہ ہے۔

ای پرفشاں چوں بوی گل نیرنگی از پیرہنت — عنقا شوم تا گرد من یابد سراغ دامنت

حل۔ بوی گل کی طرح تیری نیرنگی تیرے پیرہن سے اڑ رہی ہے یعنی تو کثرت کے نیرے نیرے رنگوں میں ظہور کرتا ہے مگر کسی رنگ میں قیام نہیں۔ پس میں تیری طلب میں ایسا معدوم ہو جاؤں تاکہ میری گرد تیرے دامن کا سراغ پائے یعنی جس طرح زندگی میں تجھہ تک رسائی غیر ممکن ہے اسی طرح مرنے کے بعد میری گرد تیرے دامن کا سراغ لگانے (تیری جستجو) میں محو رہیگی عنقا ہو جانے سے مراد معدوم ہو جانا ہے ورنہ جب خود عنقا کا وجود نہیں تو اسکی گرد کا وجود کہاں۔

با صد حدوث کیف و کم از مزرع ناز قدم — یک ریشۂ شوخی نزد تخم دو عالم خرمنت

لغت۔ کیف۔ چگونگی۔ کم مقدار۔ مراد عرض و جوہر ہے۔

حل با وجود سو حدوث کیف و کم کے ناز قدم کے کھیت سے تیرے حسن کے تخم نے جو دونو عالم کا خرمن ہے شوخی کا ایک ریشہ بھی نہیں اوگایا۔ حالانکہ ناز معشوق

کے لئے شوخی کا ہونا ضروری ہے چونکہ شوخی میں حدوث و تغیر ہے جو قدم کی منافی
ہے لہذا حضرت بیدل نے اسکی نفی کی ہے۔ مطلب صرف اسقدر ہے کہ تیرے
ساتھ کیف کم کے حدوث کا منکر ہے مگر تو قدیم ازلی اور ابدی ہے۔

تنزیہہ صد شبنم حیا پروردہ تشبیہ تو   جان صد عرق آب بقا گل کردہ لطافتت

حل سو شبنم حیا (خود حیا) کی تنزیہہ تیری تشبیہ کی پروردہ ہے یعنی شبنم جو ایسی
منزہ اور صاف ہے تو اسکی یہ وجہ ہے کہ تیری حیا سے اسکو تشبیہ دیجاتی ہے
پس یہ تیری حیا کی پروردہ ہے اور تیرے تن کی لطافت کے مقابلہ میں چشمۂ آب
حیات عرق عرق ہوکر کچھ ٹپک گیا ہے اور اسکی لطافت جاتی رہی ہے۔

تجدید ناز آشفتۂ رنگ لباس آرایئت   بے پردگی دیوانۂ طرح نقاب افگندنت

حل خود تجدید ناز (ناز نو بنو) تیری لباس آرائی کے رنگ کی فریفتہ ہے اور
بے پردگی تیرے نقاب ڈالنے کی انداز کی عاشق ہے یعنی تو نقاب حسن میں چھپ
نہیں سکتا کیونکہ جب بے پردگی عاشق ہے تو نقاب کہاں۔

در وادی شوق یقین صد طور موسیٰ آفریں   خاکستر پروانۂ محو چراغ ایمنت

حل سو طور تیرے یقین جلوہ کے وادی شوق میں موسیٰ کے پیدا کرنے والے ہیں
یعنی خود طور ہی موسیٰ پیدا کر لیتے ہیں اور پروانہ کی خاکستر تیرے چراغ ایمن (تجلی)
پر محو ہے یعنی پروانے اُسکے جلنے پر عاشق ہیں مصرعہ ثانیہ میں پروانہ کی جگہہ (پروانہا)
موزوں ہے تاکہ مصرعہ اولی سے تقابل درست رہے شاید سہو کتابت ہے۔

در نو بہار لم یزل جوشید از باغ ازل   نہ آسماں گل در بغل یک برگ سبز گلشنت

حل تیرے گلشن کے ایک برگ سبز نے ازلی نو بہار میں باغ ازل سے خفیف سا
ایک جوش مارا تھا کہ نو آسمان گل در بغل ہوگئے۔

دل را بحیرت کرد خوں بر عقل زد برق جنوں   شور دو عالم کاف و نون یک لب بحرف آوردنت

حل تیرے ایک لب کے تکلم میں لانے نے کاف و نون (کون و مکان) میں شور
دو عالم برپا کر دیا حیرت میں دل کا خون کر دیا اور عقل پہ دیوانگی کی بجلی گرادی
(یک لب بحرف آوردنت) موزوں ہے یا (حرفے بلب آوردنت) پہلا پیچیدہ
اور نازک اور دوسرا صاف ہے۔

ہر جا بروں جوشیدہ خود را بخود پوشیدہ   در شور شمعت مضمحل فانوسی پیراہنت

حل تو نے جلوت میں ہر جگہ جوش مارا ہے اور اپنے وجود کو آپ ہی ڈھکا ہے تیری شمع حسن کے لئے تیرے پیراہن کا فانوس بننا مضمحل (سست اور کمزور) ہو رہا ہے یعنی پیراہن تیرے نور حسن کو ڈھانپ نہیں سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ تو ہر شے میں عیاں ہے اور تیرے جلوے کو کوئی شے نہیں چھپا سکتی۔

جوش محیط کبریا ہر قطرہ بست آئینہ ہا   مارا بجا کرد آشنا ہنگامۂ من یا منت

حل خدائے تعالیٰ کے جوش دریا نے ہر قطرہ پر آئینے باندھ رکھے ہیں یعنی قطرہ میں دریا نظر آتا ہے تیرے ہنگامۂ من یا من نے مجھکو اپنے سے (اپنی حقیقت سے) واقف کر دیا ہے من یا من یعنی میں آپ اپنے ہی ساتھ ہوں کسی غیر کے ساتھ نہیں۔

نی عشق دانم نی ہوس شوق توام سرمایہ بس   ای صبح یک عالم نفس اندیشۂ دل مسکنت

حل میں عشق کو جانتا ہوں نہ ہوس کو تیرا شوق میرے لئے سرمایہ کافی ہے اے یک عالم نفس کی صبح میرا اندیشۂ دل تیرا مسکن ہے یعنی تو ہر وقت میرے دل کے اندیشہ (سوچ بچار) میں مقیم رہتا ہے سانس کو ایک عالم قرار دیا ہے اور صبح کے وقت انسان جاگتا ہے یعنی میں ہر وقت تیرے ہی ذکر و فکر میں ہوں کبھی تجھسے غافل نہیں رہتا اور میری سانس کے لئے تو بمنزلہ صبح کے ہے۔

حسن حقیقت روبرو شمع فضول آئینہ جو   بیدل چہ پردازد بگو ای یافتن نا جستنت

حل حسن حقیقت سامنے ہے اور بیہودہ سری (اشتغال بالایعنی) کی شمع آئینہ ڈھونڈھ رہی ہے کہ تیرا جلوہ اس میں دیکھے اب بیدل اس آئینہ میں کیا مشغول ہو جبکہ تیرا نہ ڈھونڈھنا ہی پانا ہے یعنی تو ہر وقت سامنے ہے تجسس فضول ہے۔

نکتہ۔ ریاضت صفائی باطن مے آرد بشرط اعتدال و ضعف بر قوا رمے گمارد با فراط کمال مدعا ازیں کسب مواد فاسدہ را باصلاح آوردن است نہ اجزاء صالح را نیز فاسد کردن اینجا زنگار از طبیعت زدودن است نہ آئینہ را بمشق صیقل فرسودن بحکم قدردانی وجود از انبیاء ہیچکس بریاضات شاقہ نساخت الا بقدر اصلاح مزاج و بجواب و خوزیزہ نپرداخت مگر بمقدار احتیاج۔

حل ریاضت بے شک باطن کو صاف کرتی ہے مگر اعتدال شرط ہے اور اگر

فرط کمال کو پہنچے : حد سے زیادہ ریاضت کی جائے تو قوتوں کو ضعیف کر دیتی ہے انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی ریاضات شاقہ میں مشغول نہیں ہوا مگر بقدر اصلاح مزاج کیونکہ وہ حکم قدر دانی وجود لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ الآیہ کے پابند تھے یعنی اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو وہ وجود کی قدر کرتے تھے جو ایک نعمت اور صنعت الہی ہے اور وہ خواب و خور میں بھی مشغول ہوتے تھے مگر بمقدار احتیاج۔

بنیاد جسد کہ کارگاہ اسماست ... روزے دو ز حکمت طبیعی برپاست

بر صوم و صلوٰۃ بیفزا کاینجا ... تعدیل بہر امر کمال عرفاست

حل جسم کی تعمیر جو اسماء الہی کی کارگاہ ہے یعنی اسماء الہی اس میں موثر ہیں ایک دو روز زندگی کی میعاد معینہ تک، حکمت طبیعی (کھانے پینے سونے وغیرہ) سے قایم ہے پس تو پانچ وقت نماز اور تیس دن کے روزوں پر اور کچھ نہ بڑھا کیونکہ ہر امر میں اعتدال سے کام لینا ہی عارفوں کا کمال ہے۔

نکتہ قرب الہی جنون دارد و قرب دنیا ہوش۔ در اینجا دانشہا مصروف تعلق اسباب است و آنجا ہر چیز غیر او ست فراموش پس معاملات اہل دنیا با اہل اللہ راست نیاید و اطوار ارباب شعور ہم نسبت مجنون نشاید۔

حل قرب خدا جنون لاتا ہے اور قرب دنیا ہوش۔ یعنی جو شخص ذات الہی میں بالکل محو ہو جاتا ہے اسکو دنیا کی کچھ خبر نہیں رہتی اور دنیا داروں کو ہوش و (عقل معاش وغیرہ) ہوتی ہے عالم قرب الہی میں جو کچھ کہ ذات الہی کے سوا ہے فراموش ہو جاتا ہے پس اہل دنیا کے معاملات اہل اللہ کے ساتھ ٹھیک نہیں بیٹھتے اور ارباب شعور کے اطوار کا ہم نسبت مجنون ہونا کسی طرح لائق نہیں کیونکہ صحبت ناجنس اجتماع نقیضین ہے۔

مفتری خرابات با ہوس ہیچ نیست ... جز ہمت در حضورش دا نیست

ای خواجہ مکن ارزوئے دولت فقر ... سقف و دیوار زرنگار اینجا نیست

حل تنزیہ جس شے سے عبارت ہے وہ ہوس پیشہ کے لئے کوئی خرابات نہیں
یعنی اہل ہوس کے لائق نہیں اسکا دروازہ ہمت کے سوا کسی پر نہیں کھلتا
انجا جہ دولت فقر کی آرزو نکر یہاں نہ تو زرنگار سقف ہے نہ زرنگار دیوار۔

رہ مقصدیکہ گم است و من بخیال میسپری ــــ تو بہیچ شعبہ نمیبری چہ نشستہ میکنی عبث

حل تیری مقصد کی جو راہ گم ہے محض خیال کے ذریعہ سے اسکا طے کرنا عبث ہے تو کسی
نشان تک نہیں پہونچ سکتا۔ پس تیرا یہ سمجھنا کہ میں بیٹھے بیٹھے منزل مقصود پر پہونچ جاؤنگا
فضول ہے۔

ز فسانہ سازی این و آن کہ رسد بمعنی بے نشان ــــ ز شکستہ بال و پریان ہوس ہوا و نہ پری عبث

حل این و آں کی فسانہ سازی سے معنے بے نشان تک کون پہنچ سکتا ہے ایسے بیان
ہے جیسے بازو اور پر ٹوٹے ہوئے ہیں تو اسکی ہوا میں نہیں اڑ سکتا۔

چمن صفا و کدورتی می جام معنی و صورتی ــــ ہمہ گہ بخیال خود کہ توئی ہمین قدر ہمہ عبث

حل تو صفائی اور کدورت دونوں کا چمن اور جام معنی و صورت کی شراب ہے
بیشک تو سب کچھ ہے مگر اپنے خیال میں تو تو ہے تیرا اسقدر ہونا بھی عبث ہے
یعنی منی اور توئی کو دل سے نکال ڈال پھر تجکو ہمہ اوست کا مرتبہ حاصل ہو جائیگا

ز زبان شمع خیال کن سخنی است غیرت انجمن ــــ کہ درین ستمکدہ خار یا نکشیدہ گل چہ بری عبث

حل تو خیال کر کہ زبان شمع سے کیسا غیرت دلانیوالا سخن نکلتا ہے کہ اس ستمکدہ (دنیا)
میں جبکہ تیرے پاؤں سے کانٹا تک نہیں نکل سکتا تو تیرا یہ دعوی فضول ہے کہ میں
گل تر ہوں۔ پھول کے ساتھ کانٹا ہوتا ہے اور گل شمع کی پاؤں کا کانٹا خود بتی ہے

ہوس جہان تعلقی سر و برگ حرص تملقی ــــ چو یقین رسد در امتحان ہمہ عمر در سپری عبث

حل تو جہان تعلق کی ہوس اور حرص و چاپلوسی کا سامان ہے جب یقین امتحان کا
دروازہ کھٹکھٹائیگا یعنی تجکو ٹٹولیگا کہ خدائے تعالی پر کسقدر جو یقین ہے تو اسوقت
معلوم ہو جائیگا کہ زندگی کا بسر کرنا عبث تھا یعنی حرص و ہوا میں فضول عمر کھوئی۔

نگہت بجو و چہ قرار سد بحقیقت ہمہ آرسد ــــ دل شیشہ گر بصفا رسد تہ تید تو ہمہ پری عبث

حل تیری نگاہ اگر خود بینی سے جیسا کہ فرمایا وفی انفسکم افلا تبصرون الآیہ غور سے دیکھے
گی تو تمام حقیقت تک پہنچ جائے گی شیشہ کا دل اگر کامل صفائی حاصل کریگا تو پری کی

خیال میں نہ تڑپے گا یعنی اسکو مری کی کچھ پروا نہ رہیگی (پری کو شیشہ میں قید کر لیتے ہیں)

ہوا مکش چو سحر علم بجہان فسون تو سر عدم   عدمی عدم عدمی عدم ز عدم چہ پردہ دری عبث

حل تو ہوا میں صبح کی طرح جو تھوڑی دیر میں فنا ہو جاتی ہے نیزہ نہ نکال اور جہاں میں ہوس کا فسوں دم نہ کر تو محض عدم ہی عدم عدم ہی عدم ہے پس عدم کی پردہ دری عبث ہے

نہ حقیقت تو یقین نشان نہ مجاز تو آئنہ گمان   چہ تشخصی چہ تعینی کہ خودی غلط دگری عبث

حل نہ تیری حقیقت یقین کا نشان ہے نہ تیرا مجاز شک کا آئینہ ہے (حقیقت کے لئے یقین کا اور مجاز کے لئے شک کا ہونا ضروری ہے) تیرا کیا تشخص اور کیا تعین ہے تیرا خود ہونا بھی غلط اور تیرا دگر (غیر) ہونا بھی غلط ہے یعنی تیری ہستی بالکل بے ثبات ہے۔

چو ہوا ز کسوت شبنمی نہ شکستہ نہ فراہمی   چہ قدر ستمکش مبہمی کہ خیال تفرقہ و تری عبث

حل تو شبنم کے لباس سے ہے یعنی جسطرح شبنم کا لباس صرف ہوا ہے جسکو ثبات نہیں اسی طرح تیری ہستی کا لباس فانی ہے نہ شکستہ (متفرق) ہے نہ فراہم (مجتمع) ہے تو کتنا مبہم ستمکش ہے (یعنی تیری ستمکشی بھی عیاں نہیں) جب تو ایسا نہیں (متفرق و مجتمع ہونے کی بھی تجھ میں صلاحیت نہیں) تو تیرا بظاہر تر نظر آنا بالکل عبث ہے کیونکہ کسوت شبنم کا درحقیقت کوئی وجود نہیں ہے اسکے لئے تری مفید ہے

تجلم ز ننگ حقیقتی کہ چو حرف بیدل بی‌زبان   نہ بنظرے و بگوشہا ز فسانہ در بدری عبث

حل میں ایسی حقیقت کی ننگ سے شرمندہ ہوں کہ بے زبان بیدل کے حرف کی طرح تو نظر میں نہیں اور کانوں میں فسانہ کے ذریعہ سے دربدر پھرتا ہے۔

اگر دماغم درین شبستان خمار شرم عدم نگیرد   ز چشمک ذرہ جام گیرم بآن شکوہی کہ جم نگیرد

حل اگر میرا دماغ اس شبستان (دنیا) میں شرم عدم کا خمار حاصل نکرے یعنی دماغ کو اس بات کی شرم نہو کہ دنیا محض فانی ہے تو میں ذرہ کی چشمک سے اس شکوہ کے ساتھ جام حاصل کروں کہ جمشید بھی حاصل نہ کر سکے مطلب یہ ہے کہ دنیا فنا محض ہے ورنہ ایسا ادنی شے میں بوالہوسوں کے لئے سب کچھ موجود ہے۔

دران بنیان کہ سعی گردون بہ پیچ و تاب خط کہکشان شد   کسی ز قدرت چہ انگارد کہ دست خجلت قلم نگیرد

حل اس مکتب میں کہ آسمان اس سعی میں مصروف رہتا ہے کہ خط کہکشاں کو مٹا دے کہ وہ رمز قدرت الٰہی کا متحمل نہیں وہاں قدرت الٰہی کے باب میں کوئی کیا لکھے

لکھ سکتا ہے جب تک کہ اپنے ہاتھ کا قلم یعنی قطع ہو جانا قبول نہ کرے یعنی اسکی
قدرت غیر محدود ہے

دریں قلزم و کفِ غبارم بہیچکس ہمسری ندارم — کمال میزانِ اعتبارم بس است اگر ذرہ کم نگیرد

حل میں اس قلزم (دنیا) میں ایک مشت غبار ہوں کسیکے ساتھ ہمسری نہیں رکھتا۔
میرے میزان اعتبار کا کمال یہی کافی ہے کہ ذرّہ بھر بھی میری ناچیز ہستی کو کم نہ تولے
یعنی میں ذرہ کی طرح ناچیز ہوں

زعرصۂ اعتبار گوئے کو سر سلامت توان ربودن — گر آمد و رفت ایں نفسہا بیاد تیغ تو دم نگیرد

حل دنیا کے میدان سے سر کی گیند کا سالم لیجانا ممکن ہے اگر سانس آمد و رفت تیری ہی
تیغ کا دم نہ بھرے مگر یہ محال ہے کیونکہ عاشق تو اپنا قتل ہو جانا ہی چاہتا ہے یہاں
سر کا سالم لیجانا محال ہے۔

نصیبے از عافیت ندارد حبابِ بحرِ غرور اینجا — حذر کہ باد دماغت آخر بہ پیچ نفخ شکم نگیرد

حل دریائے غرور کا بلبلہ لیجانا عافیت کا حصہ نہیں رکھتا خوف کر کہ تیرے دماغ کی ہوا
نفخ شکم کی تکلیف میں تجھے نہ لے۔ یعنی ایسا نہو کہ باد غرور سے تیرا دماغ پھولتے پھولتے پیٹ
ہی پھول جائے اور حباب کی طرح فنا ہو جائے۔

نرفتہ از خود ندارد امکان بمعنی رسیدگان رسیدن — کہ خاک تا گشتہ کس دریں رہ سراغ نقشِ قدم نگیرد

حل جو شخص از خود رفتہ نہیں ہوا وہ رفتگان (واصلان حق) کے معنی تک نہیں پہنچ سکتا
کوئی شخص جبتک خاک نہیں ہوتا وہ راہ دوست میں نقش قدم کا غبار نہیں اٹھا سکتا
یعنی اوسکو پتہ نہیں ملسکتا کہ دوست کس راہ سے گیا ہے اور دوست تک پہونچا نیکا
سراغ کیا ہے کیونکہ نقش قدم خاک ہی پر جمتا ہے۔

خیال نامحرم گریباں دواند ما را بصد بیاباں — چہ سازد آوارۂ دردل کہ راہِ دیر و حرم نگیرد

حل خیال جو گریباں کا نامحرم تھا اُسنے ہمکو سو جنگلوں میں دوڑایا یعنی اگر وہ گریباں کا محرم
ہوتا تو گریباں ہی میں سر ڈالکر جلوہ حسن یکتا دل ہی میں دیکھہ سکتا تھا جو شخص در دل سے آوارہ ہے
وہ اگر دیر و حرم کی راہ نہ لے تو کیا کرے کیونکہ خدا تو صرف در دل کے کھٹکھٹانے سے ملتا ہے۔

گر بنازم بزورِ ہمت بہ نیم خجالت کشِ غرامت — کشیدہ ام بار ہر دو عالم بہ پشتِ پا گر کہ خم نگیرد

حل اگر میں اپنے زور ہمت پر ناز کروں تو تاوان دینے کا خجالت کش نہونگا یعنے دونو عالم کا

بار اپنی پشت پر اٹھایا ہے کہ وہ اس بوجھ سے جھک نہیں سکتی۔ یعنی میں بجز معرفت الہی کے دونوں عالم پر پشت مار چکا ہوں

نفس بخمیازہ میگدازی بساز نقش و نگین ساز نمی کہ نام اقبال بے نیازی لبے کہ تا بہم نگیرد

حل تو اپنے سانس کو خمیازہ (حرص) میں گلا رہا ہے نقش و نگین کی آرایش (دنیوی ساز و سامان) پر ناز نہ کر کیونکہ جب تک لب ایک دوسرے سے نہیں ملتا (سکوت در رضائے الہی کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا) اقبال بے نیازی کا نام نہیں لے سکتا۔ یعنی اقبال بے نیازی ایک دولت ہے جو حریص دنیا کو حاصل نہیں ہوتی نقش اور نگین کیسا ہی عمدہ ہو لیکن جب تک دونوں متصل نہوں گے نام ثبت نہو سکے گا اور خمیازہ علیحدگی اور تمدد کو چاہتا ہے پس اتصال کہاں۔

باین درشتی کہ طبع غافل خطاست تاثیر انفعالش چو سنگ در کارگاہ مینا گر آب گردد کرم نگیرد

حل اس سختی کے ساتھ کہ انسانی طبیعت خدا سے غافل ہے یہ خیال کرنا کہ وہ تاثیر سے منفعل ہو گی خطا ہے کیونکہ شیشہ گر کے کارخانہ میں شیشہ پانی ہو جاتا ہے مگر نم قبول نہیں کرتا یعنی غفلت سے جو طبیعت سخت ہو گئی ہے وہ اثر پذیر نہیں ہو سکتی۔

گزیدہ اقبال ہمت ما فروتنی عرصہ نیازی کہ منت سربلندی آنجا کسے بدوش الم نگیرد

ترکیب فروتنی عرصہ نیاز کی صفت ہے یعنی وہ نیاز جسکا عرصہ فروتنی ہے۔

حل ہمارے اقبال ہمت نے بے پروائی کا وہ میدان فروتنی اختیار کیا ہے کہ وہاں سربلندی دنیا کا احسان کوئی دوش الم (الم عشق الہی) پر نہیں اٹھاتا یعنی ہم خدا کی محبت میں دنیوی عز و منزلت سے بے نیاز ہیں۔

دلست منظور بی نیازی ز غفلت آزردہ اش نسازی کسیکہ از جلوہ شرم دارد شکست آئینہ کم نگیرد

حل تیرا دل بے نیازی کا منظور نظر ہے اسکو غفلت از حب الہی سے رنجیدہ نکرنا کیونکہ جو شخص جلوہ سے شرم کرتا ہے وہ آئینہ کے ٹوٹ جانے کو کچھ کم قبول نہ کرے گا یعنی ایسا نہو کہ تو غافل ہو کر آئینہ کو بھی توڑ ڈالے اس کی بھی پروا نہ کرے جس میں جلوہ معرفت نظر آتا ہے۔

ندارد این مکتب تعین کہ در تماشا گہے چو بیدل بصفحہ گر نام او نویسم بجز غبار از قلم نگیرد

حل مکتب تعین (دنیا) میں جو محض تعین اور فرضی ہے یعنی وجود واقعی نہیں رکھتی

کدورت کا اشنا گر یعنی دنیا سے کدورت رکھنے والا بیدل کی مانند کوئی نہیں اگر میں بیدل تمام لکھوں گا تو قلم سے بجز غبار کے صفحہ کچھہ حاصل نکریگا یعنی صفحہ پر غبار کے سوا کچھہ ثبت نہوگا۔

حکمت — در اعتبارستان نتائج عنصری حقیقت خود را یک شخص تصور کردن است باید نمود کہ مرتبۂ جماد طبیعت اوست بحکم ثبوت جوہر خفا و مرتبہ ثبات ہیولائے آن بحسب ہوائے نشو و نما و مرتبۂ حیوان عرض پیکر با اظہار قدرت حس و حرکات و مرتبۂ انسان مشخص تصور فطرت جامع آیات۔

حل — نتائج عنصری کے اعتبارستان (دنیا) میں اپنے کو ایک شخص (انسان مشخص) خیال کرنا ہے ظاہر کرنا چاہیئے کہ انسانی طبیعت جماد (پتھر) کا مرتبہ رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ نفس میں ایک جوہر مخفی ہے جو تعلیم اور تربیت اور تزکیہ نفس سے جلا پاتا اور عیاں ہوتا ہے اور انسانی ہیولا کے ثبات کا مرتبہ نشو و نما کی جانب مائل ہوتا ہے اور حیوان (جاندار) کا مرتبہ حس و حرکات سے اظہار قدرت کے لئے ایک پیکر (صورت) کا پیش کرتا ہے اور انسان مشخص کا مرتبہ فطرت الہی کی تصویر ہے جو آیات (آثار الہی) کی جامع ہیں یعنی انسان کے تین مرتبہ ہیں۔ اول جمادی۔ دوم حیوانی سوم آیات الہی کی جامع آثار تصویر بنجانا۔ اسیوجہہ سے انسان اصطلاح صوفیہ عالم صغیر ہے آئینہ جدا علی میں ان تینوں مراتب کا انکشاف ہے

گر ہست جماد آئینہ ات در زنگ ہست ... ورنہ نما شوق تو بعرض رنگ است
حیوان آثار ناشناسائی است ... اے رمز عیان اینچہ بلا نیرنگ ہست

حل — اگر تو جماد ہے تو تیرا آئینہ زنگ میں ہے اور اگر نمو کا مرتبہ ہے تو تیرا شوق صرف اپنی رنگت کا پیش کرنے والا ہے اور اگر حیوان ہے تو یہہ تیری ناشناسائی کے آثار ہیں یعنی تو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا تاکہ خدا کو پہچانے اے رمز عیاں (جو ہمیشہ مخفی ہے) کچھہ تو ظاہر کر کہ یہہ کس بلا کا (کیسا) نیرنگ ہے۔

حکمت — در افراد نوع انسانی بر طبائع کہ حکم اشیا گوئی غالب است ناگزیر است از سامان تدبیر و تلاش و ہر امر جہ کہ تاثیر اسمار الہی تسلط دارد بے اختیار رو بقدر تحصیل

معاش زیرا کہ مستلزم تعلق تشبیہ تردد آرائی است و خاص نسبت تنزیہ وارستگی وبے پروائی۔

حل نوع انسانی کے افراد میں جن طبائع پر اشیا کونی (تعلقات) کا حکم غالب ہے اُن کو سامان تدبیر (تمدن) اور تلاش سے چارہ نہیں اور جن مزاجوں پر اسماء الٰہی کی تاثیر (رازق) اور مسبب وغیرہ غالب ہے وہ تحصیل معاش کے عذر میں بے اختیار ہیں کیونکہ یہہ دو نوام تشبیہہ تردد آرائی کے تعلق کو مستلزم ہیں اور تنزیہ آرائشگی وبے پروائی سے نسبت خاص رکھتی ہیں وہ سب کو رزق دیتا ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ جملہ امور سے منزہ ہے رزق و معاش دینے سے اُسے کچھہ تعلق نہیں۔

عالم مشغول حاصل علم و ہنر منعم سرگرم دستگاہ کروفر
بیکاری وضع بیدلاں افتادہ است یک پردہ زساز این و آن نازکتر

حل عالم اپنے علم و ہنر کی علت غائی اور مفاد میں مشغول ہے اور منعم جاہ و مرتبہ کی دستگاہ میں سرگرم ہے بیکاری بیدلوں کی وضع واقع ہوئی ہے یہ ایک پردہ ساز این و آں کے پردے سے نازک تر ہے یعنی تعلقات دنیوی کو بالکل ترک کر دینا سب سے زیادہ نازک مقام ہے۔

من آن غبارم کہ حکم نقشم بہیچ عنوان نگیرد اگر سراپا سحر برایم شکست رنگم اثر نگیرد

حل میں وہ غبار ہوں کہ کسی طرح میرے نقش کا حکم اثر نہیں کرتا یعنی نہیں جمتا کیونکہ غبار کی شان پریشان رہنا ہے اگر میں سرتاپا سحر بنکر نکلوں جب بھی میرا شکستہ رنگ اثر پذیر نہوگا یعنی شکستہ ہی رہیگا حالانکہ سحر کا رنگ شگفتہ ہوتا ہے۔

نشد ز سازم بہیچ عنوان جنون خروشی دگر پریشان جز اینکہ یارب درین نیستان پر نوائم شکر نگیرد

حل میرے ساز یعنی دل کے جنون خروشی (جنوں میں ہائے وہو کرنا) اسکے سوا کبھی پر افشاں ظہور پذیر نہوئی کہ یارب اس نیستان (دنیا) میں میرے نالہ کا پھل شکر حاصل نہیں کرتا اور یہ قاعدہ ہے کہ نیستاں کی نے سے شکر نہیں ملتی مطلب یہہ ہے کہ میرے نالے میں اثر نہیں۔

بپایں گرانی کہ دارد امروز رخت چندیں خیال دوشم چو کشتیم باکہ رفتنی کو اگر ہمیں بسر نگیرد

ترکیب مصرعہ اولی میں روش دارد کا فاعل ہے اور تحت چندیں خیال مفعول۔
حل اس گرانی کے ساتھ کہ میرا دوش اتنے خیالات کا بوجھ رکھتا ہے کشتی کیطرح
مجھے چلنے کی طاقت کہاں ہے جبتک مجھے دریا اپنے سر پر نہ اوٹھائے یعنی میں
تعلقات میں گرفتار ہوں خدا ہی میرا بوجھ ہلکا کرسکتا ہے۔

براہ پاسی است سعی گامم کہ گر بلغزش رسد خرامم + کسے بجز آغوش بی نشانم چو اشکم از خاک برنگیرد

حل میرا دوڑنا ایک پاس کی راہ میں ہے اگر قدم کو لغزش ہو تو بھی میرا اپنا ہر کوئی
شخص بجز آغوش بے نشان کے آنسو کیطرح مجھے خاک سے نہیں اٹھا سکتا
یعنی خاک سے اٹھاکر مجھے اپنی آغوش میں لینے والا بے نشان (معدوم) ہے

دل از فسون امل طرازی بجد گرفتست ہرزہ تازی + مباد شرم نفس گدازی عنان این بیخرد نگیرد

حل میرا دل طرح طرح کی امیدوں کے آراستہ کرنے کے افسوں سے بھٹک گیا ہے
ایسا نہو جیو کہ نفس گدازی کی شرم بھی اس بیخبر کی باگ نہ پکڑے۔ یعنی کیا یہ شرم
بھی کہ امل طرازی کے افسوں نے سانس تک کو گلا دیا ہے اس بیخبر کو نہ روکے گی

چو موج عمری است بی سروپا تلاش شوقم ادب تقاضا + چہ ممکن ست آنکہ رشتہ ما چو عقدہ گوہر نگیرد

حل میں مدت سے موج کی طرح بے سروپا تلاش شوق بنا ہوا ہوں جو ادب کی مقتضی
ہے کیا یہ ممکن ہے کہ ہمارا رشتہ جو ڈوری کو پکڑتا ہے گوہر کو نہ پکڑے ضرور پکڑیگا یعنی
کہ ہم واب ادب کو تلاش شوق میں ترک نہ کردیں۔ موج میں جابجا گرہیں ہوتی ہیں اور
موج ہی میں موتی ہوتے ہیں۔

نگاہ غفلت کمین ما را اگر نہ مژگان کشد ببر تپد بخون خفتہ خوابناکی کہ سایہ اش زیر پر نگیرد

حل ہماری نگاہ کو جو غفلت کمین ہے یعنی غفلت اسکی گھات میں لگی ہوئی ہے
مژگان کی بغل کبھی میسر نہوئی یعنی مژگاں نے کبھی اسکو اپنی بغل میں نہ لیا غفلت
سے مراد تغافل ہے مطلب یہہ ہے کہ ہمسے سب تغافل کرتے ہیں مژگان جو نگاہ
کے قریں اور محافظ ہے وہ بھی نگاہ سے غافل ہے پس ایسا خوابناک ضرور خون
میں تڑپیگا دیکھیں رہیگا اگر اسکو سایہ اپنے پروں میں نہ لیگا۔
شعر میں (خوابناکی) تو صحیح ہے مگر (خفتہ) غلط ہے کیونکہ سویا ہوا بیچین نہیں رہتا۔
دوسرا مصرعہ یوں چاہیے تھا ع بیتابد آن خوابناک درخون کہ سایہ اش زیر پر نگیرد یعنی

جو شخص نیند میں بھرا ہوا ہے جب تک اُسپر سایہ نہو گا بیچین رہیگا۔ بہت نازک شعر
ہے ناظرین غور سے سمجھیں شعر کی روح سر (غفلت کیس) ہے مطلب صرف اسقدر ہے
کہ مجھے نیند نہیں آتی نگاہ کھلی رہتی ہے کیونکہ نیند تو اسوقت آوے کہ پلکیں نگاہ کو
ڈھانپ لیں۔

اگر معمار دہر باشد بنائے انصاف را ثباتی ۔ گلے کہ تعمیر رنگ دارد چرا ش را آب زر نگیرد

حل زمانہ کے معمار (خود زمانہ) سے اگر انصاف کی بنیاد کو ثبات ہو یعنی زمانہ منصف
ہو تو جو مٹی کہ تعمیر کا رنگ رکھتی ہے کیوں اُسپر سونے کا پانی نہ پھیرے۔ یعنی زمانہ اگر
منصف ہو تو اہل جوہر و کمال کی قدر کرے حالانکہ اہل کمال کو کوئی نہیں پوچھتا۔

دلی کہ پرورد آب نازش بآتش عشق کے گدازش ۔ چو شیشہ بر سنگ چون دسازش کسیش خریدار شیشہ گرگردد

حل جس دل کو آب ناز (ناز و نعمت دنیا) نے پالا ہے وہ آتش عشق میں گل نہیں
سکتا یعنی عشق اُسکو قبول نہیں کرسکتا جب شیشہ کا سامان (آلات وغیرہ) پتھر سے
ٹوٹ جائے گا تو شیشہ گر کے سوا کوئی اُسکا خواستگار نہو گا اسی طرح دنیا داروں کو دنیا
ہی قبول کرے گی نہ عشق الہی ۔ نازش کی ضمیر شین دل کی طرف راجع ہے نہ کہ معشوق
کی طرف ناظرین دہوکا نہ کھائیں۔

گذشت مجنوں بوضع عریاں چو نالہ آزاد زین بیابان ۔ تو ہم باین ننگ دامن افشاں کہ چین دامن کمر نگیرد

حل مجنوں عریاں ہی رہکر (نالہ کی طرح اس بیاباں (دنیا) سے گزر گیا تو بھی دنیا پر
اِس طرح دامن جھاڑ (ترک تعلق کر) کہ دامن کی چین کمر سے اولجھی نہ رہے۔

قبول سرمایۂ تعلق کمینگہ آفت است بیدل ۔ چو شمع خاموش ترک سر گیر تا ہوا بت سر نگردد

حل اے بیدل سرمایۂ تعلق دنیا کو قبول کرنا آفت کا کمینگاہ ہے یعنی آفتیں گھات
میں بیٹھی ہیں شمع خاموش کی طرح سر کو ترک کر (گلگیر سے شمع کا سر کاٹا جاتا ہے) تاکہ
ہوا تیرا سر نہ پکڑے کیا معنی کہ شمع روشن کو ہوا کا خوف ہے بجھی ہوئی شمع کو کیا خوف

ہمہ است زانجمن آرزو کہ بکام دل ثمری رسد ۔ من و پر فشانی حسرتے کہ ز نامہ گل بسرے رسد

حل سب کو اس چمن (وصال معشوق) سے آرزو ہے کہ کام دل میں پھل پہنچے (وصل
معشوق ہو) ایک میں ہوں جسے یہی حسرت ہے کہ معشوق کے پاس سے کوئی خط پہنچے
جسکو پھول کی طرح سر پر لگاؤں۔ کام دل میں ثمر کا پہونچنا تو کجا۔ یعنی میں تو جواب

خط سے بھی محروم ہوں

چہ قدر ز منت قاصداں گدازدہم دل ناتواں ۔ ببر تو نامہ برخودم اگرم چو رنگ پری رسد

حل قاصدوں کی منت سے میرا دل ناتواں کہاں تک گلے ۔ اگر مجھ کو بھی رنگ کی طرح ایک پر ملے تو آپ اپنا نامہ بر ہوں یعنی جس طرح رنگ اوڑتا ہے میں بھی اوڑکر تیرے پاس پہنچ جاؤں اور قاصدوں کی منت نکرنی پڑے مگر یہ میسر نہیں ۔

نگہے نکردہ ز خود سفر ز کمال خود چہ بری اثر ۔ بروم در پیت آنقدر کہ بجاز ما خبری رسد

حل تیری نگاہ اپنے سے سفر نہیں کرتی یعنی تو ہماری طرف نگاہ اوٹھا کر بھی نہیں دیکھتا پھر تجھ پر اپنے کمال رسائی کا کیا اثر ہوگا ہمارا کمال رسائی دیکھ کہ ہم تیرے پیچھے اسقدر دیوانہ وار جائیں گے کہ ہمکو ہم سے خبر ہو پہنچے یعنی جب تک ہم آپ میں نہ آجائیں گے تیرا پیچھا نچھوڑیں گے ۔

بکدام آئینہ جوہری کشم التفات ازاں پری ۔ مگر التماس گداز من بقبول شیشہ گری رسد

حل (آئینہ جوہرے) یعنی جوہر آئینہ ۔ ایسا جوہر آئینہ کہاں سے لاؤں کہ اس پری کے التفات کو اپنی جانب کھینچوں بجز اسکے کہ کسی شیشہ گر سے التماس کروں کہ میرے گداز دل کو قبول کرے یعنی اس سے آئینہ بنائے اور وہ پری اس آئینہ کی جانب ملتفت ہو

بتلاش معنی نازکم کہ دریں قلمرو امتحان ۔ نرسم اگر من ناتواں سخنم بموکمری رسد

حل میں معنی نازک کی تلاش میں ہوں تاکہ اس قلمرو امتحان (دنیا) میں اگر موکمر معشوق تک میری رسائی نہو تو میرا سخن نازک ہی وہاں تک پہونچے ۔

ز معاملات جہانکدہ تو برآ کزیں ہمہ دام و دد ۔ سگ عف عف سگے پیگے خورد لگد خری بخری رسد

حل جہان کے جھگڑوں سے نکل کیونکہ ان تمام چوپایوں اور درندوں سے کتے کی عف عف کتے تک اور گدہے کی لات گدہے تک پہونچتی ہے یعنی دنیا گدہوں اور کتوں (حریص باہم جنگ وجدل کرنیوالے انسانوں) کا میدان ہے ۔

بچنیں جنونکدہ ستم ز تغافل تو کرامت نم ۔ بہزار خوں تپد از الم چو رگی بہ نشتری رسد

حل ایسے جنوں کدہ ستم (عشق) میں تیری فریاد کا کسکو غم ہے رگ جب نشتر تک پہنچتی ہے تو پہلے ہزار خون تمنا میں تڑپ لیتی ہے ۔ یعنی رگ چاہتی ہے کہ نشتر لگے لیکن نہیں لگتا ۔ مراد یہ ہے کہ عاشق ظلم کا خواستگار ہے مگر ظلم کرنے میں بھی

معشوق کو دریغ ہے

ہمہ جاست شوق طرب کمین زدہ ای غنچہ گل آفرین + تو اگر زخود روی نیچنین تو از تو خوشتر رسد

حل شوق سب جگہ خوشی کی گھات میں ہے۔ اگر غنچہ رخصت ہوجاتا ہے تو شوق پھول کا پیدا کرنے والا ہے اگر تو اسی طرح اپنے سے جاتا رہے یعنی خودی کو چھوڑ دے تو تجھے تجھ سے بہتر ملجائے۔

ہزار کوچہ دویدہ ام بہ تسلی نرسیدہ ام زقد خمیدہ شنیدہ ام کہ چو حلقہ شد بدر رسد

حل میں ہزار کوچہ میں دوڑا ہوں مگر تسلی (قوت مطمئنہ) حاصل نہیں ہوئی خم شدہ قامت کی نسبت میں نے سنا ہے کہ جب حلقہ ہوجاتا ہے (جھک جاتا ہے) تو کسی در تک ضرور پہنچ جاتا ہے۔ یعنی عالم جوانی میں خدا نہیں ملتا ضعیفی میں ملتا ہے۔

شعر طبیعت عاشقاں چہ فسردگی ندہد عناں + تپ موج ما نبری گماں بسکتہ گہر رسد

حل عاشقوں کی طبیعت کا شرر افسردگی سے قابو میں نہیں آتا ہرگز گمان نکر کہ ہماری موج کی تپ سکتے (سکوت یا حیرت) میں گوہر کی مانند ہوجائے گی (موج میں حرکت اور روانگی اور گوہر میں سکوت ہوتا ہے)

زکمال نظم جنوں اثر بگداخت بیدل بیخبر چہ قیامت است ابراں ہنر کہ بہیچ بے ہنر رسد

حل نظم کے کمال سے جو جنوں اثر ہے بیدل بیخبر گل گیا۔ ہنر پر کیا مصیبت ہے کہ تجھ جیسے بے ہنر نالایق کے پاس پہنچے۔

نکتہ نبوت امریست معین مکشوف مراتب جمال و ولایت حقیقتے است مبہم مستتر پردہ جلال فہم بر ہر چہ معین باشد زحمت تاویل نہ پسندد و درک آنچہ مبہم است بے تامل صورت نہ بندد۔

حل۔ نبوت ایک ٹھیرایا ہوا امر ہے جس میں جمال الہی کے مرتبہ کھلے ہوئے ہیں اور ولایت ایک حقیقت مبہم ہے جو پردہ جلال الہی میں چھپی ہوئی ہے (یعنی نبی اور اوسکی نبوت کا یقین انسانوں کو جلد ہوجاتا ہے جیساکہ مشاہدہ میں گذر رہا ہے کہ کروڑوں آدمی انبیا پر ایمان لاکر اُن کی امت بن گئے ہیں برخلاف ولایت کہ وہ پردہ جلال الہی میں چھپی ہوئی ہے اور لوگ مشکل سے اولیاء اللہ کی ولایت کو مانتے ہیں) فہم انسانی جس بات پر ٹھہر جائے گی اُسمیں تاویل کی زحمت پسند کریگی

کیونکہ اذعان و ایقان ہو جائیگا جیسی کہ نبوت - اور جو شے بہم ہے اُس کا ادراک بغیر تامل کے صورت نہ باندہیگا جیسی کہ ولایت - وجہ یہہ ہے کہ انسانون کو نبوت کا علم بذریعہ وحی قطعی طور پر ہو جاتا ہے اور ولایت کے ماننے کو کوئی کافی دلیل (نص قطعی) نہین - آنحضرت صلعم کی نبوت پر مسلمانون کے تمام گروہ متفق ہین مگر ولایت کے ماننے پر سب کا اتفاق نہین جیسی ولایت علی علیہ السلام - جن کی نسبت خوارج کا عقیدہ ناگفتہ بہ ہے

بیدل ز قسم خفی جلی میخواہی | اسرار نبی رمز ولی میخواہی
خلق آئینہ است و نور احمد پیدا | حق فہم اگر فہم علی میخواہی

حل اے بیدل تو خفی اور جلی چیزون کا کہل جانا یعنے نبی کے اسرار اور ولی کی رمز سے آگاہ ہونا چاہتا ہے تو اس بات کو سمجہہ کہ مخلوق ایک آئینہ اور احمد صلعم اک نور ہین اور تو علی کا سمجہنا چاہتا ہے تو پہلے خدا کو سمجہہ کیونکہ آنحضرت صلعم نبی ہین اور آپ کی نبوت دنیا مین اسطرح روشن ہے جیسے آئینہ مین نور (عکس) اور علی کی ولایت آنکہون سے چھپی ہوئی ہے تو اس کو جب سمجہیگا کہ پہلے جلال الہی کو سمجہے مولوی روم صاحب نے بہی اپنے مندرجہ ذیل شعر مین یہی بات بیان کی ہے

تو بتار یکی علی را دیدۂ | زان سبب غیرے برا و بگزیدۂ

مطلب یہ ہے کہ اصحاب ثلثہ کے کمالات جمالیہ چونکہ ظاہر تہے تیری سمجہہ مین آ گئے اور علی علیہ السلام کا مرتبہ چونکہ پردۂ جلال مین مخفی تہا اوس کے ادراک مین تجہہ پر تاریکی رہی -

شگفتہ فطرت آدمی در تو ہم آباد عالم خیر و شر آئینۂ تفرقہ پرداختہ کہ تمثال جمعیت دو چار تخیلش نوا ند نمود و در چار سوے معاملات نفع و ضرر دکان سودا سے نیار استہ کہ بسود سے از نقد جنس عافیت چشم توا ند کشود اعانت فضل حق بہ طفیل حضور عرفان پردازد تا ازین آئینہ تنگ زنگار بر دار یم و امداد فنا بہ مطلق بساط یقینے طرح نماید تا بروے این دکان در ہاے اعتبار بدار یم -

حل آدمی کی فطرت (طبیعت) نے دنیا کے تو ہم آباد خیر و شر دحین کا کوئی

واقعی وجود نہین بلکہ محض توہم ہے کیونکہ خیر وشر صیغۂ افعل التفضیل ہین جو دوسرے کی نسبت باہمدگر سے پہچانے جاتے ہین) مین تفرقہ کا ایسا آئینہ آراستہ نہین کیا کہ دو چار تخیل کی صورت جمعیت و کہا سکے (کیونکہ جب تفرقہ ہے تو جمعیت کہان) اور چارہ سوسے معاملات نفع وضرر (دنیا) مین ایسے سودے کی دوکان آراستہ نہین کی کہ عافیت کی نقد وجنس کے فائدے پر آنکھہ کہول سکے - یعنے آسایش کی امید رکھہ سکے - فضل الہی کی اعانت حاضری عرفان الہی کی صیقل مین مشغول ہو تو ہم اس آئینہ سے معلق طور پر زنگار اٹھالین اور رضائے مطلق کی امداد یقین کا ایک فرش بچھائے تاکہ اس دکان دوہی (دکان سودا) پر اعتبار کے دروازے کہولین یعنی انسان کا اعتبار اسوقت ہوتا ہے جبکہ وہ فنا ہو جائے ورنہ بے اعتبار رہے ہے

فردوس باتفاق ارباب علوم — آنسوئے ثوابت و بروج است و نجوم
یعنے این سعد و نحس تا و نظر است — جنت ناممکن است و راحت معلوم

حل ارباب علوم اس بات پر متفق ہین کہ بہشت ستارون اور برجون سے اس جانب ہے یعنے جب تک ستارون کی نحوست اور سعادت پیش نظر ہے نہ جنت ملسکتی ہے نہ راحت -

افسردگیہا سے ساز امکان ترا شد ام اعتدال نگیرد — حدیث طوفان آہ عشقم خموشی از من زبان نگیرد

حل ساز امکان کی افسردگیان میرے نالے کو نہین روک سکتین - مین عشق کی حکایت ہون جس مین آواز کا طوفان ہے پس خاموشی مجھہ سے زبان نہین چہین سکتی یعنی مین خاموش نہین رہ سکتا -

ز رونشگاہ جہان صورت نیم خجالت کش کدورت — چو آئینہ دست بی نیازان ہر چہ گیرد زبان نگیرد

حل مین جہان صورت (دنیا) کی رونشگاہ سے کدورت کا خجالت کش نہونگا یعنی مجھہ سے کسی کو کدورت نہ ہوگی بے نیازون کا ہاتھہ کچھہ ہی حاصل کرے مگر زبان حاصل نکرے گا یعنے کسی سے سائل نہ ہوگا وہ آئینہ کی طرح صاف اور بے زبان ہے

سماجت است اینکہ عالمی را السبقگند است چاک لعنت — سبک نگیرد بچشم مردم کسیکہ خود را گران نگیرد

لغت سماجت بالفتح زشتی اور ترشی اور زشت ہونا حل یہ حرف ترشروئی کج خلقی ہے جو عالم کے سر پر لعنت کا

خاک نوار ہی جو شخص اپنے کو گرانی پر پایگا مغرور اور تن مشرد ہو گا وہ انسانوں کی آنکھ میں ہر گز سبک، ذلیل نہو گا

زدست رفتنست اختیارم بپارسائی رسیدہ کارم — بساز وحشتے پر برآرم کہ دامنم آشیان نگیرد

حل اب جو پارسائی تک میری نوبت پہنچی ہے یعنے تھک کر کنج عزلت میں بیٹھا ہوں تو مجھے یہ بات ناگوار ہے۔ میں سامان وحشت۔ وحشت الہی) سے ایسا پر نکالوں کہ آشیان میرا دامن نہ پکڑ سکے۔

بغیر وحشت بہیچ عنوان حضور راحت نمیدہد رو — زصید مطلب انع گرم گیر اگر دولت زیبہان نگیرد

حل راحت کا حاصل ہونا بغیر وحشت (ترک دنیا) کے ممکن نہیں۔ اگر تو اس جہان سے دلگرفتہ نہیں ہوتا (حالانکہ دنیا سے دلگرفتہ ہونا وحشت کے لیے ضروری) ہے تو صید مطلب کے سراغ کے پیچھے نہ پڑ یعنے دنیا سے مطلب نہ رکھ جو مانع وحشت عشق الہی ہے۔

زخود برآتا رسد کمندی بلنگر قصر بے نیازی — بہ نزد با نہا جبین و دامن کسی رہ آسمان نگیرد

حل تو خود ہی سے باہر آ تاکہ قصر بے نیازی کے کنگرے پر تیری کمند پہنچ سکے ورنہ جبین و دامن کی سیڑھیوں سے کوئی آسمان کی جانب نہیں جا سکتا۔ جبین و دامن سے خود بینی اور زیبائش و زینت دنیا مراد ہے

اگر بعزم کشادکاری زگوشہ گیران مباش غافل — کہ تیر پرواز را نشاید دمیکہ بال از کمان نگیرد

حل اگر تو اپنی کشادکاری (کامیابی) کا ارادہ رکھتا ہے تو گوشہ گیروں (اہل اللہ) کی خدمت سے غافل نہ ہو کیونکہ تیر پرواز کے لائق نہیں ہوتا جب تک کمان سے بازو (قوت) حاصل نہیں کرتا۔

کجی است طور بنا ر عالم تو نیز سر کش بکج ادائی — کہ شہرت وضع راستی با چو حلقہ ات بر سنان نگیرد

حل بنیاد عالم کا طور ٹیڑھا ہے اور تو بھی ایسی کج ادائی کیساتھ سرکش ہے کہ راست بازیوں کے وضع کی شہرت تیر سے تیر کی بھال پر حلقہ ہو کر نہیں لگ سکتی اور یہ قاعدہ ہے کہ بغیر بھال کی بھال جب تک سیدھی نہ ہو گی کارگر نہ ہو سکے گی مطلب یہ ہے کہ جبتک کج ادائی کو نہیں چھوڑتا دنیا میں راست باز مشہور نہیں ہو سکتا۔

درآتش عشق ما نسوزی نظر بداغ وفا ندوزی — کہ از چراغ ہوس فروزی تنور افسردہ نان نگیرد

حل تو ہمارے عشق کی آگ مین جلنے کی تاب نہین لا سکتا اور نہ ہمارے داغ وفا پر نظر ڈال سکتا
ہے کیونکہ بجھا ہوا تنور محض ہوس فروزی کے چراغ سے گرم ہوکر اس قابل نہین ہوتا
کہ اس مین روٹی لگ سکے۔

فتادہ را ز خاک بردار یا مبر نام استطاعت   کسے چہ گیرد ز ساز قدرت کہ دست واماندگان نگیرد

حل کسی گرے ہوئے (عاجز) کو خاک سے اوٹھا ورنہ استطاعت کا نام
نہ لے جو شخص واماندون کا ہاتھ نہین پکڑتا وہ ساز قدرت الہی سے کچھ
حاصل نہین کرسکتا۔

اگر ز وارستگان شوقی بفکر ہستی مپیچ بیدل   کہ ہمت آئینہ تعلق بدست دامن کشان نگیرد

حل اسے بیدل اگر تو وارستگان شوق سے ہے یعنے شوق الہی مین ماسوا سے وارستہ
ہے تو ہستی کے فکر سے مت لپٹ۔ کیونکہ ہمت تعلق کا آئینہ متکبرون کے ہاتھ
مین نہین دیتی۔

بکام فرصت ازین چمن کس ز فضولی اثر کشید   شبخون بعمر خضر زنم کہ نفس شراب سحر کشد

حل اس چمن (دنیا) مین اتنی فرصت کہان کہ ہوس فضولی سے اثر کا اکتساب کرے
اب مین حیات خضر پر چھاپا مارون تاکہ صبح سانس شراب کھینچے۔ مطلب یہ ہے کہ
ہم کو تو زندگی اتنی فرصت نہین دیتی کہ فضولی کی ہوس پوری کرسکین چونکہ
حضرت خضر کی عمر فضول برباد ہورہی ہے لہذا ہم شبخون مارکر سانس کی ہوس میکشی
پوری کرینگے سانس کا میکشی کرنا شب کو گذار کر صبح کرنا ہے۔

نہ شد کہ از دل گرم کس بہ تسلی کشد ہم ہوس   بطبع در آئینہ چون نفس کسی ز جوہر ہم نہ گیرد

حل یہ بات کبھی میسر نہ ہوئی کہ کسیکے دل گرم سے میری ہوس مجھے تسلی کیجانب کھینچے لیکن
کوئی مجھے تسلی دے اور میرا ہمدم بنے اب مین سانس کی طرح آئینے مین تڑپون
اور اسی کو ہمدم بناؤن تاکہ وہ مجھے اپنے جوہر کے پرون کے نیچے لے۔ کیونکہ پرون مین
گرمی ہوتی ہے اور آئینہ کی تاثیر آتشی ہوتی ہے اور جب آئینے پر پھونک مارتے ہین۔
تو زنگ نمودار ہوکر اوڑ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مین ایسا بیکس ہون کہ بجز آئینہ
کے میرا کوئی ہمدم نہین۔

نہ گرفت گرد آسمان بسر راہ ہرزہ خرامیم   مگرم تامل نقش پا ہمزہ بہ پیش نظر کشد

حل تو فلک نے میری ہرزہ خرامیوں (ہوا وہوس) کی سر راہ کچھ گرفت نکی اب شاید میرے نقش پا کا تامل اپنی مژہ میرے پیش نظر کرے یعنی اپنی مژہ چشم کے اشارہ سے مجھے شرمائے کہ اے بدبخت کیا بکر کو دچار رہا ہے۔

دل آزمیدہ بخون ملکش ز تلاش منصب عز۔ کہ فلک نشتہ گوہرت نکشد ز خلعت اگر کشد

حل کیون بیٹھے بٹھائے منصب عزت کی تلاش مین دل کو خون مین گھسیٹتا ہے کیونکہ آسمان اگر خلعت پہنائے گا تو تجھے رشتہ گوہر مین نہ کھینچے گا یعنے خلعت نہ پہنائے گا جو موتیون مین غرق ہو۔

زلب فصیح و فا بیان بحدیث کین مدہ زبان ستم است حنظل اگر کشی بترازوئی کہ شکر کشد

حل جو لب فصیح اور وفا بیان ہے اس سے زبان جہین کرنیکی باتون کو ندے بڑے ظلم کی بات ہے کہ تو جس ترازو مین شکر تولتا ہے اسی ترازو مین حنظل (خربوزہ ہندوانہ) تولے وہ تلخ ہیہ شیرین۔

نہ پسندی ای فلک آنقدر خلل طبیعت وحشیم کہ چو موجم آبلہ پا ئی غم ز غم انفعال گہر کشد

حل اے آسمان تو میری وحشی طبیعت کا خلل اس قدر پسند نکر کہ میرے پائے غم کا آبلہ جو موجون کی مانند بڑھا ہوا ہے گوہر کا ستم انفعال کھینچے یعنے گوہر بنکر شرمندہ ہو۔ مطلب یہہ ہے مین نہین چاہتا کہ میرا آبلہ ایسا کم قدر ہوجائے جیسا گوہر

زکمال طینت منفعل بچہ رنگ عرض اثر دہم مگر از حیا عرقے کنم کہ مرا ز پردہ بدر کشد

حل مین اپنی شرمندہ طینت (سرشت) سے کس رنگ کا اثر پیش کرون بجز اس کے چارہ نہین کہ اپنی ناکسی کے باعث حیا سے عرق عرق ہوکر اس قابل ہوجاؤن کہ یہہ نکلون تاکہ خود حیا مجھے پردہ سے باہر نکالدے۔ انفعال کیوجہ ناکردہ نہین صرف پیرایہ سے ناکسی سمجھ لو۔

بچہ لقمہ کہ شہید او نکشد انتظار مراد دل چو سحر نفس دمد از کفن کہ شگوفہ ثمر کشد

حل جس باغ مین معشوق کا شہید دل کی مراد حاصل ہونے کا انتظار کھینچے تو جس طرح صبح کے وقت ہوا سے شگوفے کھلتے ہین اسی طرح کفن سے سانس آگئی تاکہ شگوفہ امید کھلے اور اس کو پھل لگین اور یہ قاعدہ ہے کہ صبح کے وقت ہوا چلتی ہے اور شگوفہ کھلتے ہین سانس ہوا ہے اور کفن باعتبار سفیدی کے صبح ہے مطلب یہ ہے کہ بعد مرگ بھی حصول مراد

دل (وصل) کا انتظار ہے۔
بسجود درگہش اے عرق تو زبے نمی منما تری — کہ مبادا سعی جبین من بفشار دامن ترکشد
حل اُس کی درگاہ پر سجدہ کرنے میں اے عرق تری کے ظاہر کرنے کی کوشش نکر کیونکہ تو خود بے نم ہے ایسا نہ ہو کہ میری جبین سعی کو جو عرق ندامت ظاہر کرنا چاہتی ہے دامن تر کے نچوڑ لینے کی نوبت پہنچے کیونکہ اب نم صرف دامن تر میں ہے اور اس کا نچوڑنا سوء ادب ہے کیونکہ گناہ جو دامن تر کی نچوڑن ناپاک ہے اس سے معشوق کی چوکھٹ آلودہ ہوجائے گی
نظرے چو دانہ در انجمن بخیال ریشہ شکستہ ام — نشیم آن ہمہ در رہت کہ قدم ز آبلہ سر کشد
حل جس طرح دانہ ریشہ کے خیال میں اپنی نظر کو توڑتا ہے (جب دانہ ٹوٹتا ہے تو ریشہ نکلتا ہے) اسی طرح میں نے اپنی نگاہ کو توڑا ہے (انتظار کیا ہے) اب میں تیری راہ میں اس قدر بیٹھوں کہ آبلہ سے قدم آگے بھی اگرچہ میں تھکا ہوا ہوں اور پاؤں میں آبلے پڑ گئے ہیں مگر تیری راہ میں چلنے پر مستعد ہوں اور چاہتا ہوں کہ آبلے سے بھی قدم پیدا ہو جس طرح دانہ سے ریشہ پیدا ہوتا ہے۔
سر و برگ ہمت میکشی ز دماغ بیدل ما طلب — کہ چو شمع از ہمہ عضو خود قدح آفریدہ و در کشد
حل شراب پینے کی ہمت کا سامان ہمارے بیدل کے دماغ سے طلب کر جو شمع کی طرح اپنے تمام اعضا سے پیالہ پیدا کرتا ہے اور پی جاتا ہے (روغن کو شمع جذب کرتی رہتی ہے) یعنی عشق الٰہی جو دماغ میں بھرا ہوا ہے یہی بیدل کی شراب ہے اُس کو دوسری شراب کی ضرورت نہیں۔
نکتہ تقوے اہل دنیا منحصر است دامن از لوث ظاہر چیدن بانضباط صوم و صلوۃ۔ و تقوی اہل عقبی منع نفس از شغل مناہی بطلب درجات مزدیات۔ و تقوے اہل اللہ باز داشتن دل از خطرات اسمار و صفات بپاس ناموس تنزہ ذات۔
حل اہل دنیا کا تقویٰ دامن کو ظاہری ناپاکی سے شرائط پابندی صوم و صلوۃ کے ساتھ بچانے پر منحصر ہے اور اہل عقبیٰ کا تقوے نفس کا روکنا منہیات سے واسطے طلب کرنے درجات مزدوری کے ہے اور اہل اللہ کا تقوے دل کا باز رکھنا اسمار اور صفات الٰہی سے واسطے نگہبانی ناموس پاکی ذات کے ہے یعنے اُن کا مطلوب جناب

باری کی ذات بحث ہے ۔ ؎

ہان گرچہ لنشار دشنگاہ تو رساہست | از ہر چہ بجز او ست رنج مخمور بہاست
اے ذات پرست از فضولی بگذر | اللّٰہی سا رحیم و رحمان چہ بلا ست

حل اگرچہ تیری دشنگاہ کا نشہ رسا ہے لیکن بجز ذات الہی کے جو کچھ ہے مخموری کسل کی تکلیف ہے، اسے ذات پرست فضولی صفات سے درگذر جو شخص اللّٰہی (خدا دا الا) ہے اس کے لئے رحیم و رحمان کیا بلا ہے یعنی جب ذات تک رسائی ہو گئی تو صفات تک رسائی خود بخود ہو جاوے گی کیونکہ صفات تابع ذات ہین

نکشنہ فضل حق نعمتے است بیحساب ۔ کجا انتباہ تا غنیمتش شمارند و فیض ازل حسنے است بے نقاب ۔ کو چشم تا مژہ بردارند ۔

حل خدائے تعالے کا فضل ایک بیحساب نعمت ہے ہمکو اتنی ہی تمیز نہین کہ اسکو غنیمت دلو ٹ لگن سکین کیونکہ لوٹ کی ہی آخر تہا ہے اور فیض ازل ایک بے نقاب حسن ہے مگر آنکھ کہان کہ پلک اٹھا کر دیکھین ۔ ؎

انبیا عمرے نفسہا در تردد سوختند | کین حقیقت غافلان شاید بخود محرم شوند

حل انبیا نے مدت تک اپنے نفس کو اس تردد مین جلایا کوشش کی، کہ یہ لوگ جو حقیقت سے غافل ہین محرم حقیقت ہو جائین ۔ ؎

در عبادتہا است یکسر عرض ترکیب سجود | تا درین صورت دمے سوئے گریبان خم شوند

حل عبادتون مین تمام ترکیب سجود موجود ہین تاکہ اس صورت مین ایک دم اپنے گریبان کی جانب جھکین یعنی خدا دل مین موجود ہے عبادت سے یہ غرض ہے کہ غور و فکر کرین مراد و فی انفسکم افلا تبصرون ہے ۔ ؎

سعی ناموس کرم مصروف این شغل است و بس | کاین خران بیرون جہند از غول و آدم شوند

حل ناموس کرم کی سعی صرف اسی کام مین مصروف ہے کہ یہ گدھے غول بیابانی بننے سے باہر نکلین اور آدمی ہون کیونکہ انبیا تو وحشیون کو انسان بنانے ہی کے لئے مبعوث ہوتے ہین

تمام شوقیم لیک غافل کہ دل براہ کہ منجر آمد | جگر بداغ کہ مے نشیند نفس باہ کہ میجر آمد

حل ہم لوگ تمام تن شوق ہین لیکن اس امر سے غافل ہین کہ دل کسکی راہ مین

جا رہا ہے جگر کس کے داغ مین بیٹھتا ہے سانس کس کی آہ مین جلتی ہے یعنی سب اپنے اپنے خیال مین ایک خدا سے واجب الوجود کے قائل اور اوس محبوب ازل کے عاشق ہین لیکن اون کو ماہیت بالکنہ معلوم نہین کہ محبوب حقیقی کیسا ہے اور کیا ہے -

اگر نہ رنگ ازگل تو دارد بہار موہوم ہستی ما   بپردہ چاک این نہا فروغ ماہ کہ میخرامد

حل اگر بہار موہوم ہستی کی بہار تیرے پہول (حسن) سے رنگ نہین رکہتی تو اس کتان (اسی ہستی موہوم) کے چاک کے پردے مین کونسے چاند کی روشنی لہلہا رہی ہے - یعنی ہر رنگ مین تیرا ہی جلوہ ہے -

غبار ہر ذرہ میفروشد بحیرت آئینہ تپیدن   رم غزالان این بیابان بپیش نگاہ کہ میخرامد

حل اس جنگل کے ہرنون کا رم کس کی نگاہ کے عشق مین جا رہا ہے کہ ہر ذرہ کا غبار حیرت مین تڑپنے کا آئینہ فروخت کر رہا ہے یعنے غزالون کے رم ہی مین تپیدن نہین بلکہ انکے رم سے جو غبار پیدا ہوا ہے اس کے ہر ذرے نے آئینہ کے تڑپنے کی دوکان کہول رکہی ہے - آئینے مین حیرت ہوتی ہے جو سکون کی مقتضی ہے مگر معشوق کی نگاہ کا یہ اثر ہے کہ ہر ذرہ با وصف حیرت کے تپیدن کا آئینہ بنا ہوا ہے یعنی ایسا آئینہ فروخت کرتا ہے جس مین تپیدن کی مجسم صورت نظر آتی ہے - نزاکت پسند ناظرین سمجہہ گئے ہین -

ز رنگ گل تا بہار سنبل شکستہ دارد دماغ نازے   درین گلستان بلائم امروز کجکلاہ کہ میخرامد

حل رنگ گل سے لیکر بہار سنبل تک کے دماغ ناز مین شکست ہے یعنے اب کسی کو اپنے رنگ و بو پر ناز کرنے کا دماغ نہین رہا - سب کے حوصلے پست ہو گئے ہین مین نہین جانتا اس گلستان مین کس کا کجکلاہ (معشوق) سبکخرام ناز ہے - معشوق کی ٹیڑہی (شکستہ) کلاہ نے سب کا ناز شکست کر دیا ہے -

اگر امید فنا نیا شد نوید آفت زدائے ہستی   باین سرو برگ خلق آوارہ در پناہ کہ میخرامد

حل اگر فنا کی امید آفات ہستی کی دور کرنے والی نوید نہین تو مخلوق اس سامان کے ساتہہ کس کی پناہ مین چل رہی ہے یعنے دنیا مین طرح طرح کی آفتین مخلوق اس سہارے پر جہیل رہی ہے کہ مر کر انسے نجات ملے گی -

نگہہ ہر جا رود چو شبنم ز شرم می باید آب گردد　　اگر بداند کہ بیمحابا بجلوہ گاہ کہ تحیر ا مد

حل اگر نگاہ کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں کسکے جلوہ گاہ میں جا رہی ہون تو جہان کہین جائے شبنم
کی طرح پانی ہو کر بہ جائے یعنی نگاہ کو یہ بات معلوم نہین کہ مین شاہد حقیقی کے جگر گداز
جلوے کی تاب نہین لا سکتی۔

بہر زہ در پردہ منی دماغ غرور اوہام پیش بردی　　نگشتی آگہ کہ در دماغت ہوائے جاہ کہ تحیر ا مد

حل بیہودہ من و ما د دنیا کے پردے مین غرور اوہام کو آگے آگے لئے جاتا ہے تو اب
تک خبردار نہین ہوا کہ تیرے دماغ مین کسکے مرتبہ (ہویت) کی ہوا لہلہا رہی ہے یعنی دماغ تو
اسی لئے ہے کہ اس مین حبّ الوجود کے مرتبۂ وحدت کی ہوا سمائے لیکن تو غرور اوہام مین مبتلا ہے اور یہ
نہین سمجھتا کہ دماغ مین کیا شئے بھری ہوئی ہے

ز اوج افلاک گر نداری حضور اقبال بے نیازی　　نفس بجیب غبار دار د ہمین سپاہ کہ تحیر ا مد

حل اگر تجھے اوج افلاک سے اقبال بے نیازی کا حضور کر حاصل نہین یعنی تو اپنی بلند فطرتی
سے دنیا و ما فیہا سے بے پروا ہو جانے کو قبول نہین کرتا تو تیری سانس اپنی جیب
غبار مین یہی سپاہ رکھتی ہے جو تیرے سامنے جا رہی ہے یعنی سانس کی آمد و رفت زندگی
بالکل فضول ہے۔ غبار مین ذرون کے سوا کیا دھرا ہے سانس کے چلنے کو غبار سے
تشبیہ دی ہے۔ لیکن قافیہ غلط ہو گیا ساری غزل مین قافیہ مضاف ہے مگر اس شعر
مین یاء موصول کے ساتھ واقع ہو گا یعنی (سپاہ ہے کہ تحیر امد) ورنہ شعر بے معنی ہو گا۔
ناظرین غور سے سمجھین۔

مگر چشمش غلط نگاہی رسد بفریاد ما ہا بیدل　　وگرنہ آن برق بے نیازی بہ کس گیاہ کہ تحیر امد

حل معشوق کی آنکھہ سے غلط نگاہی بیدل کی فریاد کو پہنچے تو پہنچے ورنہ وہ برق بے نیازی
کسکی گھانس پر جاتی ہے یعنے بیدل ہر چند چاہتا ہے کہ معشوق کی برق نگاہ اسکے
سبزہ زار ہستی کو جلا سکے مگر وہ بے پروا ہے کبھی غلط نگاہی سے نگہ عمد اً متوجہ
ہو جاے تو ہو جائے۔

علم بکہ سر بہوا ہم از سر پیکرت بدر آورد　　نہ چو جنون بہزار سر قدم از سرت بدر آورد

حل عشق کا وہ جھنڈا جو سر بہوا ہے اور خم ہے وہ تجھکو ہستی کی تمام جگہ یعنی ہستی فانی سے
باہر نکالکر ہستی حقیقی مین لے آئے گا۔ نہین بلکہ جنون بالون کی طرح ہزار سر کے ساتھ تیرے

سر سے قدم باہر نکالیگا۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی معرکہ یا کارزار کے لئے جھنڈا کھڑا کیا جاتا ہے
تو لوگ جوق درجوق جوشان وخروشان چار طرف سے نکلکر جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاتے ہین اور
سب پر ایک جنون کی سی حالت طاری ہوتی ہے مصرعہ اولے ہین علیکہ موصوف اور سر
بہوا خم اس کی صفت اور حرف ربط یعنی است محذوف ہے۔ موصوف صفت مبتدا اور از ہم
بیکرت بدر ہور دخبر ہے اور بدر آورد کا فاعل علم اور مفعول پیکرت کی تا مخاطب ہے اور
دوسرے مصرعہ مین جنون بدر آورد کا فاعل اور قدم مفعول ہے - بہت ٹیڑہی ترکیب ہے
عالی نظر ناظرین تعمق سے سمجھین۔

بگذر ز شیوۂ علم و فن و بر میکدہ بوسہ زن — کہ ز قید عالم وہم و ظن بدو ساغرت بدر آورد

حل علم و فن کے شیوہ سے گزر اور پیر میکدہ (شیخ طریقت) کے دروازہ پر بوسہ دے تاکہ تجھے
شراب معرفت کے دو ہی پیالے پلاکر وہم و ظن (عالم امکان) کی قید سے باہر لائے

بقبول درد طلب سبب کہ غرور چرخ جنون نسب — بدریکہ خواندت از ادب بہمان درت بدر آورد

حل درد عشق الہی کے لئے سبب ڈھونڈھ کیونکہ آسمان کا غرور جو جنون حسب ہے یعنی اس
کی اصلیت ہی جنون ہے (ہمیشہ مجنون کی طرح گردش مین رہتا ہے) جس دروازہ سے
تجھے نہایت ادب کے ساتھ بولائے گا اسی دروازہ سے ذلت کے ساتھ نکالیگا۔

ز خیال الفت خانمان بدر آ کہ شحنۂ امتحان — نفسے اگر دہدت امان دم دیگرت بدر آورد

حل گھر بار کی الفت کے خیال سے باہر آ کیونکہ شحنۂ امتحان اگر تجھے ایک دم امن دیگا تو دوسرے دم امن سے
باہر نکالدیگا۔ ممتحن کا یہی قاعدہ ہے کہ کبھی پاس کرتا ہے کبھی فیل کرتا ہے۔ ان ہذا لہو البلاء المبین
تحقیق یہ دنیا ایک کھلا امتحان ہے۔

بوقار اگرنہ سبکسری حذر از غرور ہنروری — کہ مباد خفت لاغری رگ جوہرت بدر آورد

حل اگر تو باوصف حصول جاہ و عزت کے سبکسر نہین یعنی اسکو سبک نہین بلکہ بہاری چیز سمجھتا ہے
تو ہنروری (کمال) کے غرور سے بچ یعنی مغرور نہو ایسا نہ ہو کہ جب تجھے لاغری کے باعث خفیف
ہونا پڑے تو وہ خفت تیرے جوہر کمال کی رگ کو باہر نکالدے یعنی تجھے ذلیل کردے کیونکہ
زمانہ کی حالت یکسان نہین رہتی۔

اثر وفا نہ بدل قفا بخمار نشۂ مدعا — نگہے کہ گردش رنگ ما خط ساغرت بدر آورد

حل عاشقون کی وفا کا اثر نشۂ مدعا کے خمار (طلب یا کسل) کو مداومت نہین دیتا یعنی محض

وفا سے مدعا حاصل نہین ہوتا۔ آخر عاشق کہانتک وفا کرین۔ پس اے ساقی تو ایک مخمور نگاہ سے دیکھہ کر ہماری گردش رنگ (تبدل حالت) تیرے ساغر کا خط نکالدیگی یعنی پہر تجھے مقررہ خط تک شراب بھر کر ساغر دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔

زطواف کعبہ کہ میرسد بحضور مقصد آرزو　　من و سجدہ ٔ پس زانوے کہ سر از در بدر آورد

حل کعبہ کے محض طواف سے کون مقصد آرزو کے حضور پہنچ سکتا ہے یعنی کسکو حضوری مقصد حاصل ہو سکتی ہے لیس مین ہون اور سجدہ ٔ پس زانو (مراقبہ) ہے (جب انسان مراقب ہو کر بیٹھتا ہے تو زانو آگے رہتا ہے اور سر پیچھے) یہی سجدہ تیرے دروازے سے سر باہر نکالتا ہے یعنی مراقب ہونیسے سجدہ ٔ در حاصل ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ کجا طواف اور کجا سجدہ۔ طواف سے سجدہ افضل ہے کیونکہ وہ تقرب کا باعث ہے۔

نہ بہ تامل انس و جان ز لطافت بدنت نشان　　مگر آنکہ جامہ ٔ رنگ ما عرق از برت بدر آورد

حل جن و انس کیسا ہی تامل کرین مگر تیرے بدن کی لطافت کا ان کو نشان نہ ملیگا اگر تو ہمارے رنگ رخ کا جامہ پہنے تو تیری بغل سے عرق پیدا کریگا یعنی تیرا بدن اس قدر نازک اور لطیف ہے کہ عشاق کے جامۂ رنگ سے عرق آجائے گا۔ بس تیرے بدن کی لطافت کا یہی نشان ہے

بہ بضاعت ہوس آنقدر مکشا دکان فضولیت　　کہ چو رنگ باختہ وسعت پیرت از برت بدر آورد

حل ہوس کی پونجی سے فضولی (بیہودگی یا لہو و لعب) کی دوکان اس قدر نہ کہول یعنی ہوا و ہوس مین اس قدر نہ اڑ کہ رنگ باختہ (رنگ پریدہ) کی طرح تیری بغل سے پر کی وسعت (طاقت) ہی باہر لے آئے۔ یعنی تجھہ مین اڑنے کی قوت ہی نہ رہے کیونکہ فضول کام کا انجام نہک جاتا ہے (حضرت بیدل کے کلام مین رنگ کا خرچ زیادہ ہے۔

من بیدل از خم طرہ ات بکجا روم کہ سپہر ہم　　سر خود بخواب عدم نہد کہ ز حیرت بدر آورد

حل مین بیدل تیرے طرہ کے خم سے کہان پناہ ڈہونڈون جبکہ آسمان بہی خواب عدم مین ہو کر چاہتا ہے کہ کسیطرح اپنا سر تیرے خم طرہ کے حلقے سے چہوڑائے یعنی آسمان بہی تیرے طرہ ٔ زلف کا اسیر ہے تو بیدل کی کیا حقیقت کہ اس سے رہائی پاسکے۔

شگفتہ سار حقیقت از دست مجاز پریشان بے اصول کینگاہ صد محشر فریاد ہست حسن معنی از نگاہ لفظ آشنایان پیہ ادراک غبار آلود یک عالم بیداد۔

سر سے قدم باہر نکالیگا۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی معرکہ یا کارزار کے لئے جھنڈا کھڑا کیا جاتا ہے
تو لوگ جوق در جوق جوشان و خروشان چار طرف سے نکلکر جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاتے ہین اور
سب پر ایک جنون کی سی حالت طاری ہوتی ہے مصرعہ اولے مین علمیکہ موصوف اور سر
بہوا خم اُس کی صفت اور حرف ربط یعنی است محذوف ہے یہ موصوف صفت مبتدا اور از سر
پیکرت بدر آورد خبر ہے اور بدر آورد کا فاعل علم اور مفعول پیکرت کی تا مخاطب ہے اور
دوسرے مصرعہ مین جنون بدر آورد کا فاعل اور قدم مفعول ہے۔ بہت ٹیڑھی ترکیب ہے
عالی نظر ناظرین تحقیق سے سمجھین۔

بگذر ز شیوۂ علم و فن بدر میکدہ بوسہ زن   کز قید عالم وہم و ظن بدو ساغرت بدر آورد

حل علم و فن کے شیوہ سے گزر اور پیر میکدہ (شیخ طریقت) کے دروازہ پر بوسہ دے تاکہ تجھے
شراب معرفت کے دو ہی پیالے پلاکر وہم و ظن (عالم امکان) کی قید سے باہر لائے

بقبول درد طلب سبب کہ غرور چرخ جنون حسب   بدریکہ خواندت از ادب ہمان بدرت آورد

حل درد عشق الٰہی کے لئے سبب ڈھونڈھ کیونکہ آسمان کا غرور جو جنون حسب ہے یعنی اس
کی اصلیت ہی جنون ہے (ہمیشہ مجنون کی طرح گردش مین رہتا ہے) جس دروازہ سے
تجھے نہایت ادب کے ساتھ بلالے گا اسی دروازہ سے ذلت کے ساتھ نکالیگا۔

ز خیال الفت خانمان بدر آکہ شحنۂ امتحان   نفسے اگر دہدت امان دم دیگرت بدر آورد

حل گھربار کی الفت کے خیال سے باہر آ کیونکہ شحنۂ امتحان اگر تجھے ایک دم امن دیگا تو دوسرے دم امن سے
باہر نکالدیگا ممتحن کا یہی قاعدہ ہے کہ کبھی پاس کرتا ہے کبھی فیل کرتا ہے۔ ان ہذا لہو البلاء المبین
تحقیق یہ دنیا ایک کھلا امتحان ہے۔

بوقار اگر نہ سبکسری حذر از غرور ہنروری   کہ مبادا خفت لاغری رگ جوہرت بدر آورد

حل اگر تو با وصف حصول جاہ و عزت کے سبکسر نہین یعنی اسکو سبک نہین بلکہ بھاری چیز سمجھتا ہے
تو ہنروری (کمال) کے غرور سے بچ یعنی مغرور نہو ایسا نہ ہو کہ جب تجھے لاغری کے باعث خفیف
ہونا پڑے تو وہ خفت تیرے جوہر کمال کی رگ کو باہر نکالے یعنی تجھے ذلیل کر دے کیونکہ
زمانہ کی حالت یکسان نہین رہتی۔

اثر وفائے بدلقا بخمار تشنۂ مدعا   نگہے کہ گردش رنگ ما خط ساغرت بدر آورد

حل عاشقون کی وفا کا اثر تشنۂ مدعا کے خمار (طلب) یا کسل کو مداومت نہین دیتا یعنی عشق

وفا سے مدعا حاصل نہیں ہوتا - آخر عاشق کہاں تک وفا کریں - پس اے ساقی تو ایک مخمور نگاہ سے دیکھ کہ ہماری گردش رنگ (تبدل حالت) تیرے ساغر کا خط نکالدیگی یعنی پھر تجھے مقررہ خط تک شراب بھر کر ساغر دینے کی ضرورت نہ ہوگی -

زطواف کعبہ کہ میرسد بحضور مقصد آرزو　　　　من و سجدۂ پس زانوئے کہ سراز درش بدر آورد

حل کعبے کے محض طواف سے کون مقصد آرزو کے حضور پہنچ سکتا ہے یعنی کسکو حضوری مقصد حاصل ہو سکتی ہے پس میں ہوں اور سجدۂ پس زانو (مراقبہ) ہے (جب انسان مراقبہ کر کے بیٹھتا ہے تو زانو آگے رہتا ہے اور سر پیچھے) یہی سجدہ تیرے دروازے سے سر باہر نکالتا ہے یعنی مراقبہ ہو تبھی سجدۂ در حاصل ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ کجا طواف اور کجا سجدہ - طواف سے سجدہ افضل ہے کیونکہ وہ تقرب کا باعث ہے -

نہ بہ تامل انس و جان لطافت بدنت نشان　　　　مگر آنکہ جامۂ رنگ ما عرق از برت بدر آورد

حل جن و انس کیسا ہی تامل کریں مگر تیرے بدن کی لطافت کا ان کو نشان نہ ملیگا اگر تو ہمارے رنگ رخ کا جامہ پہنے تو تیری بغل سے عرق پیدا کریگا یعنی تیرا بدن اس قدر نازک اور لطیف ہے کہ عشاق کے جامۂ رنگ سے عرق آجائے گا - بس تیرے بدن کی لطافت کا یہی نشان ہے

بہ بضاعت ہوس آنقدر مکشا دُکان فضولیت　　　　کہ چو رنگ باختہ وسعت پرت از برت بدر آورد

حل ہوس کی پونجی سے فضولی (بیہودگی یا لہو و لعب) کی دوکان اس قدر نہ کھول یعنی ہوا و ہوس میں اس قدر نہ اڑ کہ رنگ باختہ (رنگ پریدہ) کی طرح تیری بغل سے پر کی وسعت (طاقت) ہی باہر لے آئے - یعنی تجھ میں اڑنے کی قوت ہی نہ رہے کیونکہ فضول کام کا انجام نہیں کہا جاتا ہے (حضرت بیدل کے کلام میں رنگ کا خرچ زیادہ ہے -

من بیدل از خم طرہ ات بکجا روم کہ سپہر ہم　　　　سر خود بخواب عدم نہد کہ زچنبرت بدر آورد

حل میں بیدل تیرے طرہ کے خم سے کہاں پناہ ڈھونڈوں جبکہ آسمان بھی خواب عدم میں ہو کر چاہتا ہے کہ کسیطرح اپنا سر تیرے خم طرہ کے حلقے سے چھڑائے - یعنی آسمان بھی تیرے طرۂ زلف کا اسیر ہے تو بیدل کی کیا حقیقت کہ اس سے رہائی پاسکے -

مگشہ ساز حقیقتہ از دست مجاز پریشان بجز اصول کرشگاہ صد محشر فریاد است و حسن معنی از نگاہ لفظ آشنایان پیے ادراک غبار آلود یک عالم بیداد ---

حل حقیقت کا سلا مجاز پرستون کے ہاتھ سے جو بالکل بے اصول ہین فریاد کیسو مختصر کا
کہین نگاہ بنا ہوا ہے یعنی وہ چھینتا اور غل مچاتا ہے کہ ہین کن نااہلون کے ہاتھون مین جا پڑا -
اور معنی کا حسن اون لوگون کی نگاہ کی بدولت جو محض لفظ آشنا ہین اور مطلق ادراک
نہین رکھتے ایک عالم بیداد کزشتہ بیداو سے غبار آلودہ یعنی وہ بہت لاچار ہے کہ کن
نالائقون نے مجھے دیکھا -

دیدۂ ما گر گشود نامہ بروے تحقیق   خلق اگر جملہ غبار است فراہم نکند

حل خدا اسے آمادہ نے جس آنکھ کو روے تحقیق پر کھولا ہے اور تحقیق کا نور عطا کیا ہی
اگر تمام خلق ہمہ تن غبار ہو جائیگی تو اوس کی پلک نہ جھپکیگی ... یعنی وہ آنکھ ماسوا
کی جانب نہ دیکھے گی -

آئنہ یکتائی اگر عرض دہد رنگ وفاق   طبعہا از اثر وہم دوئی رم نکشد

حل اگر یکتائی وجود حقیقی کا آئنہ موافقت کا رنگ پیش کرے تو طبیعتین وہم دوئی
کے اثر سے اوس موافقت سے نہ بھاگین یعنی سب متحد ہو کر وحدة الوجود کے رنگ
مین رنگی جائین -

ذات دانستن و انکار صفت نادانیست   آشنائے تو چرا سجدہ بہ بت ہم نکند

حل ذات کو جاننا اور صفت سے انکار کرنا نادانی ہے کیونکہ تمام عالم اوسی کی
صفت صنعت کی تصویر ہے پس اے محبوب حقیقی جو شخص تیرا آشنا ہے
وہ بت کو کیون سجدہ نکرے کیونکہ اوسمین بھی تو تیری ہی صفت صنعت یا صفت
وجود موجود ہے -

گر ز محراب یقین بوے حضوری داریم   تاب زنار چرا گردن ما خم نکند

حل اگر ہم محراب یقین سے حضوری کی بو آنے کا یقین رکھتے ہین تو زنار کی تاب سے
کیون ہماری گردن خم نکرے - یعنی زنار کو بھی تسلیم کرنا چاہیے کیونکہ وہ بھی نار
بندون کے نزدیک حضوری اور تقرب کا باعث ہے جیسا محراب مین خم ہے ویسا ہی
زنار کی بندش مین بھی خم ہے

گفتہ از بزرگے پرسید ندچہ مصلحت است کہ درویشان در ہیچ حالت بانیکے بدخلق
کار ندارند و زاہد با وجود ریاضت دامن آزار مردم از دست نمیگذارند فرمود موم

را بگرمی نفس از سہم گداختن ہست و آہن را از آتش تیز بنرمی پرداختن درویشان درد دل دارند اگر نفس کشند صرفہٗ عافیت نمی بینند و بداغ حیرتے ساختہ اند کہ اگر مژہ برہم زنند جز رگ از جگر نمے چینند - پائے آبلہ دار ہرچند مقیم دامن باشد اندیشہ خارش گریبانگیر است و پہلوئے بیمار را آنکہ بر بستر گل تکیہ زند از الم کوفتگی ناگزیر بحکم ناتوانی فریادشان از نگاہ ممتاز نیست تا زحمت گوش توان پسندید و لیسی تا پیدائی غبار شان بر صدا نچپیدہ تا تکلیف بینش توان رسید صلح کل و دلیعت عجز ست در طبع ایشان گذاشتہ و مناز عت ریشہ رعونتے در مزاج زہاد کاشتہ - نرمی طینت در ترک فضولی ناچار است و درشتی طبع در خراش دلہا بے اختیار -

حل ایک بزرگ سے پوچھا یہ کیا مصلحت ہے کہ درویش لوگ کسی حالت میں مخلوق کے نیک و بد سے کام نہیں رکھتے اور زاہد لوگ باوجود ریاضت کے انسانون کے آزار پہنچانے کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے یعنی لوگون کو تکلیف دیتے ہین اُس بزرگ نے جواب مین فرمایا موم کا کام سانس کی تھوڑی سی گرمی مین پگھلنا اور لوہے کا کام تیز آگ مین بھی نرم نہ ہونا ہے درویش درد دل رکھتے ہین اُن کو نفس کشی مین عافیت نظر نہین آتی کیونکہ جیسکے دل مین درد ہے وہ کشاکش سے احتراز کریگا اور انہون نے ایسے داغ حیرت سے موافقت کی ہے کہ اگر ذرا پلک جھپکین (حیرت مین آنکھین کھلی رہتی ہین) تو گداز دل تکلیف کے سوا کچھ حاصل نہ کرینگے یعنی پلک جھپکنے سے انکو تکلیف ہوگی آبلہ دار پاؤن اگرچہ دامن مین لپٹا ہو مگر کانٹون کا اندیشہ دامنگیر رہے گا یعنی تکلیف پھر بھی رہیگی اور بیمار باوصف اسکے کہ پھولون کے بستر پر تکیہ لگائے مگر کوفت کی تکلیف ضروری ہے - ناتوانی کے حکم سے ان کی فریاد نگاہ سے ممتاز نہین یعنی جیسی نگاہ مین خاموشی ہے ایسی ہی ان کی فریاد مین خاموشی ہے دونون مین کچھ فرق نہین وہ اپنی فریاد سے کسی کے کان کو تکلیف دینا پسند نہین کرتے اور انہون نے اپنے کو فنا کر دیتے ہین ایسی سعی کی ہے کہ انکا غبار آواز پر نہین لپٹا تا کہ کسیکو دیکھنے کی تکلیف پہنچے - عجز و فروتنی نے اُن کی طبیعت مین صلح کل کو امانت بنا کر چھوڑ رکھا ہے اور مناز عت فریقت کا ریشہ زاہدون کے مزاج مین بو دیا ہے - فضولیات کے ترک کر دینے مین طینت کی نرمی کا ہونا ضرور ہے اور طینت کی سختی دلون کو تکلیف پہنچانے مین بے اختیار

ہے یعنی ضرور تکلیف پہنچائے گی ۔

درویش کہ وضع طینتش مغلوبی است * چون موے میان ضعیفیش محبوبی است
زاہد ہمہ گر ذکر خدا ساز کند * از طبع درشتش سبحہ دانش دلکوبیست

حل درویش جس کی طینت مغلوب یعنی عاجز ہونے کیلیے وضع کیگئی ہے معشوق کے موے میان کی طرح اُس کی ضعیفی (لاغری) محبوبی ہے یعنی جس قدر لاغر اور ضعیف ہوگا اُسیقدر جناب باری مین محبوب ہوگا ۔ برخلاف درویش کے زاہد اگر رات دن خدا کا ذکر الاپے مگر چونکہ اُس کی طبع سخت ہے یعنی اُس مین ورد نہین لہذا اوسکی تسبیح دلکوبی ہوگی یعنی لوگون کو ضرور تکلیف دیگا ۔

لبطراز دامن نازہ او چہ زخاکساری ما رسد * نرسد آن بہ بلندئی کہ زگرد سرمہ دعا رسد

حل معشوق کے دامن ناز پر ہماری خاکساری سے کیا شے پہنچ سکتی ہے اُسکی مژہ ایسی بلندی پہ نہین کہ سرمہ کی گرد سے دعا پہنچ سکے یعنی ہم خاکساری سے سرمہ بنگئے ہین اور چاہتے ہین کہ اُس کی مژہ تک پہنچین مگر وہان تک سرمہ کی رسائی تو کیا خاک ہم گرد سرمہ کی دعا بھی نہین پہنچ سکتی حق یہ ہے نازکخیالی مین حضرت بیدل فرد ہین ۔

تگ و پوے بیہدہ یکدم در انفعال ہوس نزد * بحیط میرسدم شنا عرقے اگر بحیا رسد

حل بیہدہ تگ و پو (لہو ولعب) نے دم بھر بھی ہوس نفس کے شرمندہ ہونے کا دروازہ نہ کھٹکھٹایا (دم بھر کو بھی ہوس نفسانی شرمندہ نہ ہوئی) ۔ اگر حیا سے کچھ بھی عرق آجاتا تو مین یہ سمجھتا کہ دریا مین تیر رہا ہون ۔ ڈوب مرنے کو چلو ہی کافی ہوتی ۔)

بفشار تنگی این قفس چو حباب غنچہ نشستہ ام * پر صبح میکشم از بغل ہمہ گر نفس بہوا رسد

حل مین اس قفس (دنیا یا زیست) کی تنگی کے فشار مین حباب غنچہ کی طرح بیٹھا ہوا ہون یعنی فنا ہو جانا چاہتا ہون کیونکہ حباب غنچہ کا فنا ہو جانا کھلنا ہے ایسے مین صبح کا پر اپنی بغل سے نکالتا ہون بشرطیکہ سانس ہوا تک پہنچ سکے کیونکہ اُڑنا بغیر ہوا کے ممکن نہین مطلب یہ ہے کہ قفس نے مجھے ایسا تنگ و بیمار کیا ہے کہ سانس تک نہین لے سکتا اور قاعدہ ہے کہ کلیان صبح کے وقت ہوا سے کھلتی ہین مگر جب سانس ہوا ہی تک نہین نکلتی تو کیا کھلونگی یعنی مین دنیا یا زیست سے اس قدر تنگ آیا ہون مگر نہین مرتا ۔ نزاکت پسند ناظرین تمام پہلوؤن پر غور کرینگے ۔

تو نزاکت کا لطف اُٹھائینگے -

زخمار فرصت پریشان نہ بہار دانم و نے خزان ہمہ جا ہست نشئہ بشرط آنکہ دماغہا بوفا رسد

حل فرصت جو ہر وقت اُڑنے کے لیئے پر پھیلائی ہے مین اُسکے خمار مین نہ بہار کو جانتا ہون نہ خزان کو یعنی دنیا مین فرصت کم ہے - عشق کا نشہ سب جگہ موجود ہے مگر شرط یہ ہے کہ دماغ پورے طور پر رسا ہون - یعنی بیہوشی کا وقت موسم بہار ہی نہین بلکہ ہر وقت ہے مگر فرصت اور دماغ صالح چاہیئے حالانکہ دنیا مین انہین دونون کی کمی ہے -

نہ زمین بساط غبار ما نہ فلک دلیل بخار ما یسراغ گرد نفس کسے بکجا رسد کہ بما رسد

حل نہ زمین ہمارے غبار کا فرش ہے نہ آسمان ہمارے بخار کی دلیل ہے گرد نفس کے سراغ سے کوئی کہان تک پہنچے گا جو ہم تک پہنچ سکے یعنی ہم ایک ہستی معدوم ہین - بسانس جو خاکساری سے فنا ہو کر خاک ہو گئی ہے محض اُسکی گرد سے کوئی ہمارا سراغ نہین لگا سکتا -

دل بینوا بکجا برد غم تنگدستی و مفلسی ہمہ شرہ برہم آورم از حیا کہ برہنہ لبفیا رسد

حل دل بینوا تنگدستی اور مفلسی کا رونا کیسکے آگے رووے مین حیا سے اپنی پلکین جھپکا لون برہنہ کیواسطے بس یہی قبا ہو جائیگی -

بکشا دو دست کرم قسم کہ درین زمانہ پرستم نرسد بہ تہمت بستگی ز دریکہ نان بگدا رسد

حل دست کرم کے کھلنے کی قسم ہے کہ موجودہ پرستم زمانہ مین جس دروازہ سے گدا کو روٹی پہنچتی ہے اُسپر بند ہونے کی تہمت نہین لگ سکتی یعنی وہ بند نہین ہوتا وہ دروازہ کیا ہے وہی رازق برحق کا دست کرم -

نگذر ز خاصیت سخا کہ سحاب مزرعہ و فا بفتادگی شکند عصا کہ فتادہ لعصا رسد

حل کسی حالت مین سخاوت کی خاصیت سے نگذر ابر کو دیکھ کہ کھیتی پر گر کر اپنا عصا توڑ ڈالتا ہے تاکہ دوسرے گرے ہوئے (شجر) عصا تک پہنچین یعنی ابر اپنے کو اس لیئے کھیتی پر گراتا ہے کہ درخت اُگین اور بڑھین اور اُنکو قوت نامیہ کا عصا ملے جب افتادگی کی حالت مین ابر کی یہ کیفیت ہے تو جو انسان توانا اور صاحب استطاعت ہے - اُسکو اپنی سخاوت سے افتادون و عاجزون کو کس قدر سہارا دینا چاہیئے -

ابر گر کر پھر نہیں اٹھتا مگر اپنے گرنے سے اوروں کو اٹھاتا ہے بلبلہ کا لگاتار مسلسل ہرنا
گویا اسکا عصا ہے -

بدعائے لب عاجزان نکشودہ در امتحان   کز آبیاری یک نفس سحر بہ نشو و نما

حل عاجزوں (اہل اللہ) کے لب سے دعا حاصل کرنے کا تو نے کبھی امتحان نہیں کیا
ان میں وہ قوت ہے کہ ایک سانس کی آبیاری سے سحر کو نشو و نما دیتے ہیں یعنی ہر
قسم کی تاریکی دور کر سکتے ہیں

بکمین جہد تو خفتہ است اثر ندامت عاجزی   مدد آنقدر رہ ہوس کہ بخواب آبلہ پا رسد

حل تیری جد و جہد جو منزل معشوق تک پہنچنے میں صرف ہو رہی ہے اوس کی کمینگاہ میں ندامت
عجز کا اثر سوتا ہے جو منزل تک پہنچنے کا مانع ہے تو اب راہ ہوس میں اتنی ہی مدد کر کہ آبلہ
پا دہی جد و جہد جو اپنی عاجزی سے نادم ہے) اگر عالم بیداری میں منزل معشوق تک
نہیں پہنچ سکتا تو خواب ہی میں پہنچ جائے یعنی انسان خدائے تعالیٰ کی کنہ حقیقت تک پہنچنے میں
عاجز ہے صرف خواب و خیال کے ذریعے سے بمشکل پہنچ سکتا ہے - اللہ اللہ کس قدر نزاکت
اور پیچیدگی ہے -

بقبول آن کف نازنین کہ کند شفاعت خون من   در صبر میزنم آنقدر کہ بہار رنگ حنا رسد

حل کون شفاعت کر سکتا ہے کہ معشوق کا دست نازک میرے خون کو قبول کرے یعنی
میں اسکے ہاتھ سے قتل ہوں - اب میں اتنی مدت تک صبر کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں (صبر کروں)
کہ رنگ حنا کی بہار آ جائے اور معشوق حنا کے عوض میرے خون سے اپنے ہاتھ لال کرے یعنی رنگ
حنا ہی میرا شفیع ہو سکتا ہے -

سر رشتہ طرب آگہان بہار گشتہ از چمن   چو خیال بیدل اگر کسی ز تو نگزرد بخدا رسد

حل جو لوگ (عارفان اور اہل اللہ) طرب حقیقی سے آگاہ ہیں ان کو سررشتہ حصول طرب
چمن سے بہار مینوشی کی جانب کھینچ لیتا ہے کیونکہ بہار میں مینوشی کا لطف ہوتا ہے پس
اے شیخ یا مرشد جو شخص بیدل کے خیال کی طرح تیری محبت سے نگزریگا یعنی تیرا ہی ہو رہیگا
وہ بالضرور خدا تک پہنچ جائیگا یا اے معشوق جو شخص تیرا شیدا ہوگا وہ ضرور واصل الی اللہ ہوگا
کیونکہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ

عرق آن خروش جہان یکتا سر یا ابن تخیر بر آرد   جنون انشا کند تحیر کہ عالمے راز من برآرد

حل میاد فروش جو یہان بنا تا (دل) نہیں موجود ہے اگر انجمن (ہستی) مین سر لگا سے تو جیسون وہ حیرت پیدا کرے کہ ایک عالم حیرت خود دید سے وجود سے نکال جائے۔ یعنی مین اپنے خروش کو ضبط کئے بیٹھا ہون ورنہ جیسون کا وہ عالم دکھا دون کہ دنیا کو حیرت میں ڈال دون۔

خیال ہر چند پرفشاند ز عالم دل برون نراند چہ ممکن است اینکہ سعی وحشت بغربتم از وطن برآرد

حل خیال ہر چند پھڑپھڑاتا ہے کہ مجھے عالم دل سے اڑا کر لیجائے مگر نہین لیجا سکتا وحشت کتنی ہی سعی کرے مگر ممکن نہین کہ مجھے وطن سے غربت مین نکال دے۔ یعنی میرا وطن عالم دل ہے خیال ما سوا اللہ مجھکو یہان سے نہین نکال سکتا۔

نرست تخمی درین گلستان کہ نوبہارش بکرد سامان ہوای رنگ گلت ز خاکم اگر برآید چمن برآرد

حل اس گلستان مین کوئی تخم ایسا نہین اگا جسکے نوبہار کا سامان نکیا ہو یعنی محبت الہی مین ہر تخم پھولتا پھلتا ہے میری خاک سے بھی تیرے رنگ گل (جمال یار کی) ہوا (خواہش) کو اگر نکلیگا تو چمن اگائیگا وہان بھی پھولتا پھلتا ہی رہیگا کیونکہ چمن سے تخم اگ کر نکلتے اور نشو و نما پاتے ہین۔

ندارد از طبع ما فسردن بغیر پرواز پیش بردن کہ رنگ عاشق چو پیکر صبح بقدر شکستن برآرد

حل ہماری طبیعت افسردگی بھی سوا پرواز پیش کرنیکے کچھ نہین رکھتی یعنی پرواز رکھتی ہے کیونکہ رنگ عاشق پیکر صبح کی طرح شکستن کے موافق پر نکالتا ہے یعنی جس طرح صبح جو شکستگی ہوتی ہے دفعۃً دنیا مین پھیلجاتی ہے اسی طرح عاشق کا رنگ جسقدر افسردہ ہوگا اسیقدر شکستن شگفتہ ہوکر پھیلجائیگا۔ پرندون کے پرون مین شکن رہا ہوتی ہے مگر پرواز کے وقت کھلجاتی ہے تاکہ پرون مین ہوا سما سکے اور وہ اڑ سکین کوئی پرند جتنا بلند پرواز ہوگا اسیقدر اسکے پرون مین چنٹین ہونگی ورنہ وہ اڑ نہ سکیگا۔ مطلب یہ ہے کہ عاشق افسردگی ہی مین خوش اور شگفتہ رہتا ہے۔

زبسکہ جذبہ محبت قوی است امید ناتوانان سزد کہ چون اشک دل ما ہم ز چاہ غم بزمین برآرد

حل ناتوانون کی امید جذبہ محبت کے بہاو سے قوی ہے یعنی انکا بھروسا صرف جذبہ محبت پر ہے۔ جسطرح عاشق کے آنسو خود بخود نکلتے ہین اسیطرح لائق ہے کہ جذبۂ الفت ہمارے دل کو یعنی خود ہمکو انجام کار چاہ غم سے نکال لے۔

دل ستمدیدہ گشت ما را [illegible] رہائی بلغزش اشک کاش خود را چو شمع زین انجمن برآرد

حل دل ستمدیدہ کو درد نا گذرگی کہ جالے سے رہائی نہین کاش جسطرح روتے روتے سحر کے وقت انجمن سے شمع گلجاتی ہے اسی طرح دل کو بھی آنکھ کی لغزش اس انجمن (دنیا) سے نکال دے یعنی آنکھ رونے سے

استقدر آنسو جاری ہوں کہ ہم کشتی کر دنیا سے باہر ہو جائیں یعنی روتے روتے ہی فنا ہو جائیں۔

ز خاکسار فنا بال غبار ہنگامۂ تعلق	دلیل صبح قیامت است این کہ مردہ سر از کفن برآرد

حل۔ جو شخص خاک فنا کا خاکسار ہے یعنی جو خاک ہو کے خاک ہو گیا ہے اس ہنگامۂ تعلق دنیا کا غبار نہ اٹھیگا یعنی پیدا نہوگا اگر پیدا ہوگا تو قیامت آئیگی کیونکہ مردہ کا کفن سے سر نکالنا قیامت کے آنے کی دلیل ہے عاشق مردہ ہے اور غبار اسکا کفن ہے۔

باین سر و برگ معنئ فقر گر ترک اندیشۂ فضولی	مباد چون بخیہ خودنمائی سرت ز دلق کہن برآرد

حل۔ یا مصنف اس سامان فقر کے جو تجھ کو حاصل ہے فضولیات دنیا کی فکر کو چھوڑ دینا غنیمت سمجھ ایسا نہو کہ جسطرح دلق کہن کا بخیہ نمودار ہو جاتا ہے اسی طرح تیرے دلق کہن سے خودنمائی سر نکالے یعنی تو دلق کہن پہنکر مغرور ہے مطلب یہ ہے کہ دلق کے پہننے سے بھی درویش کو خودنمائی کا خوف ہے درویش کامل بزرگ تو یہ ہے کہ اُسکے پاس کچھ بھی نہو۔ برآرد کا فاعل خودنمائی ہے اور سر مفعول ہے یعنی مباد کہ خودنمائی مثل بخیہ از دلق کہن تو سر برآرد۔ ناظرین غور سے سمجھیں۔

بجز اضطرار رنگی ندارد از اعتبار تہمت	چہ غیرت است این کہ غیر خود را ز جرگۂ مرد و زن برآرد

حل۔ اضطرار کا بجز کوئی رنگ نہیں رکھتا یعنی اضطرار جس سے عبارت ہے وہ مجرد ہے اور ہر رنگ سے منزہ ہے اگر تہمت کے اعتبار سے غیر کی غیرت اس امر کی مقتضی نہیں کہ اپنے کو مرد و عورت کے گروہ سے نکالے۔ مطلب یہ ہے کہ گروہ انسانی سے غیر اضطرار سرزد ہونی چاہئے جیسے آفتاب کے نور کہ خواہ آفتاب ارادہ کرے یا نکرے مگر نور کا اس سے صادر ہونا ضروری ہے۔

قدم با آہنگ کین فشردن ز عافیت نیست غیر بردن	تفنگ قالب تہی نماید و مبیکہ دود از دہن برآرد

حل۔ کینے پر جمار رہنا افزونی عافیت کے خلاف ہے بندوق کے منہہ سے جب دہواں نکلتا ہے تو فی الفور قالب تہی کرتی ہے مردہ ہو جاتی ہے یعنی کینہ ور آدمی عافیت سے محروم رہتا ہے۔

دماغ اہل صفا نچیند بساط انداز خود فروشی	سحر محال است گر نفس را بدستگاه سخن برآرد

حل۔ اہل صفا کا دماغ انداز خود فروشی کا فرش نہیں بچھاتا یعنی وہ خود فروشی نہیں کرتے صبح اپنی سانس دستگاه سخن کے ساتھ نہیں نکالتی یعنی ساکت رہتی ہے، دنیا میں خود بخود اسکی صفائی پھیل جاتی ہے۔

بہار اسباب چند پوشی صفا تو آئینہ بگردد	کجاست عکس ما نگر ما از تجلیت برون برآرد

حل۔ بہار بیرنگ اپنی صفائی کے ساتھ یکتا ہوا ہے کہ مصور قدرت جب اسکی تصویر کھینچتا ہے اور اسکو قلم سے صاف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو آئینے سے صاف کرتا ہے یعنی جسطرح میرے رنگ میں کدورت اور خامی نہیں

اسیطرح آئینے مین بھی نہین پس پختہ کیلئے پختہ ہی کی ضرورت ہے۔

نفس بصد یاس میکشم از ہم دلگزر عالم بیدل ۔ چو شمع رنگم است اسیر کہ مرگ از سوختن برآید

حل ۔ میں اپنی سانس کو سو یاس کے ساتھ نکال رہا ہوں ہائے بیدل تو کیا حال اور کیا پوچھتا ہے اُس قیدی کی
پر رحمت ہو کہ مثل شمع جلنے سے اپنا مرگ نکالے یعنی جلکر مرے میں جل رہا ہوں اور نہیں مرتا ہے

نکتہ ۔ عالمے بوضع خود خرسند است، از احتساب نادانی مخل اوقات کس مباش ۔ جہانے سرگرم آتش سودا است
بوعظ دم سردی آب تکلف مپاش ۔ اگر نفست اثرے دارد صرف ارشاد خود کن تا پیش مردم بیہودہ
درا نباشی داگر باختیار نساہست بکشاد عقدہ خویش بپرداز تا بجراحت دیگران نخراشی ۔ چہ پیدا است
کہ تا نقص طبیعت از زورق گردانی لیالی و ایام تحصیل نشئہ کمال محال است یعنی ہلال بصد سال ماہ نتواند
گردید و کودن طبیعت بگردش ساغر از حصول نشاء بزرگی دشوار کہ طفل اشک در ہزار قرن
بپیری نخواہد رسید ۔ ع

تو کار خویش کن اینجا توئی درمن نمیگنجد ۔ گریبان عالمے دارد کہ در دامن نمیگنجد
بہ یکتائی ہمت رابطے تار و پو دے بی نیازی را ۔ کہ در آغوش نہ یک اینجا سر سوزن نمیگنجد
گرفتم نو بہار عالم بیش خود نشو و نما سر کن ۔ بساط آرائی یار تو در گلشن نمیگنجد

نکتہ ۔ لی مع اللہ وقت اشارہ کیفیتے است از حضور احدیت حق کہ آن نشاء ثبوت دوام ندارد
مگر بہ معہود ہم مطلق ۔ در تمیز آباد احدیت ہمان کیفیت معروف تجدد امثال است و ہمان نشئہ مستوم
سنا نحو احوال و اقوال ۔ گروہے کہ از رمز تحقیق بہرۂ نکشیدہ اند از دور یقین دماغے فرسا نیدہ
حصول نشہ در طبیعت تاک توہم کردہ اند و بوسے گل را در مزاج ہوا برنگ آوردہ ہر چند بطراوت
ظہور در نسق تکالیف شرعیہ حواشیہ میکنند از بیخبری بہ رفع آن میکوشند و بآن کہ رذول مستی
در حقوق مراتب آداب مشاہدہ ہے نمایند از شرک حیا آزادی میفروشند ۔ غافل کہ این کیفیت گوہر
چہ قدر خونہا خوردہ تا نفس آدمیئے بستہ است و این یک نفس نسیم چہ استدلال در غنچہ ہا کوشیدہ است
تا بشکل حبابے پیوستہ ۔

حل ۔ ایک عالم اپنی وضع (فطری حالت) مین خوش ہے تو نادانی سے احتساب لینے مین کسیکا
مخل اوقات مت ہو یعنی تو نادان ہے کسیکی فطری حالت تجھے معلوم نہین تو کیون انکا یا خود اپنا مخل
اوقات بنتا ہے اور ایک جہان آتش سودا (اپنی دُھن) مین سرگرم ہے تو اُس آتش پر اپنے وعظ
کے دم سرد سے تکلیف کا پانی مت چھڑک کیونکہ وہ آگ ٹھنڈی ہونے والی نہیں اگر تیری سانس

(اُسی وعظ) مین کچھ اثر ہے تو اُسکو خود اپنی رہنمائی مین صرف کر یعنی اپنا ناصح بن تاکہ تو لوگون کے سامنے
بیہودہ گو ثابت نہو ۔ کیونکہ جب تو آپ اپنی اصلاح نہین کر سکتا تو دوسرون کی کیا خاک اصلاح
کریگا خود فضیحت و دیگران را نصیحت ۔ اگر تیرے ناخن مین رسائی ہے تو اپنی ہی گرہ کے کھولنے
مین مشغول ہو تاکہ تو اس ناخن سے اورون کا زخم نہ چھیلے ۔ ظاہر ہے کہ ناقص طبیعت والونکو رات
دن کی ورق گردانی سے تحصیل علم کی ال محال ہے یعنی وہ کمال کے ملنے کی سمجھنے کی قابلیت
ہی نہین رکھتے ہلال ابرو سو برس مین بھی ماہ کامل نہین بن سکتا اور کودن طبیعت والے کو محض ساغر آواز
(اُسی وعظ) کی گردش سے بزرگی کا نشاء حاصل ہونا محال ہے کیونکہ طفل اشک ہزار قرن (ایک قرن
بارہ سال کا ہوتا ہے) مین بھی بوڑھاپے تک نہ پہنچیگا ۔

حنل لو اپنا کام کر کیونکہ یہان فتی سنتولی نہین سماتی یعنی تجھو اور تیرے کیا مطلب ہے یہان گریبان کا وہ
عالم (حالت) ہے کہ پیرہن مین نہین سماتا یعنی پھٹتا ہی چلا جاتا ہے ۔ یہان کھٹائی سے بے نیازی کے
تار و پود کو ایسا ربط ہے کہ چاک کی بغل مین سوزن کا سر نہین سماتا یعنی سوزن سے چاک بے پروا ہے ۔ پھر
تو کس کس کو اپنے وعظ کی تلقین کریگا اور کس کس کا چاک سئیگا ۔

مین قبول کرتا ہون کہ تو نو بہار ہے تو اپنی ہی آگے اُسکی نشو و نما انجام کو پہنچا ۔ بساط مین تیری آگ کی
بساط آرائی نہین سماتی ۔

لی مع اللہ وقت الحدیث حضور احدیت سے ایسی کیفیت کا اشارہ ہے جو ثبوت دوام کا نشہ نہین کہتا
مگر معدوم مطلق پر یعنی یہ اُسکے لئے ہے جو ذات احدیت مین فانی ہو جائے ۔ تیز آباد احدیت مین یہی
کیفیت تجدد امثال مین مصروف ہے ۔ (صوفیون کا عقیدہ ہے کہ انسان ہر وقت بدلتا رہتا ہے
ایک حالت پر نہین رہتا) اور یہی نشہ ساغر احوال و افعال کا مفہوم ہے ۔ جن لوگون نے حقیقت
سے گھونٹ نہین پیا اور دماغ دور یقین تک نہین پہنچایا یعنی اِس دور شراب کے قابل نہین
بنایا ۔ وہ حصول نشہ کو درخت انگور مین اور بوئے گل کو ہوا کے مزاج مین گمان کرتے ہین حالانکہ
نہ انگور کے درخت مین نشہ رستہ نہ ہوا مین خوشبو ۔ خوشبو تو در حقیقت پھول مین ہے جہان سے
دماغ مین پہنچاتی ہے ہر چند ظہور الہی کی طراوت لطائف تشبیہ مین دیکھتے مین مگر [illegible] اُسکی
دینے کی [illegible] کرتے ہین اور با وصف اسکے کہ ہستی دنیا کی رہ آورد جز لذت آداب [illegible] مین دیکھتے
مین مگر کیا بنکر آزادی کو فروخت کرتے ہین یعنی اُنہون نے آزادی کی دوکان کھول رکھی ہے اور اسی
[illegible] اپنا نقش دیکھتے مین لطائف تشبیہ سے نہ چھٹے مین ۔ اس سے غافل ہین کہ [illegible] خانے کیا گیا

بڑا جنون اپنے قبضہ مین رکھتی ہے بہار کی موسم مین عاشقون پر جنون طاری ہوتا ہے اور نرگس کہولنا
مین آنکھہ نہین لگتی مگر چونکہ یہ جنون بہار غفلت ہے جو مخمور نرگس سرمہ سا کا اقتضا ہے پیدا ہوا
ہے لہذا غفلت ہی کا جنون دنیا کے سر پر ہے کیطرح سوار ہے ہم پر بن موتے خواب ناز مین
ہین اور ہمارا محمل جسپر ہم سوتے ہین گران متاع ہے - مطلب یہ ہے کہ معشوق کی نشیلی
آنکہہ نے دنیا کو مدہوش کر رکہا ہے -

چو شد قبول اثر فراہم ز خاک گل میکند حنا ہم — فلک برو ز غبار ما ہم بزیر پا تو بکاوش دارد

حل جب قبولیت کا اثر اکٹھا ہو جاتا ہے تو خاک سے حنا اُگتی ہے آسمان دور روز کے لیئے ہمارا
غبار بھی تیرے پاؤن کے نیچے رکہے تاکہ اُس سے حنا اُگے اور اس ذریعے سے ہم تیرے
قدمون سے لگین اور پابوس ہون - تقریبًا یہی مضمون غالب دہلوی نے لکہا ہے ؎

مشہد عاشق سے کوسون تک جو اُگتی ہے حنا — کس قدر یارب ہلاک حسرت پابوس تھا

کشاد بند نقاب امکان بسعی بینش مگیر آسان — کہ رنگ ہر گل درین گلستان بحیرت دورباش دارد

حل بینش (عقل) سے نقاب امکان کے بند کا کہولنا آسان نہ سمجہہ - کیونکہ اس گلستان
مین ہر گل اپنا رنگ دورباش (نیزے) کے احاطے مین رکہتا ہے کہ مجہہ سے الگ رہ اُسکی
حقیقت معلوم نہین ہو سکتی مطلب یہ ہے کہ کوئی نہین سمجہہ سکتا کہ امکان کیا چیز ہے اور اُسکی
پیدا کرنے مین صانع حقیقی نے کیا حکمت رکہی ہے مصرعہ ثانیہ مین دارد کا
فاعل ہر گل ہے اور رنگ مفعول ہے -

بگرد صد دشت و در شتابی کہ قدر عجز رسا ندانی — سر از نفس سوختن نتابی بخود رسیدن تلاش دارد

حل تو جنگل اور پہاڑ کے گرد دوڑتا ہے کیونکہ عجز رسا کا مرتبہ نہین پاتا یعنی تجھے اپنی عجز کا جو حقیقت
رسا ہے ادراک نہین ہوتا حالانکہ عاجز ہو جانا بھی رسائی ہے کیونکہ ؎ واماندگی تمنا ہے تو حد
تمنا ہے لیکن تو سانس کے جلانے (مجتہدین) سے سر نہین پھیرتا حالانکہ عجز رسا خود اشرلی
مقصود تک پہنچ جانیکی تلاش مین ہے -

حذر ز تزویر زہد کیشان مجو فریب صفائی ایشان — وضوی مکروہ جبہ پوشان ز ریش و شاش و براز دارد

حل زہد کیشون (زاہدون) کے مکر سے حذر کر اور انکی ظاہری صفائی کے فریب مین نہ آ ان جامہ
پوشون (طویل اور عریض ڈاڑھی والون) کا مکروہ وضو بول و براز رکھتا ہے یعنی یہ مکار سراپا نجاست
مین انکا وضو بھی بول و براز مین لتھڑا ہوا ہے -

اسیطرح آتشیں میں بھی نہیں اس پختہ آئینہ پختگی کی ضرورت ہے۔

نفس بصد یاس میکشم از هم دگر ز حال امیر بیدل	چو شمع رحم است اسیر که مرگ از سوختن برآرد

حل میں اپنی سانس کو سو یاس کے ساتھ کھینچ رہا ہوں اے بیدل تو کیا حال اور کیا پوچھتا ہے اس قیدی کا پر رحمت ہو کہ مثل شمع جلنے سے اپنا مرگ نکالے یعنی جلکر مرے۔ میں جل رہا ہوں اور نہیں مرتا۔

نکتہ۔ عالمے بوضع خود خرسند است از اعتساب نادانی مخل اوقات کس مباش۔ جہانے سرگرم آتش سودا بوعظ دم سردی آب تکلف مپاش۔ اگر نفست اثرے دارد صرف انشاء خود کن تا پیش مردم بہ ژاژ درانباشی و اگر ناخن ہمت رسا است بکشا و عقدہ خویش بپرداز تا جراحت دیگران نخراشی۔ پیدا است کہ ناقص طبیعت از زورق گردانی لیالی و ایام تحصیل کمال نا ممکن است تا ہلال بعد صد سال ماہ نمی تواند گردید و کودن طبیعت را گردش سالہا و ماہہا حصول انشاء بزرگی دشوار کہ طفل اشک در ہزار قرن بہ پیری نخواہد رسید۔

تو کار خویش کن اینجا توئی و من نمیگنجد	گریبان عالمے دارد که در دامن نمیگنجد
بہ یکتائی است ربطے تا رود بے نیازی را	کہ در آغوش نہالک اینجا سوزن نمیگنجد
گرفتم نوبہار قدمیش خود نشو و نما سر کن	بساط آرائی نازت تو در گلشن نمیگنجد

نکتہ لی مع اللہ وقت اشارہ کیفیتے است از حضورات بیت حق کہ آن فنا و ثبوت دوام ندارد مگر بہ ہمہ وجوہ مطلق۔ در تمیز آباد احدیت ہمان کیفیت مصروف تجدد امثال است و ہمان نشہ متلون بانواع احوال و احوال۔ گروہے کہ از رمز تحقیق جرعہ نچشیدہ اند و از دور یقین دماغے نرسانیدہ حصول نشہ در طبیعت تاک فہم کردہ اند و بوے گل را در مزاج ہوا بیرنگ آوردہ ہر چند طراوت ظہور در نسق انکا لطیفہ شرعیہ ہوا میکنند از بیخبری بر رفع آن میکوشند و بآن کہ رونق ہستی در حفظ مراتب آداب شاہدہ است تا بید از نرگس حیا آزادی میفروشند۔ غافل کہ این نکہت تا چہ قدر خونہا خوردہ تا نفس آرزو سینہ بستہ است و این یک نفس نسیم چہ مقدار در قید آکر کشیدہ تا بشکل حباب پیوستہ۔

حل آئینہ عالم اپنی وضع (فطری حالت) میں خوش ہے تو نادانی کے اعتساب لینے میں کسی کا مخل اوقات مت ہو یعنی تو نادان ہے کسی کی فطری حالت تجھے معلوم نہیں تو کیوں انکا یا خود اپنا مخل اوقات بنتا ہے اور ایک جہان آتش سودا (اپنی دھن) میں سرگرم ہے تو اس آتش پر اپنے وعظ کے دم سرد سے تکلیف کا پانی مت چھڑک کیونکہ وہ آگ ٹھنڈی ہونے والی نہیں اگر تیری سانس

(اُسی وعظ) مین کچھ اثر ہے تو اُسکو خود اپنی رہنمائی مین صرف کر یعنی اپنا ناصح بن تاکہ تو لوگون کے سامنے
بیہودہ گو ثابت نہو - کیونکہ جب تو آپ اپنی اصلاح نہین کر سکتا تو دوسرون کی کیا خاک اصلاح
کریگا خود فضیحت و دیگران را نصیحت - اگر تیرے ناخن مین رسائی ہے تو اپنی ہی گرہ کے کھولنے
مین مشغول ہو تاکہ تو اس ناخن سے اورون کا زخم نہ چھیلے - ظاہر ہے کہ ناقص طبیعت والونکو رات
دن کی ورق گردانی سے تحصیل معنے کمال محال ہے یعنی وہ کمال کے معنے کے سمجھنے کی قابلیت
ہی نہین رکھتے ہلال ابرو سو برس مین بھی ماہ کامل نہین ہو سکتا اور کودن طبیعت والے کو بعض ساغر آواز
(اُسی وعظ) کی گردش سے بزرگی کا نشو و حاصل ہونا محال ہے کیونکہ طفل اشک ہزار قرن (ایک قرن
بارہ سال کا ہوتا ہے) مین بھی بڑھاپے تک نہ پہنچیگا -
حل لو اپنا کام کر کیونکہ یہان فتنی کشتونی نہین سمائی یعنی تجھے اور نہ ہیں کیا مطلب ہے یہان گریبان کا وہ
عالم (حالت) ہے کہ پیرہن مین نہین سماتا یعنی پھٹتا ہی چلا جاتا ہے - یہان یکتائی ہے بے نیازی کے
تار و پود کو ایسا ربط ہے کہ چاک کی بغل مین سوزن کا سر نہین سماتا یعنی سوزن سے چاک بے پرواہ ہے - پس
تو کس کس کو اپنے وعظ کی تلقین کریگا اور کس کس کا چاک سئیگا -
مین قبول کرتا ہون کہ تو نوبہار ہے تو بھی ہی آگے اسکی نشو و نما انجام کو پہنچا - بہار مین تیری آگ کی
لبا طرآرائی نہین سمائی -
لی مع اللہ وقت الحدیث حضور احدیت سے ایسی کیفیت کا اشارہ ہے جو ثبوت دوام کا نشہ نہین رکھتا
مگر معدوم مطلق پر یعنی یہ اسکے لئے ہے جو ذات احدیت مین فانی ہو جائے - تیز آباد احدیت مین بھی
کیفیت تجدد امثال مین مصروف ہے - (صوفیون کا عقیدہ ہے کہ انسان ہر وقت بدلتا رہتا ہے
ایک حالت پر نہین رہتا) اور یہی نشہ ساغر احوال و افعال کا مقسوم ہے - جن لوگون نے رشحہ تحقیق
سے گھونٹ نہین پیا اور دماغ دور یقین تک نہین پہنچایا یعنی اس [illegible] سکے [illegible]
بتایا - وہ حصول نشہ کو درخت انگور مین اور بوئے گل کو ہوا کے مزاج مین گمان کرتے ہین [illegible]
نہ انگور کے درخت مین نشا ہے نہ ہوا مین خوشبو - خوشبو تو درحقیقت پھول [illegible]
دماغ مین پہنچاتی ہے ہر چند ظہور الہی کی طراوت تکالیف شرعیہ مین دیکھتے ہین مگر [illegible]
[illegible] کرتے ہین اور باوصف اسکے کہ ہستی دنیا کی رونق [illegible]
مین [illegible] ابنکر آزادی کو فروخت کرتے ہین یعنی انہون آزادی کی دوکان کھول رکھی ہے [illegible]
مین اپنا النفع دیکھتے ہین تکالیف شرعیہ سے بچتے ہین - [illegible] غافل ہین کہ [illegible]

بڑا جنون اپنے قبضہ مین رکھتی ہے بہار کی موسم مین عاشقون پر جنون طاری ہوتا ہے اور جنون لا
ہین آنکھ مین نہین لگتی مگر چونکہ یہ جنون بہار غفلت سے جو مخمور نرگس سرمہ سا کا اثر قدرتاً پیدا ہوا
ہے لہذا غفلت ہی کا جنون دنیا کے سر پر ہے کیطرح سوار ہے ہم ہر بن مو سے خوابخانہ مین
ہین اور ہمارا محمل جسپر ہم سوتے ہین گران متاع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کی نشیلی
آنکھ نے دنیا کو مدہوش کر دیا ہے۔

چو نشہ قبول اثر فراہم ز خاک گل میکند حنا ہم　　　فلک دو روز غبار ما ہم بزیر پای تو کاش دارد

حل جب قبولیت کا اثر اکٹھا ہو جاتا ہے تو خاک سے حنا اگتی ہے آسمان دو روز کے لیے ہمارا
غبار بھی تیرے پاؤن کے نیچے رکھے تاکہ اُس سے حنا اُگے اور اس ذریعہ سے ہم تیرے
قدمون سے لگین اور پابوس ہون۔ تقریباً یہی مضمون غالب دہلوی نے لکھا ہے۔ شعر

مشہد عاشق سے کوسون تک جو اُگتی ہے حنا　　　کسقدر یارب ہلاک حسرت پابوس تھا

کشاد بند نقاب امکان بسعی بینش مگیر آسان　　　کہ رنگ ہر گل درین گلستان بچشم نیزہ دورباش دارد

حل بینش (عقل) سے نقاب امکان کے بند کا کھولنا آسان نہ سمجھ۔ کیونکہ اس گلستان
مین ہر گل اپنا رنگ دورباش (نیزہ) کے احاطے مین رکھتا ہے کہ مجھ سے الگ رہو اسکی
حقیقت معلوم نہین ہو سکتی مطلب یہ ہے کہ کوئی نہین سمجھ سکتا کہ امکان کیا چیز ہے اور اسکو
پیدا کرنے مین صانع حقیقی نے کیا حکمت رکھی ہے مصرعہ ثانیہ مین دارد کا
فاعل ہر گل ہے اور رنگ مفعول ہے۔

بگرد صحرا و دشت دوری ز تشنگی کہ قدر عجز رسا ندانی　　　سر از نفس سوختن نتابی بجو رسیدن تلاش دارد

حل تو جنگل اور پہاڑ کے گرد دوڑتا ہے کیونکہ عجز رسا کا مرتبہ نہین پاتا یعنی تجھے اپنی عجز کا جو حقیقۃً
رسا ہے ادراک نہین ہوتا حالانکہ عاجز ہو جانا بھی رسائی ہے کیونکہ ۔ وا ماندگی شناسے تو جادہ
تمنا نے شکست ؎ تو سانس کے بلانے (تجسس) سے سر نہین پھیرتا حالانکہ عجز رسا خود منزل
مقصود تک تیرے جانیکی تلاش مین ہے۔

حذر ز تزویر زہد کیشان مخور فریب صفای ایشان　　　وضوی مکروہ جامہ ریشان ہزار شاش و براز دارد

حل زہد کیشون (زاہدون) کے مکر سے حذر کر اور انکی ظاہری صفائی کے فریب مین نہ آ ان جامہ
ریشون (طویل اور بھری ڈاڑھی والون) کا مکروہ وضو بول و براز رکھتا ہے یعنی یہ مکار سراپا نجاست
ہین انکا وضو بھی بول و براز مین لتھڑا ہوا ہے۔

حل خدا تعالی کہتا ہے کہ میں نہ ازلی ہوں نہ ابدی ہوں (کیونکہ اس سے تعین و تحدید
لازم آتی ہے) میں تو شمارت سے پرے ہوں لا نہیں احد ہوں - میری یکتائی نے (و) عدم
کا خیال کیا پس عبث درمیان سے عدم کو فرض کرکے جوش زن ہوئی - یعنی بجز میرے
کوئی شی موجود نہیں دو عدم کا تعدد بھی فرضی اور اعتباری ہے ۔

نکتہ صحبت دانا در عالمیکہ معموری سوادش از غبار غفلت است عطیۂ غیبی - و موانست عرفا
در محفلیکہ آرایش او بکدورت نسیان است غنیمت لاریبی - جہانے بفکر تن پروری
مردہ است ماحصل زندگی کراہت و عالمے در شکنجۂ خود پرستی افسردہ - رہائی از جنگ
طبیعت کجا است - درین آئین از ہجوم تاریکی دلہا شمع روشن نمیتوان کرد و از غلبۂ بے اتفاقی
طبائع مژگان بہم نمیتوان آورد - اینجا سودا سے خباثت غیبت دود دماغ کمال است و سوختہ
حرص و حسد خشک پیراہن خیال - تا چشم بالتفات بہم کشودہ آید آبروے صروفتہ کہ
ندارند ریختہ است و تا لب بحدیث موافقت باز کردہ آید شیرازہ اخلاصے کہ نہ بستہ اند گسیختہ
جمعیتہا پیش از تفرقہ دام اندوہ و کلفت و اختلاطہا پیش از جدائی مایۂ یاس و ندامت
ساز گفتگوہا سر بود شکوۂ عمر و زید است جستجوہا حاصل مکر و کید - بدین تقدیر جمعیکہ
احتمال جمعیت توان یافت از ساز تفرقہ آہنگ است این مقام نباید اندیشید و در صحبتیکہ آشنائی
الفت توان کرد از نتایج وحشت حصول این انجمن نمیتوان فہمید -

حل دانا کی صحبت ایسے عالم (دنیا) میں جسکا سواد غبار غفلت سے معمور ہے یعنی سب غافل
ہیں ایک عطیۂ الہی ہے اور عارفوں کی موانست ایسی محفل (اسی دنیا) میں جسکی آرایش نسیان کی
کدورت سے ہے یعنی سب خدا کو بھولے ہوئے ہیں ایک یقینی لوٹ ہے ایک جہان
تن پروری کی فکر میں مردہ ہے زندگی کا ماحصل کسے نصیب ہے اور ایک عالم خود پرستی
کے شکنجے میں افسردہ ہے طبیعت (نفس) کے جنگل سے کسے رہائی نصیب ہے - ایسی
روش میں دلوں کی تاریکی کے ہجوم سے شمع کا روشن ہونا ممکن نہیں اور طبائع کی بے اتفاقی
سے پلکوں کو بھی کوئی باہم نہیں ملا سکتا (نا اتفاقی طبائع سے پلکوں کو بھی کوئی نہیں ملا سکتا)
یعنی اہل اللہ سے طبائع موافق نہیں ہوتیں یہاں غیبت کی ناپاکی دماغ کمال کا دھواں ہے
یعنی غیبت کمال کے دماغ کو پریشان کرتی ہے جبتک غیبت ہے کوئی کامل نہیں ہو سکتا
اور حرص و حسد کا دھواں پیراہن خیال کا خشک (گوکہرو) یعنی تکلیف دینے والا ہے

حل اپنی زندگی کے چہرہ پر شعر کا داغ آگاہی کی گردن پر نہ ڈال - آئینہ پر سانس دم کیجائیگی
تو ہم نفس جوہر تیغ بنتے ہی آئینہ کالا ہو جائیگا - یعنی زندگی کو تصور کہنا ہی زندگی کے چہرے
کیلئے بڑا داغ ہے اب ادراک آگاہی پر الزام فضول ہے کہ وہ تیغ ہے -

کشا چہ بہار لیکن غنچہ دہر ترانہ بے اثر　　بفشار لب ہم الفت کہ ہوا دود بہار نفس

حل ہمارے دل کا غنچہ بے اثر ترانہ کا دروازہ نکھول اپنے لب کو اس قدر بھینچ کہ سانس دھواں ہو کر باہر
نکلجائے - یعنی خاموش رہ یہانتک کہ زندگی تمام ہو جائے - یہ قاعدہ ہے کہ کسی شیشے کے دہانے
یا بھینچنے سے جو ہوا اسمیں ہوتی ہے نکلجاتی ہے -

نکتہ - شمائل عالم از درشتی نہ ہا کوہسار یست آنچہ لب بر می آرد بدلہا کاوش بازمی گردد و
ہر چند شوق بہ تمکین شکستن بند انفعال درمی نوردد - اینجا سبب کدورت دل کہ ہمین اقبال اثر
زہ بار ناپسندی گرد سخن بگردد گراست - و سبب غبار آئینہ کہ بفیض تقابل نفس سیاہ متہم
سیہ کاری بر نیاید کجا - گرچہ کلفت ناقبولیہا سخن را در خاک می نشاند و عرق خجالت از نہاد
نالہ را در آہنگ بر می آراند - اگر انہام خلائق جادۂ یکی نپیمود خاموشی را ترجیح نمے نمود و اگر اغراض
بر طبائع مخالفت نمی گماشت عزلت بر صحبت تفضیلی نمیداشت - شکایت این درد کجا باید
برد و الم این اندوہ بر کہ باید شمرد -

حل عالم کی طبیعتیں سختیوں سے پہاڑ بنی ہوئی ہیں جو بات لب پر آتی ہے دلکو پیچھے
ساتھ لوٹ جاتی ہے اور شوق جب شیشے کی تمہید کرتا ہے شرمندگی اسکو لپیٹ دیتی ہے
دنیا میں ایسا سبب کدورت دل جسکے اقبال کی برکت سے ناپسندی کا ادبار سخن کے گرد
نہ پھرے کسکو حاصل ہے اور ایسا سبب غبار آئینہ جسکے فیض تقابل سے سانس سیہ
کاری سے متہم ہو کر سینے سے باہر نہ نکلے کہاں ہے - ناقبولی کی گرد کلفت سخن کو خاک
میں ملاتی ہے اور بے اثری کی ندامت کا اثر نالہ کو آواز میں غلطان کرتا ہے - اگر فہم خلائق کی
کار استہ بخاتی تو خاموشی کو ترجیح نہوتی اور اگر انسانی اغراض طبیعتوں کی مخالفت نہوتیں
تو گوشہ نشینی صحبت پر فضیلت نرکھتی اس درد کی شکایت کہاں لیجائیں اور اس تکلیف
کا غم کسکے سامنے کہیں ۵ عندلیب ہمنوا است دگر - شکوہ مرد کاشتہ قواعد در
شور تراغم درین چمن یار نیست - گفت فراموش زا غولبیاست - عالم ز جنس پیشہ فروش
از نوا تا سنگ ہم زنگ پیش ہے ست -

حل ایک بلبل نے اپنے دوسرے ہمنوا سے شکایت کی کہ اسے نوا پرداز چپ رہنا بہت شاق
فراغ میرا یار ہے — ہمنوا نے کہا چپ رہ کو سے بہت ہیں اور عالم اس جنس سے بھرا ہوا ہے
اور کان ایسی بیہودہ آوازوں سے پھٹ رہے ہیں۔ پس شکایت فضول ہے۔

نکتہ حصول نعمت کمال بے وسائلِ گرسنگی محال است و سیرابی زلال جمعیت بے وسیلۂ
تشنہ لبی سراب خیال۔ ہلال تا از خود تہی نگردید آئینہ داری آفتاب نرسید و صدف
تا بہ پختگی سفال نرسید علم آشفتگی از موج گوہر نچید۔ حباب دریک نفس تشنگی استعداد
دریاکشی بہم نرساند و آئینہ تا نکرد پرواز باطن آسمان را لقمہ نگردانید ظرفہا تا خالی نکردہ
قابل پر کردن نشد و جامہا تا لبریز نگشت فرو ریختن گرانیہا تا جسم اگر [illegible]
از استغناست ریاضت ہمت و کدورتہا تا دل اگر آئینہ وار صفا گردد [illegible]
بفیض فقر دست از تحصیل طعام در کشیدن [illegible] نیست۔ آدمی ملک بر نیاید و ہمین دامن
از غبار اثقال چیدن پستی فطرت بال عروج نگشاید [illegible] در ہمہ حال مستند [illegible] کمال
ہست و امتلاء در ہمہ اوقات مادہ غشیان و اثقال۔

حل نعمت کمال عرفان کا حاصل ہونا بغیر فاقہ کشی کے محال ہے اور زلال جمعیت سیراب
ہونا بدون وسیلہ تشنہ لبی کے خیال کا محض دھوکا ہے۔ ہلال نے جب تک اپنے کو خالی
نہ کیا آفتاب کی آئینہ داری تک نہ پہنچا (چاند آفتاب کے نور سے منعکس اور مستفیض ہوتا ہے)
سیپی جب تک پختہ سفال کی مانند نہ ہو جائے موج گوہر کی آشفتگی دور نہیں کر سکتی یعنی موتی
نہیں بنا سکتی۔ حباب تشنگی کی ایک سانس میں دریا کے پی جانے کی استعداد بہم پہنچاتا
ہے اور آئینہ تھوڑی سی پرواز اندرونی میں آسمان کو لقمہ کر جاتا ہے (آئینہ میں آسمان کا
عکس نظر آتا ہے) تمام خالی ظرف پُر کرنے کی اور تمام لبریز پیالے خالی ہونے کے قابل [illegible]
ہیں جسم کی گرانیاں اگر سبک روحی کے مرتبہ تک پہنچیں تو یہ ریاضت کی بدولت ہے اور دل کی
کدورتیں اگر آئینہ کی مانند صاف ہو جائیں تو یہ صفا کاری [illegible] فقر کے فیض سے ہے طعام سے
باز رہنا ممکن نہیں۔ آدمی فرشتہ نہیں بن سکتا اور غبار اثقال سے دامن اٹھانے کی [illegible]
سے پست فطرتی عروج کا بازو نہیں کھول سکتی یعنی تعلقات سے بچنے میں باطنی ترقی حاصل
نہیں ہو سکتی دل بیدار و دست بکار رہنا چاہیے۔ معدے کا خالی رہنا ہر حال میں کمال کے
پہنچنے پر مستند رہتا ہے اور شکم سیری ہر حالت میں بیہوشی (سستی اور گرانی) کا مادہ ہے۔

کیسۂ خالی ہست اینجا مایۂ گنج آوری　　دارد اعداد افزون از صفر جا کم اکثری

حل یہاں کیسہ خالی خزانہ جمع کرنے کا سرمایہ ہے کیونکہ کم عدد کو جب صفر دیا جاتا ہے تو وہ بڑھ جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ قناعت سے دولت حاصل ہوتی ہے۔

فیض خواہی در وداع الفت اغیا کوش　　چون صفا آئینہ ات گیرد جہان دیگری

حل اگر تو حصول فیض چاہتا ہے تو دل سے غیر کی الفت دور کرنیکی کوشش کر جب تیرا آئینہ صفائی قبول کریگا تو خود تجھہ میں اور ہی جہان نظر آئیگا۔

معدہ خالی کن بر اوج عزت معنی درآ　　ہست بیرون از دکان ما و تو این منبری

حل معدہ خالی کر (تارک لذات ہو) اور عزت عرفان الہی کی بلندی پر آ ما و تو (دوئی) کی دوکان سے یہ منبری باہر ہے۔

عیکشی دیوار بر روی دل از تعمیر خاک　　آب شو اے بیخبر از خجلت تن پروری

حل تو خاک کی تعمیر (تن پروری) سے روے دل پر دیوار کہینچ رہا ہے اے بیخبر اس ندامت سے عرق عرق ہو کیونکہ جب دل کے سامنے تاریکی ہوگی تو وہ نظارہ نور عرفان سے محروم رہیگا۔

نکتہ تا کمر بر شکست خود نہ بستۂ راہ جنگ عالمی بر رویت کشادہ ہست و تا پنجۂ طاقت تو تنگ شدہ خراش ہزار ناخن بریش جگر آمادہ ضعف اختیاری سپر ست در دفع بلیات اضطرار و شکنجہ ہوشیاری حصارے از سنگ باران آفت خمار۔

حل جبتک تو اپنی شکست (کسر نفس) پر کمر نہ باندھیگا دنیا کی لڑائی کا دروازہ تجھپر کہلا رہیگا اور جب تک تو طاقت کا پنجہ اپنی آستین ہی میں نہ توڑیگا زخم جگر کے چہیلنے کو ہزار ناخنوں کی خراش آمادہ رہیگی ضعف اختیاری دفع بلیات اضطراری کے لئے ایک ڈھال ہے یعنی تو ضعیف بننے کا اختیار رکہتا ہے اور نزول حوادث میں مضطر ہے یعنی وہ تیرے اختیار میں نہیں اور ہوشیار رہنے کا شکنجہ آفت خمار (مستی) کے سنگ باران سے بچنے کا ایک قلعہ ہے۔

من بہ پیشانی حسرت گم است مقصد بسملش　　بعد از خون نیست کی گر بنہ بار خنجر تا بلش

حل میں ہوں اور میری پیشانی حسرت ہے کہ معشوق کے بسمل کا مقصد گم ہے تو رنجیدہ قتل ہو جانے کی مقام تک بھی کسطرح پہنچیگا تو خنجر کی زبان سے بھی قاتل اپنی زبان

ہے قتل کرنیکو نہیں کہتا بلکہ خنجر کی زبان کہتی ہے حسرت یہی ہے کہ تا مل تغافل شعار ہے۔

ستم است ذوق گزشتنت غبار کوچۂ عاجزی ٭ ترے اگر نکند بخون شکست آبلہ کن کاوش

حل۔ کوچۂ عاجزی کے تیر اگذرنا ظلم ہے اگر تو اپنے خون سے غبار کو تر کرکے دبا نہیں سکتا (کیونکہ ضعف اور عجز سے بدن میں خون نہیں رہا) تو پاؤں کا آبلہ توڑ کر اُسکے پانی سے غبار کو بٹھا دے۔ مطلب یہ ہے کہ کوچۂ عاجزی نگزر

بہزار یاس ستم کشی زدہ ایم بر در عافیت ٭ چو سفینۂ کہ شکستگی فگند بدامن ساحلش

حل۔ ستمکشی کی ہزار ناامیدیوں کے ساتھ اب ہم آسایش کے دروازے پر جا لگے ہیں جس طرح کشتی کو اُسکا ٹوٹ جانا کنارے کے دامن میں ڈال دیتا ہے یعنی اب یہ یاس ہے کہ ہم پر ظلم نہ ہوگا۔ جب کام ہی تمام ہوگیا تو ظلم کیسا۔ حالانکہ عاشق ظلم چاہتا ہے۔

خوش است آنکہ ز فرط فسون کشی سر عقل غرق بخون کشی ٭ کہ بسا ز تا بجنون کشی نہ توہم حق و باطلش

حل تیرے لئے یہ اچھا ہے کہ فسون عشق کو شادی اور عقل کا سر خون میں گھسیٹے ایسا نہو کہ حق و باطل کا توہم جو عقل سے پیدا ہوتا ہے اُسکے کارن تجھے جنون کی شرم کھینچنی پڑے یعنی عقل تجھے دیوانہ بنا دے۔ بھلا عرفان الٰہی میں عقل کا کیا کام۔

بشہید تیغ وفا کرا رسد از ہوس دم ہمسری ٭ کہ بہ بخت منطقۂ فلک زشکوہ زخم حمائلش

حل۔ معشوق کی تیغ وفا کے شہید سے کون ہمسری کر سکتا ہے جبکہ اُسکے زخم حمائل کے صدمہ نے آسمان کا منطقۃ البروج بھی توڑ ڈالا ہے۔ زخم حمائل میں ترکیب توصیفی ہے یعنی تلوار کا وہ طویل و عریض زخم جو گلوئی دوش عاشق میں حمائل (پٹکے) کی طرح لگا ہے۔

دل ذرہ تپش مجتہد سر مہر گرمی آرزو ٭ چہ ہوس کہ تحفہ نمیکشد نگاہ آئنہ مائلش

ترکیب۔ مصرعۂ ثانیہ میں نگاہ موصوف اور آئنہ مائلش صفت ہے یعنی معشوق کی وہ نگاہ جو آئینہ کی جانب مائل ہے جبکہ وہ آئینہ دیکھتا ہے۔

حل ذرہ کا دل تپش کا مجتہد اور آفتاب کا سر آرزو کی گرمی بنا ہوا ہے معشوق کی نگاہ جو آئینہ کی جانب مائل ہے ہوس (؟) ہے کیا کیا تحفے کھینچ رہی ہے یعنی معشوق کو نہ ذرہ کی پروا نہ آفتاب کی

بخیال آئینۂ دل اسد دو جہان تم کش خجلتم ٭ بچہ جلوہ کاش شب جہان ہمہ لختہ نفس کشم بہما باشد

حل۔ میں آئینۂ دل کے خیال میں دونوں جہان کے روبرو خجالت کا ستمکش ہوں یعنی آئینہ کیلئے عکس اور جلوہ کی ضرورت ہے اور یہ مجھے میسر نہیں۔ اب شب خون مار کر کہاں جلوہ حاصل کروں کہ آئینۂ دل کو مقابلہ کا دم بھروں یعنی آئینۂ دل بہت صاف و شفاف ہے مگر جلوہ مفقود

تھا جب اوسکو بھی آنکھہ کے بسمل نے تڑپتے وقت اپنے بازو سے محدوم کردیا تو آنکھہ کسقدر فاش اور مہلک ہو گی۔ اللہ اکبر۔ حق یہ ہے کہ نازک خیالی مین بیدل فرو ہے۔ پھر غبار اور سرمہ اور سرمہ کا ہاتھہ پتھر کے نیچے دبا رہنا۔ سبحان اللہ کیا کیا مناسبات ہین۔ اور باینہمہ نزاکت۔

بمرغزاریکہ نرگس او کند نگاہ کج ابرو زداغ خود بچشم آہو نہد پلنگ شکنش

حل جس مرغزار (سبزہ زار) مین معشوق کی نرگس چشم گوشۂ ابرو سے نگاہ کرے تو پلنگ اپنے داغ سے (چیتے کے جسم پر داغ ہوتے ہین) چشم آہو کی طرح ناز سے شکنی کرے یعنی معشوق کے صرف گوشۂ چشم سے دیکھنے پر چیتے پر ایسا اثر پڑے کہ اسکا ایک ایک داغ چشم آہو بنجائے حالانکہ چیتا خونخوار ہوتا ہے۔ پلنگ شکن مین ضمیر شین مرغزار کی جانب راجع ہے۔

چنان ز خلوت برون خرامد نقاب کشیدہ ز رخسارش کہ شش جہت موج گوہر بہجوم آغوش گیرد تنگش

حل ایسا نازنین چہرہ سے نقاب ہٹا کر یعنی بے پردہ ہو کر کیونکر خلوت سے باہر نکلے شش جہت سے موج گوہر کی طرح ہجوم آغوش نے اوسکو تنگ پکڑ رکھا ہو۔ گوہر سے مراد موج آب گوہر ہے یعنی جسطرح آب گوہر گوہر کو اپنے آغوش مین تنگ پکڑے ہوئے ہے اسی طرح ہجوم آغوش نے اسکو تنگ پکڑ رکھا ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ وہ نازنین ہے نزاکت کی وجہ سے اوسکا کچھہ زور نہین چل سکتا۔ ہجوم آغوش کے شکنجے مین ہو کر مجبور ہے۔

قبول نازش نشد جنونی بکن سر از گداز جگر برون کن بہ ذوق نیاز خون کن چہ حنا نگار بستہ بہ چنگش

لغت قبول بالضم آگے آنا اور باد صبا کا چلنا اور کوئین مین ڈول ڈالنا اور بالفتح قبول کرنا اور باد صبا اور وہ عورت جو دوسری عورت کے بچے کو گود مین لے اور یہان شعر مین مراد بالفتح ہے۔

حل تو اس قابل نہین کہ معشوق کا ناز تجھے قبول کرے۔ پس مجنون ہونا اختیار کر۔ گداز جگر سے سر باہر نکال یعنی پہلے اپنا جگر گلا اور دل کو ذوق نیاز مین ہمہ تن خون بنا پھر دیکھہ کہ حنا اُسکے چنگل (ہاتھ) مین کیا ظہور کرتی ہے کچھہ بھی نہین اسکا حنائی ہاتھہ تو تغافل سے دل کا خون ہی کریگا۔

اگر دو عالم غلو نماید بشوق بیخواست بر نیاید　　چه رنگها پر نمیکشاید بسیر باغیکه نیست رنگش

حل اگر دونو عالم فراہم ہوکر غلبہ کرین شوق بیخواست سے عہدہ برآ نہین ہوسکتے یعنی شوق بیخودانہ کو روک نہین سکتے - ایسے باغ مین جسکا کوئی رنگ نہین شوق کس کس رنگ سے پھول رہا ہے مراد شوق معرفت بیچون وچگون ہے -

ز سیر گلزار چشم بستن کسی نشد محرم تسلی　　کجاست آئینہ تا نمایم چه صبح دارد بہار رنگش

حل چشم بستن (مراقبہ) کی سیر گلزار سے کوئی تسلی کا محرم نہوا - آئینہ کہان ہے تاکہ مین دکھاؤن کہ مراقبہ کا گلزار اپنی بہار کے رنگ مین کیا کیا صبح رکھتا ہے - یعنی مراقبہ کیلئے ایسے دل کی ضرورت ہے جو آئینہ کیطرح صاف ہو تاکہ اسمین صبح عرفان کا جلوہ نظر آسکے -

ز ساز عشق غرور بیمنا ہزار بیداد میکشد سر　　تو از تمیز فضول بگذر شکست دل داند و ترنگش

حل عشق کے ساز سے جو غرور ساغر ہے یعنی جسکے ہاتھ مین غرور کا ساغر ہے ہزار ظلم پیدا ہوسکتے ہین تو فضول تمیز سے درگذر کر - دل جانے اور اوسکی شکست کی آواز - یعنی اپنے دل کو توڑ اور اوسکے ٹوٹنے کی آواز ہی تیرے لئے ساز ہے -- اس سے زیادہ تمیز کرنا فضول ہے

بسعی جولان عجز بیدل نگشت پیدا سراغ قاتل　　مگر بپرواز رنگ بسمل رسی بفہم پر خدنگش

حل اے بیدل، ہوش نے تگ و دو مین کتنی سعی کی مگر قاتل کا سراغ نہ ملا - اب شاید رنگ بسمل کے پرواز سے تو خدنگ معشوق کے پر کو سمجھے - یعنی فنا ہوکر - مرتے وقت مردے کا رنگ اڑ جاتا ہے - مطلب یہ ہے کہ زندگی مین تو قاتل کو نہ پہچانا اب مرنے پر پہچانیگا -

نکتہ طبائع را تقلید اوضاع یکدگر رہزن تحقیق است و تبعیت عادت و رسوم مانع سر منزل توفیق - اکثر استعدادہا در حجاب قوة از فعل محروم ماند و یکے از انہا عنان خیال بعرصۂ وقوع نگردانید فرصت سر زانو آن قدر دور نہ ساختہ کہ لبعی دستہا سے برہم سودہ آوازش توان داد - و کلاوش تنقیح اوقات بیرون لیے حقیقت دیوار سے برنیاوردہ کہ بچاک ہا سے گریبان ندامت راسپہ توان کرد یا دجمعیت دل اشرط نوات ہمہ را میسر است اگر ہم صحبتان مستور دارند نسخہ تسلی مطالعہ ہرکس در بغل دارد اگر عہد بہ سالان بحال خود واگذارند - آب در ہر طبیعتیکہ راہ یافت مائل بگدازی نبری نمود نسست، و آتش بہر مزاجیکہ غالب افتاد سرگرم دکان حرارت کشودن ست دہریان را بحکم تعلم رسوم بہراز جیب برنیاوردہ در خروش ناقوس بغوطہ خواری است و مسجدیان را

بہ حساب ادراک نفس ناگردیدہ ہمان تعلق سبحہ شماری - نہ برہمن را از کشایش دام اختلاط زنار تعلق گسیختن تا بتامل کوشد کہ ناقوس دیرستان فطرت چہ آہنگ دارد و نہ شیخ را از آفات رجوع خلق بحصار تنہائی گریختن تا فہم نماید کہ لبیک تپید نگاہ کعبۂ دل چہ سبحہ میشمارد ناچار لفظ یکہ گرد خویش نہ بستہ بود از کیسۂ غیر میشمارند و سر کہ بخیال خود نہ دزدیدہ بود از گریبان دیگران بر می آرند از غافل آباد آفتکدۂ این وآن مگر در پناہ خاموشی گریزی تا سبب تقاضہ زبانہا حرفے توانی فہمید واز صدمہ زار غولستان وہم وظن گوش التجا بگیری تا از پردۂ غیب نوائی توانی شنید -

حل ایک دوسرے کی وضع کا مقلد بننا طبائع کیلئے رہزن تحقیق ہے اور عادت ورسوم کی تابعداری منزل توفیق الہی پر پہنچنے کی مانع ہے بہت سی استعدادین قوۃ کے پردے مین فعلیت سے محروم رہین اور اُنمین سے ایک نے بھی اپنے خیال کی باگ میدان وقوع مین نہ پھرائی - فرصت نے زانو کو (تاکہ مراقبہ کرسکین) اسقدر دور نہین کیا کہ تھکے ہوئے ہاتھوں کی دستک سے زانو کو ہلانیکے لئے آواز دیسکین یعنی فرصت مین ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھنے سے ہاتھ گھسگئے ہین اب اُنمین دستک دینے کی بھی طاقت نہین رہی - بھلا مراقبہ کرنیوالون کو فرصت کہان - اور تضیع اوقات کی کلفت نے حقیقت کے سامنے ایسی دیوار نہین کھینچی کہ گریبان ندامت کے چاک سے راہ کہول سکین - یعنی تضیع اوقات پر شرم بھی نہین آتی دل جمعی (یکسوئی اور اطمینان) سب کو بشرط عزلت میسر ہے بشرطیکہ ہمصحبت معذور رکہین مدالعہ کہو اسطے تسلی کا نسخہ (کتاب) ہر شخص بغل مین رکہتا ہے بشرطیکہ ہمدرس لوگ اُسکو اپنے حال پر چہوڑدین یعنی خلوت اور مراقبہ کے مزاحم نہون - پانی نے جس طبیعت مین راہ پائی تری دکہانے کی تکلیف پر ضرور مائل ہوگا اور آگ جس مزاج پر غالب پڑی وہ حرارت کی دوکان کہولنے پر ضرور سرگرم ہوگی - مینجانے والون کو بحکم تسلط رسوم یعنی رسوم اُنپر غالب ہین درانحالیکہ اُنہون نے جیب سے سر نہین نکالا - ناقوس کے شور وغوغا مین صرف غوطہ خواری نصیب ہے اور مسجد والون کو درحالیکہ حساب ادراک نفس کا خیال نہین ہوا یعنی آتی سانس کو نہین جانچا کہ یاد الہی مین مشغول ہے یا نہین - بدستور تسبیح کے دانے گننے سے تعلق ہے نہ برہمن کو دام اختلاط کی کشائش سے زنار تعلق دنیوی کا توڑنا میسر ہے تاکہ وہ اِس تامل مین کوشش کرے کہ فطرت الہی کا دیرستان (وہ مقام جہان لاکھون بتخانے ہون) کیا آواز رکہتا ہے یعنی سچے برہمن کیلئے ہر جگہہ اور ہر شئے بتخانہ ہے جسمین وحدت الوجود

موڑتی رکہی ہے۔ تسبیح اور رجوع مخلوق کی آفتون سے تنہائی کے قلعہ مین بہاگنا بہتر ہے
تاکہ سمجہے کہ کعبہ دل کی تباہ نگاہ کی لبیک کیا تسبیح پہیر رہی ہے یعنی کعبہ دل جس مقام پر
پڑتا ہے وہان کی لبیک کی تسبیح کس قسم کے دانے پہیر رہی ہے۔ یعنی برہمن اور شیخ
دونون پابند رسوم تقلید ہین اور تحقیق سے غافل۔ ناچار نقد جو انہون نے اپنی گرہ مین نہین
باندہا اُسکو غیر کی تہیلی مین تکن رہے ہین یعنی یہ سمجہتے ہین کہ نقد ہماری ہی ملکیت ہے اور جو
سر انہون نے اپنے خیال مین نہین چہپایا یعنی اپنی ذات کی معرفت مین مراقبہ نہین کیا اُسکو
دوسرون کے گریبان سے نکالتے ہین یعنی وصول الی اللہ مین دوسرونکی تقلید
کرتے ہین تو این وآن کے آشفتہ شور وغل سے خاموشی کی پناہ مین بہاگ تاکہ
زبانون کی تقلید کے بغیر کوئی حرف سمجہ سکے یعنی یہ تقلید چہوڑ کہ وہی حرف سمجہ مین
آسکتا ہے جو زبان سے نکلے بلکہ فطرت الٰہی کے بہت سے حرف ایسے ہین جو بغیر تکلم کے
اور زبان کے سمجہ مین آتے ہین اور صدمہ زار غولستان وہم وظن سے اپنے کان پکڑ
(وہم اور ظن کے دیوون کے رہنے کی جگہہ ایک صدمہ زار ہے جس سے کانون کو صدمہ
پہنچتا ہے) تاکہ تو پردہ غیب سے ایک آواز سُنے یعنی دنیا اور مافیہا ایک وہم وظن ہے کوئی
شئے واقعی نہین اُسکو چہوڑ اور وحدۃ الوجود جو یقینی اور واقعی ہے اُسکی جانب آ۔

انکار سے غیر باش تصدیق ہمین است	واگر دیدل دلیل توفیق ہمین است
تبعیت خلق از حقت غافل کرد	ترک تقلید گیر تحقیق ہمین است

حل۔ خدا کے سوا غیر کا انکار کر بس یہی تصدیق ہے اپنے دل کے گرد پہر یعنی طواف کر بس
توفیق کی دلیل یہی ہے مخلوق کی پیروی نے تجہے حق سے غافل کر دیا۔ تقلید کو
چہوڑ بس یہی تحقیق ہے۔

شد فہم مقصد عالمی ز تلاش بیہودہ قدم غلط	تہ پاست کعبہ و دیر اگر نکشیم راہ عدم غلط

حل۔ قدم رکہنے کی بیہودہ تلاش نے ایک عالم کے لئے مقصد کا سمجہنا غلط کر دیا کعبہ اور
بتخانہ دونو پاؤن کے نیچے ہین۔ بشرطیکہ ہم عدم (فنا) کی راہ غلط نکرین یعنی فنافی
الوجود ہو جائین تو جہان قدم رکہین وہین دیر وکعبہ موجود ہین۔ بیہودہ تلاش نے
ہماری راہ گم کر رکہی ہے۔

با فنا بہر جا ہوس اسیر نفس نشگافت کس	بکجا رسد ز لشکری کہ کشد نشان علم غلط

حل منزل ہوس کے غبار مین کسی نے سانس کا اثر تحریر یعنی یہ غور نکیا کہ سانس کہان
جاتی ہے جو سپاہی غنیم (کے پیچھے) کا نشان غلط کر دیگا وہ کہان پہنچیگا یعنی سپاہی تو غنیم
کے پیچھے پیچھے جاتا ہے جب وہ اسکا سراغ گم کر دیگا تو ضرور آوارہ ہو جائیگا۔ سانس کو لشکری
قرار دیا ہے یعنی سانس خود واجب الوجود کی جانب جاتی ہے تو بھی اسکے پیچھے چلا چل۔

نرسید محضر زندگی بثبوت محکمۂ یقین — کہ گواہ دعوی باطل تو دروغ بود و قسم غلط

حل تیری زندگی کے محضر کا ثبوت محکمۂ یقین تک نہ پہنچا کیونکہ دعوی کے گواہ جھوٹے تھے
اور قسم غلط تھی۔ مطلب یہ ہے کہ تیری زندگی یقینی نہین بلکہ ایک امر اعتباری و انتزاعی ہے

ز صفای شیشۂ پری کہ ز گمان بہ یقین پری — تو بر آب مے فگنی تری من و ہر دو ہم غلط

حل شیشۂ دل کی صفائی سے پری ڈھونڈھ تاکہ تو شک سے یقین تک پہنچ جائے یعنی
اپنے دلکو ایسا مجلا اور صاف بنا کہ پری عاشق ہو کر اسمین قید ہو جائے تو جو شیشہ کی آب پر پانی
ڈالتا ہے تاکہ وہ صاف ہو جائے تو مین اور تو دونو غلطی پر ہین کیونکہ پانی ڈالنے سے
شیشہ اور بھی مکدر ہو جائیگا۔

بنمود شخص معینت در عکس زدم امتحان — چہ خطا کہ شد ز تامل تو کتاب آئینہ ہم غلط

حل تیرے شخص معین (ہستی) کی نمود پر دم امتحان نے عکس کا دروازہ کھٹکھٹایا یعنی امتحان
لیا کہ اس آئینہ مین عکس بھی ہے یا نہین۔ خطا کیا معنی جب تیرے عکس کی جانچ پر تامل
کیا گیا تو آئینہ کی ساری کتاب ہی غلط ہو گئی یعنی تیری ہستی محض غلط۔ وہمی اور خیالی ہے اصل آئینہ
مین عکس تک نہین پڑ سکتا۔

من و مائی مکتب آب و گل ستم است اگر کند خجل — بہ ندامت ابدی مکش سبق گذشتہ دو دم غلط

حل بڑے ظلم کی بات ہے اگر مکتب آب و گل کا من و ما تجھے شرمندہ کرے اس مکتب مین اگر
دو دم کیلئے تیرا سبق غلط ہو گیا تو ہمیشہ کی ندامت مین بھی تو اسکو نہین لے سکتا۔ یعنی اگر تو
خدا تعالے کو دنیا مین دو دم کے لئے بھول گیا ہے تو ندامت ابدی بھی اسکا کفارہ نہین
ہو سکتی من و ما سے خواہ فارسی کی ضمیر متکلم مراد لیجائے یا عربی کی ما و من یعنی غیر ذوی العقول
اور ذوی العقول دونو صورتون مین ایک ہی مطلب ہے۔ کیا معنی کہ منی و مائی بھی بے ثبات
ہے اور ما و من بھی فانی۔

خط سرنوشت من از آب شد تر او نقش برق حیا — چہ نقوش صفحۂ روشنی کہ شود بکاغذ ہم غلط

حل میرا خط سرنوشت (خط التقدیر) تراوش حیا سے اسطرح پانی پانی ہو گیا جسطرح بھیگے ہوئے کاغذ سے معنی روشن کے نقوش پانی ہو کر غلط ہو جاتے ہین بگڑ جاتے ہین - مین اپنے اعمال سے اسقدر نادم ہون -

اگر آبم آب رخ گہر و گر آتش آتش رنگ زر بتو آشنایم آنقدر کہ دوئی کند بخود ہم غلط

حل اگر مین آب ہون تو آب رخ گوہر ہون اور آتش تو آتش رنگ زر ہون - تجھ سے اسقدر آشنا ہون کہ دوئی مجھ میرے آپے مین غلط کر دیتی ہے یعنی کھو دیتی ہے جسطرح زر مین اُسکے رنگ کی دوئی باقی نہین رہتی دونو ایک ہو جاتے ہین -

سخن بیدل اینقدر از جنون بخیال بیہودہ تنیدہ ام رقم جریدۂ مدعا غلط است اگر نکنم غلط

حل مین بیدل اپنے جنون سے بیہودہ خیال مین اسقدر تنا ہوا ہون کہ دفتر مدعا کی رقم کو اگر مین خود غلط نکرون وہ جب بھی غلط ہے یعنی پہلے ہی غلط ہے میری غلط کرنیکی حاجت نہین مطلب یہ ہے کہ جنون کے باعث بیہودگی ہی بیہودگی ہے مدعا کچھ نہین -

رخ شرمگین تو ہیچکس بخیال ما نکند عرق کہ دل از نفس نگدازد و نگہ از حیا نکند عرق

حل تیرا رخ باوصف اسکے کہ شرمگین ہے مگر ہمارے حال زار کے خیال مین کبھی اُسکو عرق تک نہین آتا کیونکہ نہ دل ہمارے نفس (آہ) سے نرم ہوتا ہے نہ حیا سے نگاہ عرق کرتی ہے -

بہ نیاز تحفۂ بیدلی سبقے نبردہ ام از وفا کہ زگرمجوشی خون من بکفت حنا نکند عرق

حل مینے عاجزی سے بیدلی کو تحفہ بنایا پھر بھی وفا سے سبق نہ لیا کہ معشوق مین وفا نہین کیونکہ میری گرمجوشی خون (محبت) سے مہندی تک تیرے ہاتھ مین عرق نہین کرتی -

بلبم نہ حاجت ناروا گرہے ست تمزدہ حیا سر رشتۂ گلہ وا کنم اگر آشنا نکند عرق

حل میرے لب پر ناروا حاجت سے ایک گرہ ہے جو حیا کی ستمزدہ ہے یعنی حیا اُسکو کہلنے نہین دیتی اسلئے کہ ناروا ہے اب مین گلہ کا سر رشتہ کہولون بشرطیکہ آشنا (معشوق) حیا سے عرق نکرے عرق سے گرہ سخت ہو جائیگی -

بغبار رنگ و ہوای گل نگہ ستمزدہ اشک شد کسی اینقدر کہ بپر دو ہوس بچہ دو چرا نکند عرق

حل رنگ اور ہوائے گل کے غبار مین میری ستمزدہ نگاہ ہمہ تن اشک بنگئی ہے (آنکہہ مین غبار پڑنے سے پانی جاری ہو جاتا ہے) یعنی گل کا رنگ وہوا محض اک غبار تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ جب ہوس کے پیچھے کوئی اسقدر دوڑیگا تو ضرور عرق آئیگا -

تو خود اڑا ہوا بیٹھا ہے جب تک باہر نہ نکلیگا دل خالی ہو کر ... نہ ہوگا دل میں خود
وجود ہونے سے خودی یا ہوائے نفس کا موجود ہونا ضرور ہے

کن احتیاج اگر ہدف کشائے لب مفر از کف ۔۔۔ کہ وقار گوہر این صدف نکنی بدست دعا سبک

حل۔ تجھکو احتیاج اپنے تیروں کا کیساہی نشانہ بنائے لیکن تو لب کھول نہ ہاتھ پھیلا
تاکہ اس صدف (احتیاج) کے گوہر کا وقار تو اپنے دست دعا سے ہلکا نکرے یعنی سوال
کرنے اور ہاتھ پھیلانے سے انسان سبک ہوتا ہے۔

غم بے ثباتی کاروان ہمہ کرد بر دل ما گران ۔۔۔ بکجاست جنس این دکان کہ شود بہ بانگ درا سبک

حل۔ کاروان کی بے ثباتی کے غم نے ہمارے دل پر سب کچھ گران کردیا۔ اس دکان
کی جنس کہاں ہے کہ جرس کی آواز سے سبک (ارزان) ہو جائے یعنی جرس بجے
تو کاروان کوچ کرے اور ہمارے دل پر اسکی بے ثباتی کے غم سے جو گرانی ہے
وہ رفع ہو۔

بخروش خواجہ بکر و فر کہ ندارد اینہمہ القدر ۔۔۔ دو سہ گام آخر ازین گزر تو گران قدم زن و پا سبک

حل۔ اے خواجہ تو دنیا کی کر و فر پر اتنا مت چیخ کیونکہ اسکو وہ مرتبہ حاصل نہیں جو
تو نے سمجھا ہے آخر دو تین قدم اس سے گزر۔ قدم وقار اور تحمل سے رکھ اور پاؤں ہلکا یعنی تیز رکھ

اگرت بمنظر بی نشان دم ہمتے بکشد عنان ۔۔۔ چو سحر بہ جنبش یک نفس ز ہزار زینہ برآ سبک

حل۔ اگر تیرا دم ہمت معرفت الہی کے بے نشان جھروکے کی جانب لیجانا چاہے تو صبح کی
طرح صرف ایک سانس کی جنبش سے ہزار زینوں پر چڑھکر جھٹ پٹ جا پہنچ۔

ز گرانی سر آرزو شدہ خلق غرقہ ہای و ہو ۔۔۔ تو اگر تہی کنی این سبو شود اتفاق شنا سبک

حل۔ سر آرزو (ہوا و ہوس) کی گرانی سے تمام خلق ہای و ہو (شور و غل) میں غرق ہے اگر
تو یہ سبو (گھڑا) خالی کردے تو شناوری کا تیرے ساتھ متفق ہونا آسان ہو جائے۔ لوگ
خالی گھڑوں کے ذریعہ سے دریا میں تیرتے ہیں اور بھرا ہوا گھڑا ڈوب جاتا ہے مطلب
یہ ہے کہ اگر تو اپنا سر ہوا اور ہوس سے خالی کریگا تو معرفت الہی تک پہنچ جائیگا۔

نکشید بیدل ازین چمن عرق خجالت پریدن ۔۔۔ چو غبار ذوق ہمہ فن نشود چرا ہمہ جا سبک

حل۔ بیدل نے اس چمن سے اڑنے کا عرق خجالت حاصل نہ کیا یعنی اسے اڑنے سے
شرم نہ آئی کیونکہ دنیا کا چمن بالکل بے ثبات ہے۔ پھر وہ بے غم اور بیہودہ فن غبار کی طرح

ہر جگہ کیوں سبک نہ ہو۔ قاعدہ ہے کہ تری اور نم سے غبار دب جاتا ہے۔

دل آرمیدہ بخون تپش ز دل بنشاند رنگ و ہوای گل — ستم است غنچۂ این چمن شرہ و النکند بصدای گل

حل۔ اپنے آرمیدہ (مطمئن) دل کو رنگ اور ہوائے گل (دنیا) کے فسون سے خون میں نہ گھسیٹ (یعنی مطمئن رہ) تم بڑا ظلم ہے کہ اس چمن کا غنچہ پھول کے چٹکنے کی آواز پر اپنی پلک (آنکھ) کھولے کیونکہ غنچہ جب پھول ہوگا تو معدوم ہو جائیگا۔

بجلد تقید کہ تبسمت فگند بساط شگفتگی — مگر از حیا عرقے کند کہ بسد بخندہ دعای گل

حل۔ اے معشوق جس باغ میں تیرا تبسم کھلنے کا فرش بچھائے یعنی تو جس باغ میں ہنسے تو باغ کو اسقدر خجالت کا عرق آئے کہ پھول جو اپنے کھلنے کی دعا مانگ رہا ہے خود اسکی دعا باغ کی خجالت پر شرمندہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے تبسم کے سامنے باغ کے تبسم کی کوئی حقیقت نہیں وہ منفعل اور نادم ہے۔

بفروغ شمع سد انجمن سحر ایست مائل انجمن — چو کلیم از بر و دوش من بکشید سایۂ پای گل

حل۔ سو شمع انجمن کی فروغ کیلئے اس چمن پہ صبح مائل ہے اور جسطرح صبح نے میرے بر و دوش سے کمبل اُتار لیا ہے (بیدار کر دیا ہے) اسیطرح گل کے پاؤں سے بھی سایہ گھسیٹ لیا ہے کیونکہ سایہ میں تاریکی ہوتی ہے یعنی چارطرف روشنی پھیل گئی ہے لیکن صبح تو شمع کو بجھا دیتی ہے چہ جائیکہ اُسکو فروغ دے مطبوعہ نسخہ میں نکشید تھا اسے اس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ صد شمع انجمن کی فروغ پر شمع مائل ہے یعنی شمع اُسکو بجھانا چاہتی ہے لیکن میں اور گل دونو تاریکی میں ہیں اور بکشید کو جمع مخاطب کا صیغہ قرار دیا جائے تو یہ معنی ہونگے کہ جب صبح شمع انجمن پر مائل ہے یعنی اسکا بجھانا اور دنیا میں نور عالم کر دینا چاہتی ہے تو میرے بر و دوش سے کمبل اور پاے گل سے سایہ گھسیٹ لو تاکہ ہم بھی روشنی میں آجائیں۔

چمنیست عالم کبریا بری از کدورت ماسوا — نشود تہی بگمان ما ز ہجوم رنگ تو جای گل

حل۔ کبریاء الٰہی کا عالم ماسوا کی کدورت سے پاک ہے یعنی غیر کا کہیں وجود نہیں ہمارے گمان میں اسے مخاطب تیرے رنگ وجود کا کیسا ہی ہجوم ہو مگر پھول کی جگہ خالی نہو گی یعنی نئے نئے پھول ایک سے ایک عمدہ اور کامل ہمیشہ کھلتے رہینگے

ز رطوبت لیست بساط رنگ اثری نزد و ز آگہی — کہ چہ بافت سبزہ کلاہ سرو و چہ دوخت قبای گل

آنها که چشم بر گل تحقیق واکنند ‏ ‏ ‏ ‏ از هر چه فهم رنگ نگیرد حیا کنند

حل - جو لوگ آنکھ گل کی تحقیق پر کھولتے ہین اُس چیز سے کہ جسپہ رنگ فہمون نہ چڑھے
یعنی سمجھ مین نہ آوے پرہیز کرین ۔

در صحبتیکه غیر خموشی علاج نیست ‏ ‏ ‏ ‏ هر بیهوده ایست تکیه بچون و چرا کنند

حل - جس صحبت مین خاموشی کے سوا علاج نہین سخت بیہودگی ہے کہ چون و چرا
پر بھروسا کرین (متکلم ہون)

عریانیان بعرض انکار پیرهن ‏ ‏ ‏ ‏ تصویر جامه که بدارد قبا کنند

حل - ننگے لوگ انکار پیرہن کے مقام مین تصویر جو جامہ رکھتی ہے اُسکو بھی
قبا (چاک) کر دیتے ہین ۔

شور غبار ما ز نفس هم فزون تر است ‏ ‏ ‏ ‏ چون سرمه چند نفی عروج صدا کنند

حل - ہمارے غبار کا شور سانس سے بھی بڑھکر ہے سرمہ کیطرح کبتک عروج
صدا کی نفی کرین سرمہ آواز کو بٹھا دیتا ہے ۔

زین نارسائیی که بخود هم نمیرسند ‏ ‏ ‏ ‏ پرواز تا کی آنطرف کبریا کنند

حل - اس نارسائی سے کہ لوگ خود اپنے تک بھی نہین پہنچتے یعنی اپنے کو نہین پہچا
اپنے وجود کی کنہ سے ناواقف ہین کبریا کی جانب کبتک پرواز کرینگے یعنی اپنے کو ہی نہین
پاتے تو خدا کو کیا خاک پائینگے ۔

جولانگه خیال جهان جای خنده است ‏ ‏ ‏ ‏ لنگان دهیکه طعنهٔ وضع عصا کنند

حل - جہان کا جولان گاہ خیال ہنسی کی جگہ ہے لنگڑے جبکہ اورون کو لاٹھی کے
رکھنے کا طعنہ دیتے ہین حالانکہ وہ خود لاٹھی کے بغیر چل نہین سکتے یعنی خود دنیادارون
(مکار دنیاپرست علما و مشائخ) کا لوگون کو ترک دنیا کی تعلیم قابل مضحکہ ہے ۔

خلقی درین جنون کده دارد گمان هوش ‏ ‏ ‏ ‏ تا محرم یقین بحقیقت کرا کنند

حل - ایک مخلوق اس جنون کدہ (محبت الٰہی) مین ہوش کا گمان رکھتی ہے اور اس تلاش
مین ہے کہ حقیقت عرفان الٰہی کا محرم یقین کسیکو بنائین حالانکہ سب مدہوش اور
بیخبر ہین ۔

نکتہ - کمال الٰہی کہ جامع حقیقت جلال و جمال است در مجازستان عالم کون هر چه بنشه

ظہور رسیدہ بمقتضائے غلبۂ یکی از ہر دو صفت کہ ظاہر و باطن یکدیگر را باہم گار
ممتاز گردیدہ یعنی در مرتبہ کہ فروغ ہدایت با انجمن آرائی نسق اعیان پرداختہ
است جوہر شناس آثار قدرت باعتبار نبوت کہ جمال معنوی ہست موسوم
ساختہ و در مقامیکہ لمعۂ قدردانی باوجود استعداد ہدایت بے تعینی افتادہ
است ہمائے امتیازش باسم ولایت کہ جلال حقیقی ہست واکشادہ در آئینۂ انوار
ولایت صورت جذبہ یعنی قدرت جلال مضمر ست بے توہم موہومی و در لسخۂ آثار نبوت
معنی دعوت یعنی عرض جلال مستتر بے شائبہ معدودی مختص است و نبوت با مور
دعوت خلق نسبت انشاء ولایت دارد شاہد اقتدار ولایت ہرگاہ خلوت تفویض
ہدایت میپوشد سر از جیب نبوت بر سے آردپس ولایت را در حالت اخفائے
جمال لفظ معنی نبوت تصور کردنست و نبوت را در معرض جلال بچنان عرض
جوہر ولایت بخیال آوردن تصرف این دو کیفیت برنگ صورت و معنی الانزال
در مزاج اعیان سارلیست و قدرت این دو موج چون حقیقت روز و شب بے تعطیل
و توقف در محیط امکان جاری ازین دفتر بغور ہر نقطہ کہ پرداز سواد اعظمے ست
دقیق و ازین ساغر بکنہ ہر قطرہ کہ وارسند محیط بے تعینیست عمیق در دبستان تحقیق
بے تامل مطلع و مقطع جہل و آگاہی سواد خط پرکار روشن است و در دستگاہ تفتیر
بے ملاحظہ اثبات ورد رنگ صفا مضمون نابینکس مشتہر ہیں۔

حق سبحانہ خدائے وحدہ لا شریک کا کمال کہ جمال کی حقیقت کا جامع ہے مجاز کی جگہ یا مجاز
کے گھر (دنیا) مین جو کچھ ظہور کے نقشے تک پہنچا ہے یعنی جو شے ظاہر ہوئی ہے غلبۂ
وحدت کے اقتضاء سے دونو صفات ظاہر و باطن سے (وہ کمال) ایک خاص نام
کیساتھ ممتاز ہوا ہے یعنی جس مرتبہ میں کہ ہدایت کا فروغ اعیان دنیا کے انتظام
مین مشغول ہوا ہے آثار قدرت کے جوہر شناس (خدا) نے نبوت کے اعتبار سے
جو جمال معنوی ہے اسکو جمال کے نام سے موسوم کیا اور جس مقام پر قدردانی کا لمعہ
باوجود استعداد ہدایت بے تعینی کے پڑا ہے اسکے امتیاز کا سمجھنے ولایت کے نام سے
جو جلال حقیقی ہے کہاگیا ہے یعنی نبوت سراسر جمال اور ولایت سراسر بے تعین
جلال ہے انوار ولایت کے آئینے مین بغیر توہم کسی موہوم کے جذبہ کی صورت معنی

حل - نزاکت کی شوخی اگرچہ پردہ صفائی کی پردہ دار تھی یعنی اس آئینہ یا تلوار کی صفائی
کو چھپا رکھا تھا جب یا جوہر مثل سارا رنگ کی پردہ دار ہو گئی یعنی پہلے تو صفائی کو چھپاتی تھی
اب وہی شوخی خود رنگ کو چھپانے لگی جب صیقل کرتے ہیں تو پہلے رنگ نمودار ہوتا ہے پھر
صفائی آنے پر زائل ہو جاتا ہے -

دیدہ پوشیدن با خود داشت سیر وحدتے — تا مژہ وا کرد کثرت خانۂ نیرنگ شد

حل - بند کی ہوئی آنکھوں میں وحدت کی سیر کرتی تھیں پلکوں کے کھولتے ہی کثرت کا نیرنگ
خانہ بن گئیں -

پر افشانی نہ تنہا بیضہ تنگی میکند — بال و پر هم از ہجوم بیضہ خود را تنگ شد

حل - پر افشانی بیضہ ہی تنگی نہیں کرتا یعنی انڈا (قید یا وحدت الوجود) کے باعث
پر اپنے اور پر افشانی کم ہے بلکہ بیضہ کے ہجوم (وحدت الوجود) سے بال و پر (کثرت) بھی
تنگ ہے یعنی یہ ہر دو وحدت ہی وحدت ہے اس میں کثرت کی گنجائش نہیں -

ظاہر اینجا باطن است و باطن اینجا ظاہر است — ہوش حیران گردم و فہم معنی دنگ شد

حل - یہاں ظاہر (یعنی) باطن اور باطن یہیں ظاہر ہے یعنی دونوں ایک میں (ہو الظاہر
ہو الباطن) پس میں حیران ہو رہا ہوں کہ معنی سمجھنے میں ہوش آیوں دنگ (حیران) ہے -

ہیچ شوخی در رہ جولان این معنی نبود — کوشش ما پای در دامن کشید و لنگ شد

حل - اس معنی کی دوڑ دھوپ میں کوئی شوخی حائل نہ تھی خود ہماری کوشش نے دامن میں
پاؤں کھینچا اور لنگڑی ہو گئی یعنی ہماری جانب سے ہی نہیں ہوتی ورنہ واجب الوجود تو
ہر شے میں جولان اور رنگ گیر رہا ہے کبھی قید نہیں ہے -

از کجا وہم دو رنگی بفتد تحقیق رنگم — حسن بی رنگ و من تمثیل آئینہ چو رنگم

حل - دو رنگی کا وہم کہاں سے ہے میں تو پانی میں چھپی ہوئی جھلک ہوں جو پانی میں
مگر ہر رنگ اور رنگت ہو گئی ہے حسن محبوب حقیقی بے رنگ ہے اور میں تمثیل یا خود میں
آئینہ لئے ہوئے ہوں کہ اس میں آپ کے رنگ جمال کا عکس نظر آئیگا -

شوخیم جز عرق شرم در این باغ چہ دارد — ہیچ گل شبنم گل حیرت چمن آئینہ رنگم

حل - اس باغ میں میری شوخی بجز عرق شرم کے کیا شے رکھتی ہے میں شبنم کی مانند ایک
پھول ہوں جس کا چمن آئینہ اور رنگ حیرت ہے یعنی میں ہمہ تن حیرت ہوں - حیرت چمن

اور آئینہ رنگ دونوں کی صفتیں ہیں ناظرین غور سے سمجھیں۔

تہمت آلودہ ہوسہای دوئی نیستیم — عکس او گفتم از آئینہ زدودند چو زنگم

حل۔ دوئی کی ہوسیں جو تہمت آلودہ ہیں وہ ہم نہیں ہیں۔ میں نے اپنے کو آسکا (معشوق حقیقی) کا عکس کہا تھا اس تہمت لگانے کے جرم میں خود مجھی کو زنگ کی طرح آئینے سے چھیل ڈالا کیونکہ معشوق کے جمال وحدت میں عکس کی دوئی کہاں (عکس او گفتم یعنی خود را عکس او گفتہ بودم)

شیشہ بر سنگ زدم لیک ز سنگینیِ غفلت — چشم نگشود درین بزم رگ خواب برنگم

حل۔ میں نے اپنا شیشۂ دل پتھر پر مارا کہ شاید اسکی آواز سنکر میری غفلت بیدار ہو لیکن غفلت تو ایسی سنگین تھی کہ اس محفل میں اسکی رگ خواب نے میرے رنگ (حالت) کو آنکھ کھولکر بھی نہ دیکھا۔

ز بیابان بچہ تدبیر شوم رام تسلی — ہست ہر ذرہ جنون چشمکی از داغ پلنگم

حل۔ میں اس بیابان میں کس تدبیر سے تسلی کا مطیع ہوں کیونکہ ہر ذرہ میرے حق میں داغ پلنگ کے جنون چشمک (صفت مرکب) بنا ہوا ہے (داغ پلنگ میں وحشت ہوتی ہے) مطلب یہ ہے کہ بیابان کے ہر ذرہ نے داغ پلنگ سے وحشت اخذ کی ہے اور وہ جنون کی چشمک زنی کر رہا ہے یعنی جنون کیلئے مجھے ابھار رہا ہے پلنگم کے میم متکلم کے معنی (میرے لئے یا میرے حق میں) ہیں۔

طرفہ از شوق نہ بستم چہ بدنیا چہ بعقبیٰ — بجہان دگر افگند فشارِ دل تنگم

حل۔ نہ مجھے دنیا کا شوق ہوا نہ عقبیٰ کا۔ دل تنگ کے فشار نے مجھے ایک دوسرے عالم (رضاء محبت محبوب لم یزل) میں پھینکدیا۔ یعنی دنیا و عقبیٰ دونوں کی محبت سے میرا دل تنگ آگیا تھا فشار کا کام مجتمع کرنا ہے مگر یہاں فشار نے دوسرے عالم میں پھینکدیا۔ بیدل کے کلام کی شوخی سبحان اللہ۔

نتوان کرد باین عجز نگہ صید تحیر — جوہر آئینہ دارد پر پرواز خدنگم

حل۔ میں اس عاجزی کے ساتھ بجز حیرت کے کسی شے کو شکار نہیں کر سکتا میرے تیر کے پرواز کا پر آئینہ کا جوہر رکھتا ہے جس میں حیرت ہوتی ہے۔

دیر ہست تا نشوم منفعل ساز فشردن — چو نفس کاش بیائیکہ عنان نیست بلنگم

حل :- تاکہ تیری راہ مین قدم جانے کی طیاری کا مشغول نہون - سانس کی طرح جسکے پاؤن مین بانگ (طاقت رفتار) نہین لنگڑا ہون یعنی جسطرح میری سانس چلنے سے عاجز ہے اسیطرح پاؤن بھی عاجز ہے پس مین قدم جانے سے مشغول ہون کاش یعنی کش -

عالمے شد چو سحر پے سپر و بیخود من
دامن ناز کہ دارد شکن آرائی رنگم

حل :- ایک عالم صبح کیطرح جارہا ہے اور مین بیخود ہون - دامن ناز کس کے پاس ہے مین تو ہمہ تن اپنے رنگ کی شکن آرائی بنا ہوا ہون یعنی رنگ میں بھی مین شکنین ڈالتا ہون کہ وہ شکر گذار ہے تو دامن کہان سے آئے -

نے نیاز ہم ز صنمخانۂ نیرنگ دو عالم
کلک تصویر توام در بن ہر موست فرنگم

حل :- مین نیرنگ دو عالم کے صنمخانہ سے بے پروا ہون یعنی اسپر فریفتہ نہین ہوتا مین تو تیری تصویر کا موقلم ہون جسکے ہر مو مین ملک فرنگ موجود ہے - اہل فرنگ نے تصویر مین بڑا اختراع کیا ہے گویا بال کی کہال نکالی ہے -

شور موج خطر افسانۂ تشویش کہ دارد
عافیت زورقی آراستہ در کام نہنگم

حل :- موج خطر کا شور اور تشویش کا افسانہ کون رکہتا ہے یعنی موج کے خوف کو ناحق کہتا چلاتا ہے میری کشتی تو عافیت نے نہنگ کے منہ مین آراستہ کر رکہی ہے یعنی مین خود اپنی ہلاکت چاہتا ہون تو موج کا کیا غم -

حیرت شمع بیطاقتی شمع تحیر
بیدل آئینۂ صد رنگ شتابست درنگم

حل :- حیرت شمع کی تحمل بیطاقتی کو کھینچ رہی ہے یعنی شمع ہر وقت اپنی بیطاقتی سے حیرت مین ہے اے بیدل میری درنگ سو طرح کی شتاب کا آئینہ ہے جس طرح شمع بظاہر ٹھیری ہوئی ہے مگر حقیقت مین روان ہے اسیطرح مین تحیر کی حالت مین روان ہون -

تو کریم مطلق و من گدا چہ کنی جز اینکہ نخوانیم
در دیگرے بنما کہ من بکجا روم چو برانیم

حل :- اے خدا تو کریم مطلق ہے اور مین گدا ہون تجھ بلانے کے سوا تو کچھ نہین کر سکتا کوئی دوسرا گھر دکھا - اگر تو مجھے اپنے دروازے سے نکالے تو مین کہان جاؤن -

آنے والا ہی آداب ہے اور سرکشی کے جھکنے کے فال مارنا ہی محراب عبادت ہے
جسے غفلت سے بہشت کو اپنے اوپر جہنم کر دیا ہے ۔ اگر دل گناہ کی شرم سے
پانی ہو جائے تو گوہر بنجائے ۔

نکتہ ۔ آدمی نہایت افسون امل در جمیع احوال دشمن آسایش خود است اگر در منزل
است فضولی ہوائی سفرش بہ بیابان مرگ دوری وطن میدارد و اگر در سفر است خار خار
سودای وطن دامنش نمی گذارد نہ در صورت سفر بہرہ یاب کیفیت سفر است و نہ در معنی
وطن با خبر از جمعیت وطن ۔ عالمی در تلاش بیحاصلی نفس گداختہ و میگدازد ۔ خلقی
بتردد بیفائدہ رنگ ہستی باختہ و میبازد ۔ نقد عافیت مفت قدر دانی کہ ہر جا جای
گرم کرد از منتقلات ذوق وطن شمرد و ہر کجا پہلو گذاشت قدم خورسندی بمسکن
مالوف افشرد ۔

حل ۔ آدمی افسون امید کی وجہ سے تمام حالتوں میں اپنی آسایش کا دشمن ہے اگر
منزل میں ہے دوری وطن کی مرگ کا بیابان رکھتی ہے یعنی اس بات پر مرتا ہے کہ کسی
طرح وطن میں جاؤں اور اگر سفر میں ہے جب بھی سودا سے محبت وطن کا خار خار
اسکا دامن نہیں چھوڑتا ۔ نہ سفر میں کیفیت سفر کا بہرہ یاب ہے نہ وطن میں جمعیت
(اطمینان) وطن سے باخبر ہے ۔ ایک عالم فضول تلاش میں اپنی سانس کو گداز رہا ہے
اور ایک مخلوق بیفائدہ تردد میں ہستی کا رنگ کھیل رہی ہے ۔ ایک قدر دان جہاں کہیں
جگہ گرم کرے یعنی مقیم ہو نقد عافیت کو جو مفت ملا ہے ذوق وطن کے منتقلات سے
گنے اور جہاں کہیں پہلو چھوڑ دے (قیام کرے) خوشی کا قدم مسکن مالوف
(عالم بقا) میں جمائے ۔

مقصد آرام است ای کوشش مکن آزار ما ۔۔۔ بیدماغان طلب را جادہ ہم سر منزل است

حل ۔ ہمارا مقصد تو محض آرام ہے اے کوشش ہمکو تکلیف نہ دے ۔ جو لوگ طلب سے بے
دماغ (نا آشنا) ہیں انکے لئے راستہ بھی سر منزل ہے ۔

شعلہ کاران را بخاکستر قناعت کردن است ۔۔۔ ہر کجا عشق است ما را سوختن ہم حاصل است

حل ۔ جو لوگ شعلہ کار (محبت میں جلے ہوئے) ہیں انکو خاکستر پر قناعت کرنا لازم ہے
جسکا کسان عشق ہے اسکا حاصل جلنا ہے ۔

حل - حرص اور کوشش کے سوا دو وادی مین کونسی امید پیدا کرون یعنی مجھے
دنیا سے کسی قسم کی آرزو نہین آسمان ایک اطلس لائے تاکہ اسکی جھول بناکر گدھے
کی پیٹھ پر ڈالون میری امید کا محل تو اس سے اعلیٰ وارفع ہے۔

اگرم دہد طلب وفا بہ بنای داغ محبت رضا — دو جہان بآتش دل گدازم و طرح یک جگر افگنم

حل - اگر تیرے داغ کی بنیاد پر رضاء الٰہی مجھے وفا کی طلب دے کہ مین اپنی وفاداری
پوری کرون تو دو جہان کو دل کی آگ مین گلا دون اور اُس سے ایک جگر کی بنیاد ڈالون
یعنی تیرا داغ غم مجھے اسقدر عزیز ہے۔

نتوان شدن بوفا قرین مگر از سجود ادب کمین — چو سرشک پا کشم از جبین کہ بپای نگہ گزر افگنم

حل - بجز سجدے کے جو ادب کمین ہے یعنی جسکی گھات مین ادب لگا ہوا ہے قرین
وفا ہونا ممکن نہین تاکہ پیشانی آنسوؤن کیطرح پاؤن نکالے تاکہ معشوق کی نگاہ پر
گزر ڈالون (داخل ہون) یعنی جسطرح سرشک ادب کے ساتھ چلتا ہے اسی
طرح میری پیشانی پاؤن نکالکر چلے۔

الم یکہ بر جگر آورم بکجا ز سینہ بر آورم — کہ بکوہ اگر گزر آورم بصدایش از کمر افگنم

حل - جو الم کہ جگر پر لاؤن اُسکو سینہ سے کہان نکالون کیونکہ اگر پہاڑ پر بھی اسکی
گزر لاؤن تو اسکی صدا سے پہاڑ کو کمر سے گرا دون یعنی پہاڑ کی کمر ٹوٹ جائے۔

چہ قدر بعرصۂ آب و گل کشدم خجالت ہوس جگر — شرر از گرد شکست دل بہم آورم سپر افگنم

حل - آب و گل (دنیا) کے میدان مین ہوس کی جنگ مجھے کہانتک شرمندہ کریگی۔
دل سے شکست پانے یا اُسکے ریزہ ریزہ ہوجانے سے جو گرد پیدا ہوا اس سے پلکون
کو بند کرون اور ڈھال پھینکدون۔ قاعدہ ہے کہ گرد سے پلکین جھپک جاتی ہین۔

برہی کہ محمل نیک و بد ہوس سجود تو میکند — سر خود بلغزش از رہ پا خورد چو بپیش پا نظر افگنم

حل - جس راہ مین نیک و بد (ہر شخص) کا محمل تجھے سجدہ کرنے کی ہوس کرتا ہے وہان
میری یہ کیفیت ہے کہ اگر مین سرکو پیش نظر اٹھاتا ہون تو سر پاؤن سے ٹھوکر کھاتا ہے یعنی
پاؤن خفا ہوتی ہین کہ سر پیش پا کیون ڈالا۔

چو سحاب شبنم از تری بہوا نشستہ منصب مے کشی — مگر انفعال بسر کشی بزند کہ سپر افگنم

حل - مین منصب شرابخواری (عیش دنیا) کی ہوا مین اوڑ رہا ہون چھینٹے تری کی

ز خیال او تہ پیمانہ ام قدح بہار شکستہ ام — خوش است آنکہ سیر پری کنی ز طلسم شیشہ نمائیم

حل - جیسے خیال معشوق کے باعث میں نے آنکھ بند کرلی ہے بہار کا پیالہ توڑ ڈالا ہے
سیر گل کو ہیچ سمجھا ہے اے مخاطب تیرے حق میں بھی اچھا ہے کہ میرے طلسم شیشہ
نمائی سے پری کی سیر کرے - یعنی میرا خیال ایک شیشہ نما طلسم ہے جس میں پری
قید کی گئی ہے تو اس طلسم سے پری کو دیکھ نظر بندوں اور بازیگروں کا ایک گروہ ہے
جو شیشہ بازی کا تماشا دکھاتا ہے -

ہوسم ز نالۂ بی اثر چہ مدعا شکند نظر — نہ ہما استخوان ملو نگہ نشان تیر ہوائیم

حل - میرا نالہ بے اثر ہے کسی نشانے پر نہیں لگتا میری ہوس کس مدعا کی نظر
توڑ سے - اب میری اس تیر ہوائی (نالہ) کے نشانہ کیلئے نہ ہمائی استخوان کہ
پھر بھی بے اثر ہی رہیگا کیونکہ استخوان پر تیر اثر نکریگا مطلب یہ ہے کہ میرا نالہ بلند تو
ہو جاتا ہے مگر بے اثر ہے -

نہ نشیمنی کہ کنم مکان نہ پری کہ پریدم از میان — نکنی بعشوۂ امتحان ستم آشیان رہائیم

حل - نہ تو میرے لئے کوئی نشیمن ہے جسکو اپنا مکان بناؤں نہ پر ہے کہ درمیان
سے اڑ جاؤں اے مخاطب تو عشوۂ امتحان سے مجھے رہائی کا ستم آشیان نہ بنا
یعنی رہا کر دینے سے میرے اڑنے کا امتحان کرنا مجھے ستم کے آشیان میں
قید کرنا ہے کیونکہ مجھسے نہ اوڑا جاتا ہے نہ میرے نشیمن کو کہیں جگہ ہے (ستم
آشیان رہائیم) نکنی کا مفعول ہے -

بکجا است رفتن و آمدن کہ بغربتم کشد از وطن — ز فسون صنعت وہم و ظن ہوس جدائی آزمائیم

حل - آنا اور جانا کہاں ہے کہ مجھے وطن سے غربت میں کھینچے میں اپنے وہم و گمان
کے فسون صنعت سے جدائی کا ہوس آزما ہوں یعنی جدائی کی مجھکو ہوس ہے
میں تو بہت چاہتا ہوں کہ کسی طرح وطن سے نکلوں لیکن نہ جانے کی
طاقت ہے نہ آنے کی -

بجہان نرسیدہ ام ز ہزار پردہ رسیدہ ام — ثمر نہال حقیقتم چمن بہار خدائیم

حل - میں ہزار پردوں سے آگاہ ہوں تب جلوہ کے جہان میں پہنچا ہوں - میں
حقیقت الہی کے نہال کا ثمر اور بہار خدائی کا چمن ہوں (وحدت الوجود [illegible]

باری کا عالم اجمالی و تفصیلی ہے

سر کعبہ گہہ فسون بتان دل برہمن ہمہ جوش خون ۔۔ مگر ز سیر جنون من کہ قیامت است بہم چہا علم

حل ۔ کعبہ کے سر میں برہمن فسون عشق ہے اور بتخانہ کا دل برہمن کے قیامتوں کا جوش خون ہے
اے مخاطب تو میرے جنون کی سیر سے نگذر یعنی فراموش نہ کر کیونکہ میں ہمہ جائی قیامت
ہوں جس نے عالم امکان پر قیامت برپا کر رکھی ہے

بہ نگاہ حیرت کاملم بخیال عقدۂ مشکلم ۔۔ ز جہان قدرت بیدلم نہ زمینیم نہ سمائیم

حل ۔ میں لوگوں کی نگاہ میں کامل حیرت ہوں اور خیال میں عقدۂ مشکل ہوں میں تو
قدرت بیدل کے جہان سے ہوں نہ زمینی ہوں نہ آسمانی (حقیقت واجب الوجود ہوں)

نکتہ ۔ تحریر و تقریر مراتب اکثر موافق فطرت عوام است نہ مطابق ہمت خواص معنی فہم
کہ خواص را بے تکلف الفاظ معنی ہا منظور است و عوام باوجود ایضاح بیان در فہم عبارت
نیز معذور ۔ رتبۂ کلام تا بحضیض نقصان نرسد طبع عوام را از جہل مطلق نرہاند و پرتو آفتاب
تا جبہہ بخاک نمالد زنگ از طبیعت سایہ مرتفع نگرداند ۔ اگر حسن تحقیق بکمال ذاتی جلوہ
نماید بر ضعیف نگاہان انجمن تصور ظلم است و اگر جمال معنی از کثیف اصلی رنگ نگرداند بر
لفظ آشنایان عالم صورت ستم ۔ دریں صورت عالم بدرسۂ حال ابجد سنان قیل و
قال منزہ باید فہمید و رموز خلو نگردد یقین از حرف و صورت تخیل وہم و گمان
مبرا باید اندیشید ۔

حل ۔ تحریر اور تقریر اکثر مرتبے عوام کی فطرت کے موافق ہے نہ کہ ان خواص کے مطابق
جو معنی شناس ہیں کیونکہ خواص بدون تکلیف کے الفاظ کے معانی دیکھتے ہیں اور
عوام باوجود واضح کر دینے بیان کے عبارت کے سمجھنے سے معذور ہیں ۔ کلام کا مرتبہ
جب تک نقصان کی پستی میں نہ پہنچے عوام کی طبیعت کو جہل مرکب سے نہ چھوڑائیگا اور آفتاب
کا عکس جبتک خاک پر ماتھا نہ گھسے سایہ کی طبیعت سے زنگ (تاریکی) دور نکریگا
اگر حسن تحقیق ٹھیک اپنے کمال ذاتی سے جلوہ دکھائے تو انجمن تصور کی ضعیف نگاہوں
پر ظلم ہے (کیونکہ وہ اس جلوہ کے دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے) اور اگر جمال معنی
اپنی اصلی کیفیت سے رنگ کو نہ پھیرے تو عالم صورت کے لفظ آشناؤں پر ستم ہے
(کیونکہ انہیں معنی کے سمجھنے کی طاقت نہیں) اس صورت میں عارفوں کے مدرسۂ حال

گو ناقب قیل و قال ابجد سے پاک اور غلو نکردہ یقین کی رموز کو محفل و ہم گمان
(اہل دنیا) کے حرف و صوت سے مبرا سمجھنا چاہئے۔

یہان ہم است کز عرض فریب زشت انجا نگاہ بوالہوس اغیار عاشق یار می بیند

حل۔ یہی محفل (امکان) ہے کہ یہان خوب و زشت کے فریب سے عاشق کے
اغیار کو بوالہوس کی نگاہ یار دیکھتی ہے یعنی اغیار کو یار سمجھتی ہے حالانکہ ما سوا
اللہ سب عاشق کے غیر (رقیب) ہین اغیار عاشق بیند کا مفعول اول یار
مفعول ثانی اور نگاہ بوالہوس فاعل ہے۔

یہان آبِ گہر ہم می طراوت مایہ گلہا چو بر آئینہ باشد کلفت زنگار می بیند
حل۔ وہی پانی جو پھولون کیلئے مایہ طراوت ہے جب آئینہ پر ہوگا تو آئینہ اس سے زنگ
کی کلفت دیکھیگا۔ بیند کا فاعل آئینہ ہے۔

دل ہر قطرہ گرداب است غواص حقیقت را تامل در تہ ہر مو گرہ صد بار می بیند
حل۔ ہر قطرہ کا دل غواص حقیقت (عارفوں) کے لئے ایک گرداب ہے جس سے وہ حقیقت
کے موتی نکالتا ہے یہان تامل ہر بن مو بین سو بار گرہ دیکھتا ہے یعنی رموز حقیقت
سے واقف ہونا مشکل ہے۔

صدا را کوہ ہم دشت است جولانگاہ آزادی سرِ شک از نا رسائی دشت را کہسار می بیند
حل۔ پہاڑ کتنا اونچا ہے مگر وہ آواز کیلئے جولانگاہ آزادی کا دشت ہے کیونکہ آواز
پہاڑ پر دوڑ جاتی ہے اور سرشک جو نارسا ہے دشت کو بھی پہاڑ جانتا ہے کیونکہ آنسو
نہ دوڑ سکتا ہے نہ بلندی پر چڑھ سکتا ہے۔

حقیقت سطر بیرنگی است کز نقص و کمال خود یکے اسرار می خواند یکے اظہار می بیند
حل۔ حقیقت الہی مین فی حد ذاتہ کوئی رنگ نہین وہ بیرنگی کی سطر ہے کیونکہ اپنے
نقص و کمال کے موافق کوی اسرار سمجھتا ہے اور کوئی عین اظہار جانتا ہے پہلا مرتبہ
ناقص کا اور دوسرا مرتبہ عارف کا ہے۔

یکے را از تپیدن بوی وحشت ہم نمی آید یکے در نقش پا ہم صورت رفتار می بیند
حل۔ ایک کو کسیکے تڑپنے مین بھی وحشت کی بو نہین آتی ایک نقوش پا ہم کو یہ سمجھتا
ہے کہ گرم رفتار ہین۔

تفاوت گر نباشد مقتضای ساز فطرت ہا — چرا شکل دو پیکر چشم احول چار می بیند

حل - اگر سامان فطرت تفاوت کا مقتضی نہو تو بھینگے کی آنکھ کیون دو پیکر شکل کو چار دیکھتی ہے -

نفس تا دل خط الفت پرستیہاست عاشق را — برہمن جادہ تا منزل ہمان زنار می بیند

حل - عاشق کے لئے سانس دل تک الفت پرستیون کا خط (دستاویز) ہے برہمن اپنا راستہ منزل تک وہی زنار دیکھتا ہے - یعنی اسی راستے (زنار) سے منزل مقصود تک پہنچتا ہے -

تو ہم سامان حیرت کن کہ در وحشت گہ فرصت — خیال آئینہ ہا می آرد و دیدار می بیند

حل - تو بھی حیرت کا سامان پیدا کر کہ فرصت کی وحشتگاہ مین خیال طرح طرح کے آئینے لاتا ہے اور دیدار دیکھتا ہے کیونکہ عاشق کو فرصت کہان اسکو تو فرصت سے وحشت ہوتی ہے پس حیرت کا پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ وحشت بہاگ جائے حیرت سکون چاہتی ہے -

نگاہ شوق پیدا کن تماشا ہا تماشا کن — دو عالم جلوہ است و اثر دشوار می بیند

حل - شوق کی نگاہ پیدا کر اور تماشون کا تماشا کر یعنی دیکھ - دو عالم محبوب حقیقی کا جلوہ ہے مگر جسپر جلوے کا اثر نہین اسکو مشکل نظر آتی ہے -

نکتہ - حسن اگر بستائش آئینہ پردازد در خور جلوۂ خودش باید ستود معنی چون بتوصیف لفظ کوشد سامان رنگینی بہار خود خواہد نمود ننگ توجہ کمال است بچہرۂ منظور کلفت نقصان جابر داشتن و شرم میدان آگاہی دامن مرغوب بخرامش تصور انباشتن ذرۂ موہوم در غبار ہستی جبہہ فرسا ہم ناپیدائی میشود گرمی نگاہ آفتابش آئینہ چشمک عروج زود و قطرۂ مردود در قعر ناکسی بہر شحنۂ تمیز نے پیوست برگزیدن اقبال محیطش کلاہ گوہر آرائی شکست پس ذرہ راکہ در آغوش پرتو آفتاب جا دہد کم از ماہش نباید شمردن و قطرۂ کہ محیط سامان بزرگی بخشد جز بدجلگی نام نتوان بردن -

حل - اگر حسن آئینہ کی تعریف کرے تو وہ آپ اپنے جلوے کی تعریف کرنیوالا ہوگا جسکا عکس آئینے مین پڑتا ہے اور معنی جب تعریف الفاظ کی کوشش کریگا تو اپنی ہی بہار کی رنگینی دکہائیگا کیونکہ معانی الفاظ ہی سے پیدا ہوتے ہین توجہ کمال کیلئے ننگ ہے چہرۂ

پھول کے پیدا نہیں ہو سکتی

قید کلفت برنتابد شبنم مہر آشنا — کیست منظور تو شد کز عالم استغنا نکرد

حل۔ شبنم جو آفتاب کی آشنا ہے قید کلفت کی متحمل نہیں یعنی آفتاب کی محبت میں معدوم ہو جاتی ہے سو جو در رہنا اسکے لئے کلفت ہے کون ہے جسنے تیرا منظور نظر ہو کر عالم سے استغنا نہیں کیا یعنی جسپر تیری نظر پڑیگی دنیا و فیہا سے مستغنی ہو جائیگا۔

ہمچنان در حسرت دیدار ہی بالد نگاہ — نالہ ام را جز ہوائی قامتت رعنا نکرد

حل۔ نگاہ حسرت دیدار میں بدستور بڑھ رہی ہے مگر دیدار نہیں ہوتا میرے نالہ کو بجز ہوائے قامت دیدار کے کسینے خوبصورت نہیں کیا۔ یعنی نالہ اگر دل سے نکلتا ہے تو صرف ہوائے قامت میں۔

غبار باشم بہر تپیدن ہزار بیداد می نگارم — بسر فرو رفتہ خامہ ہا ہنوز فریاد می نگارم

حل۔ میں لفظ فریاد ہزار مرتبہ لکھوں مگر ہر تڑپنے میں غبار ہونگا یعنی فریاد بے اثر ہے اور تڑپنا فضول ہے۔ میرا قلم سر میں گھسا ہوا ہے پھر بھی فریاد لکھ رہا ہوں یعنی قلم ساکت ہے اور میں فریاد لکھنا چاہتا ہوں۔

بکشمکش طالع آزمائی ندارم از جانکنی رہائی — قفای زانوی نارسائی دماغ فرہاد می نگارم

حل۔ میں طالع آزمائی کی کشمکش میں جانکنی سے رہائی نہیں رکھتا۔ یعنی چاہتا ہوں کہ جانکنی کروں مگر نہیں کر سکتا۔ اب نارسائی کے زانو کے پیچھے فرہاد کا دماغ لکھ رہا ہوں نیچے زانو کے پیچھے تختی وغیرہ رکھکر لکھنے کی مشق کرتے ہیں مجھ سے فرہاد کی طرح جانکنی تو نہ ہو سکی صرف فرہاد کا دماغ یعنی دماغ لکھ رہا ہوں یعنی خیالی جانکنی میں مصروف ہوں۔

اگر بسر شوق تار موی رسد ز نقاش آن نقشم — ز پردۂ دیدہ تا بمژگان حیرت آباد می نگارم

حل۔ اگر نقاش کے ذریعہ سے شوق کا نقشہ تار مو (مو قلم) کے سر شوق پر پہنچ جائے تو پھر دیکھو کہ پردۂ چشم سے لیکر مژگان تک کیا کیا حیرت آباد کی تصویر نقش کرتا ہوں مگر چونکہ دہن معدوم ہے لہذا نقشہ بھی معدوم ہے ورنہ میں دنیا کو حیرت کا تماشا دکھا دیتا۔ تار مو سے مراد مژگان ہے جو دوسرے مصرعہ میں مذکور ہے۔

ز سطر عنوان نحیف نالی بیاد مکتوب نو نہالی — ز آشیان شکستہ بالی پری بصیاد می نگارم

چمن کی سیر کر مطلب یہ ہے کہ کاروکا کاری زخم لگانے مین تامل نہ کر۔ ناظرین بہت غور سے سمجھین۔

پئے وہم ہرزہ عنان مرو بسراب بغرق گمان مشو ز شناگری گمان بر آ بخیال باطل حک زدن

حل۔ وہم کے پیچھے بیہودہ مت دوڑ۔ دہوکے سے گمان مین غرق مت ہو دریائے گمان کی شناوری یعنی خیال باطل کی حک کرنے کو جا۔ یعنی دنیا محض ایک شک اور دہوکا ہے اس سے نکل۔

عدد ای حسود جنون حسب کہ بحکم الٰہی ادب اثری کہ بیدل ما زند نبود کم ز کتک زدن

لغت۔ کتک بالضم لاٹھی یا سونٹا۔

حل۔ اے حاسد تو جنون حسب ہے یعنی تیرا حسب (نسل) ہی جنون ہے۔ بیدل ادب سے خبردار ہے وہ ادب اور تہذیب کے ساتھہ جو اثر ڈالیگا وہ تیرے حق مین سونٹا مارنے سے کم نہین۔

نکتہ۔ حکم الفقراء کنفس واحدۃ بمناسبت محرمیت کلی است یعنی حضور نشاء وحدت کہ دران مقام ساز اعتبار رنگ مغائرت نیافتہ است و توہم دوئی پردۂ یکتائی نشگافتہ بحسب لطافت آشنائی آن مرتبہ ہرگاہ بمبالغہ توصیف غیر ہم کوشیدہ اند فی الحقیقت خود را در نقاب اشارتش پوشیدہ اند۔ واگر تار الیش عبارتے پرداختہ اند جز طرح شہود معنی نینداختہ و بیگانگی طبایع عام از یکدیگر باعتبار تشخصات جزوی است یعنی امور عالم کثرت درین چار سو جز اجناس مخالفت اشکال و اقوال بر ہم نچیدہ اند غیر اسباب سود و زیان مفرض اظہار نرسیدہ لسبب کثافت نمائی این مواقع اگر ہمہ چشم بر صورت خود میکشا یند چون عکس آئینہ غیر از نقش دوئی مشاہدہ نمی نمایند و ہر چند سر بجیب خود فرو میبرند چون شعلہ قدم جز بکام اژدہا نمی سپرند اینجا متفق است کہ ناقص طبعان ولبتان کوفی از فہم کاہی در پیشگاہ الٰہی مجبور اند و پست فطرتان طبائع ادنی در درک حقایق اعلیٰ معذور۔ کیفیت معین از لطیف مطلق چہ نماید و رنگ مکدر از صفاء آئینہ چہ پردہ کشاید۔

حل۔ یہ حکم کہ فقراء نفس واحد کی مانند ہین کلی محرمیت مناسبت سے ہے (یعنی عارف دوسرے عارف کے حال کا محرم ہے (ولی را ولی میشناسد) مراد نشاء و

رطوبت - حرارت - یبوست سے نقوش چون و چرا کیلئے مستعد ہے - استعداد
کے درجات ذاتی شانون اور افعال و آثار صفات کے نشے سے ہیں -
ترقی و تنزل کے شمار کے مراتب ہین یعنی جسقدر استعداد ہوگی اسیقدر انسان
ترقی کریگا - اور ہمیشہ مدارج نقص و کمال کے پیش نظر ہین سب اختیار ہوگا - عالم کثرت
کے قیدیون یعنی گلستان ظہور کی شاخون کے دور و تسلسل کو جہان وحدت
کے آزادون کے ساتھ جو شعور کے پھل کی جڑین ہین حد درجہ کی جدائی ہین مناسبت
کا انقطاع ہے یعنی دنیادارون کو جہان وحدت کے آزادون (اہل اللہ) سے مطلق
مناسبت نہین ہوتی اور وادی آب و گل کے کثافت پرستو (دنیا دارون) کو گلشن
جان و دل (عرفان الہی) کے محرمان لطافت سے مواصلت کا نقصان نہایت بڑی
معرفتی اور ناشناسائی ہین ہے یعنی دنیا دار نہ اہل اللہ کو پہچان سکتے ہین نہ اُنسے
ملسکتے ہین - عالم حقائق ہین عوام کی جہالت نارسائی اور ناتوانی کے باعث سے ہے
اور کثرت کی وضع (طرز) سے خاصان وحدت کی بیگانگی ایک توجہ خاص کا اثر ہے نکہ
نادانی - یعنی خاصان وحدت اپنی توجہ بجانب کثرت مبذول نہین کرتے - اور یہ بات
پوشیدہ نہین کہ تنزل مراتب وحدت کا نام کثرت ہے اور وحدت حقیقت کثرت
کی معراج ہے اگر کوئی صدر نشین اپنی چوکہٹ کی جانب متوجہ نہو تو یہ بات اُسکے منصب
عزت کی بے پروائیون سے ہے اور جو شخص چوکہٹ پر مقیم ہے اگر وہ صدر سے دور ہے
تو اُسکی ہمت کی نارسائی اور اُسکی فطرت کا قصور ہے - جو گروہ کہ حقائق موجودات کا
محرم ہے وہ عین حقائق ہے اور جو گروہ کہ دنیا کی صورتون سے علاقہ رکہتے ہین وہ محض
صورت ہین - پس ہر فرد افراد دفتر الہی اور کونی سے آپ اپنے اسرار کا دریا ہے اپنے
اسرار پر پہیلا ہے وہ بغیر کی کُنہ تک اُسوقت پہنچے کہ اپنے آپ سے نکلے اور یہ کبھی
نہ ہوسکیگا کہ اپنے سے نکلکر دوسرے تک پہنچے (ورنہ وحدت وجود باطل ہوگی)

گر نزر نہفتہ پوشیدہ است اسرار گل   چون ہمی زر زر نہفت است گل و گل است

گل - اگرچہ شراب کے اسرار انگور نے جوش مارا ہے مگر جب تو غور سے دیکھیگا تو انگور
انگور ہے اور شراب شراب ہے -

در ہمہ راز لیشہ ہست ایجاد گل   ریشہ ایک ریشہ ہست و گل گل است

حل - اور اگرچہ پھول کی ایجاد ریشہ سے ہے لیکن ریشہ ریشہ ہی ہے اور پھول پھول ہے -

گرچہ اجزا غیر ہم گل کردہ اند ہیئت مجموعی اینہا گل است

حل - اگرچہ پھول میں ایسے اجزا نے ظہور کیا ہے جو ایک دوسرے کے غیر ہیں یعنی اُسی میں پتیاں اور پنکھڑیاں ہیں اور اُنہیں دانے بیج وغیرہ ہیں تاہم ان سب کی مجموعی ہیئت درحقیقت گل ہے -

ہیچکس محرم نوای غیر نیست ہر یکے در گلشن خود بلبل ست

حل - کوئی شخص غیر کا محرم نوا نہیں ہر شخص اپنے گلشن میں آپ بلبل ہے -

سخت بے پرواست حسن از یکدگر مدِّ ابرو بے نیاز از کاکل است

حل - حسن باہم ایک دوسرے سے بے پروا ہے - ابرو کا مد کاکل سے بے پروا یعنی ابرو میڑھی ہی خم ہے اور کاکل میں بھی مگر ابرو خم کے حاصل کرنے میں کاکل کی محتاج نہیں ہے

چہ وارد این گیر و دار ہستی کہ از صد نام و ننگ عرو [illegible] شکست آئینہ جمع کردن فریب تمثال از رنگ خوردن

حل - ہستی ناپائدار کی گیر و دار کیا شے رکھتی ہے یہی کہ سو نام و ننگ میں گلنا - یعنی برائے نام ہستی ہے مگر چونکہ فانی ہے لہذا باعث ننگ ہے اسکے سوا اور کیا شے رکھتی ہے آئینہ کی شکست (بے ثباتی) کا جمع کرنا اور تمثال رنگ کا فریب کھانا ہے - یعنی آئینہ بالآخر ٹوٹیگا اور اُسکو زنگ لگیگا پس اُس سے دل لگانا تمثال رنگ کے فریب میں آنا ہے -

خوش ست از ترک خودنمائی دو [illegible] زنگ ہوس برآئی بکسوت ریش روستائی زشانہ

حل - تیرے حق میں اچھا یہ ہے کہ خودنمائی کو چھوڑ کر ایک دم ہوس دنیا کی زنگ سے نکلے - دہقان کی ڈاڑھی پریشانہ سے تھپیڑ کھانا کب تک - یعنی کنگھی سے ڈاڑھی کی آرائش میں کبتک مصروف رہیگا -

شرر تا سر زخود برآرد نہ روز بیند نہ شب شمارد دماغ کم فرصتان ندارم شتاب دور رنگ خوردن

حل - شعلہ تاکہ اپنے سے سر نکالے یعنی فنا ہو جاے نہ دن دیکھتا ہے نہ رات گنتا ہے وجہ یہ ہے کہ کم فرصتون کا دماغ جلد اور دیر کا غم نہیں رکھتا یعنی فوراً فنا کی منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ فنا ہونے میں ہستی تمثال شعلہ کی سی ہے جسے مطلق مہلت نہیں -

گم تلاش ہوس شد قدم عجز طلب فرسودہم بکعبۂ امن راہ بردم ز تیشہ بر پای لنگ خوردن

حل - میرے تلاش ہوس کا گم ہو جانا گننا - یعنی تلاش ہوس کی گم (معدوم) کیا اور عجز
نے قدم گھسا یا یعنی طلب کو عاجز کر دیا یا مین طلب کرنے سے عاجز ہو گیا - لنگڑے پاؤن
پر تیشہ مارنے سے کعبۂ امن کی جانب راہ لگیا یعنی جب لنگڑے پاؤن نے چلنے مین ترقی کیا
تو اسکا علاج یون کیا کہ تیشہ ماردیا چلنے سے چھٹی ہوئی - یعنی عاجز ہو جانا ہی منزل مقصود پر پہنچ جانا ہے

دامان از شما تو دور شما نیست

طمع بہر جا فشرد دندان ز آفتش نیست باک چندان باشتہای غرض پسندان زبان ندارد تفنگ خوردن

حل - طمع جہان کہین اپنا قدم جماتی ہے اسکو آفت سے چندان خوف نہین رہتا یعنی طمع
کیلئے خوف ضرور ہے - ان لوگون کی خواہش سے جو غرض پسند ہین یعنی لوگون کی غرض
مندی (سوال) کو پسند کرتے ہین زبان بندوق کی گولی کہانا (سوال کرنا) پسند
نہین کرتی - یعنی اہل دنیا کے سامنے عرض معروض کرنا زبان کیلئے بندوق کی گولی کہانا ہے -

اگر جہان جملہ لقمہ زاید ز فکر جوع تو بر نیاید مگر چو آماج لب کشاید بر عضو عضوت خدنگ خوردن

حل - اگر جہان تجہکو لقمہ پیدا کرے مگر تیری بہوک کی فکر سے ہرگز خلاص نہ پائیگا - ہان
اسصورت مین کہ تیرا ہر عضو نشانہ کیطرح تیر کہانے کو منہہ کہولے - یعنی تیرون کہانے سے البتہ
تیری بہوک بھر سکتی ہے -

چہ بافت تدبیر فکر خامت خمار حسرت رود ز جامت کہ در نگین ہم بقدر نامت فزود خمیازہ سنگ خوردن

حل - تیرے فکر کی تدبیر سے حسرت کا خمار کیونکر تیرے جام حرص سے جائے کہ
نگین مین بہی تیرے نام کے موافق پتھر کہانیکا خمیازہ بڑھ گیا ہے - نگین اکثر مدور بیضوی
شکل ہوتا ہے جو خمیازہ کی شکل ہے اور وہ کہودا جاتا ہے اور کہودنا ہی گویا کہانا ہے -
گویا تیرے نام مین بہی اسقدر حرص ہے کہ پتھر کہا رہا ہے - نگین پر نام کہودتے ہین جسقدر
پتھر کہودا جاتا ہے گویا تیرا نام اسکو کہا جاتا ہے -

بمذہب مالک ... فتوی آن نگاہ قاتل بحل گرفتند خون بیدل چو دین فرنگ می خوردن

حل - آخر کار فقہ مالکی کے مذہب اور اس نگاہ قاتل کے فتوے سے بیدل کا خون مباح
ہو گیا جیسے دین فرنگ مین شراب خوری مباح اور معاف ہے -

نگاشتای ایمن در مژگان فراز کن زخستان عافیت فارغ گیر و ناز کن

حل۔ چمن عرفان الٰہی کے تماشا کیلئے پلکوں کا دروازہ بند کر۔ یعنی آنکھیں بند کرکے مراقب ہو اور عافیت (اطمینان قلب) کے مینا سے ایک جام پی اور اپنے عیش پر ناز کر۔

مشکن جام آبرو بہ تپش سپاس آرزو   عرق احتیاج را مئے مینائے ناز کن

حل۔ آرزوؤں کی تپش سے آبرو کا جام مت توڑ اور چونکہ اہل احتیاج کو التجا کے وقت شرم آتی ہے لہذا عرق احتیاج کو اپنے شیشۂ ناز کی شراب بنا۔ یعنی اپنے کو محتاج بنا اور محتاج رہنے میں خوش رہو اور کسیکی التجا نہ اٹھا۔

مپسند اینقدر ستم کہ بجستجو شوی علم   گرہ دستۂ دل ز ہم مژہ بکشا و باز کن

حل۔ اپنے اوپر اتنا ظلم نہ کر کہ تو جستجو میں مشہور ہو جائے اور دستۂ دل میں جو گرہ پڑی ہوئی ہے اپنی پلکیں ایک دوسری سے جدا کرکے اُس گرہ کو کھول ڈال۔ یعنی تیرے مقصد میں گرہ نہیں بلکہ دستۂ دل میں گرہ ہے جب تو آنکھیں کھولیگا یعنی عرفان الٰہی پر تدبر و تفکر کریگا وہ گرہ خود کھلجائیگی۔

بچہ افسانہ مائلی کہ ز تحقیق غافلی   تو تماشا مقابلی ز خیال احتراز کن

حل۔ تو کونسے افسانہ پر مائل ہے کہ تحقیق سے اسقدر غافل ہے تو تماشا مقابل ہے (صفت مرکب) یعنی تماشائے قدرت تیرے سامنے ہے این و آن کے خیال سے احتراز کر۔

نہ ظہور ہست نے خفا نہ لقا نہ گرد فنا   بہ تخیل حقیقتے کہ نداری مجاز کن

حل۔ نہ کوئی شئے ظاہر ہے نہ پوشیدہ ہے نہ لقا ہے نہ فنا ہے تو جو حقیقت اپنے تخیل میں نہیں رکھتا اُسکو مجاز قرار دے لے۔ یعنی اصل حقیقت وجود تو تجھے معلوم نہیں پس مجاز پر اکتفا کر کیونکہ عالم شہود فقط مجاز ہے نہ کہ حقیقت۔

چو غبار شکستہ در سر راہت نشستہ ام   قدمے بہ زمین گذار و مرا سرفراز کن

حل۔ میں ٹوٹے ہوئے غبار کی طرح تیرے سر راہ میں بیٹھا ہوں ایک قدم زمین پر رکھ اور مجھے سربلند کر۔ غبار سے مراد ہے کہ قدم رکھنے یا ٹھوکر مارنے سے غبار بلند ہو جاتا ہے۔

بہ ادائے تکلمے بہ فسون تبسمے   شکرے را قوام دہ نمکے را گداز کن

حل۔ ایک تکلم کی ادا اور ایک تبسم کے فسون سے شکر کو قوام دے اور نمک کو گداز کر۔ معشوق کے کلام میں شیرینی اور تبسم میں نمک ہوتا ہے۔

علاجش حرص یک قلم ز جہان آمده رنگ غم   ہمه خاک است آب ہم به تیمم نماز کن

حل ۔ حرص کی پیاس جہان سے بالکل غم کا رنگ تنک لیگئی (سب چوس گئی) ہم پانی بھی خاک ہوگیا ۔ اب تیمم سے نماز ادا کر۔

کوتہی اگر از عقده داری   حسرت از آرزو نمی چو شود پا دراز کن

حل ۔ اگر تو اپنے رشتہ کی گرہ دور کریگا تو اسمین کوتاہی نہ ہوگی (گرہ کھلجانے سے رشتہ بڑھ جاتا ہی) جب آرزو سے تیرا سر خالی ہو جائے یعنی دنیا و مافیہا کی کوئی آرزو نہ رہے تو پاؤن پھیلا یعنی ابدی آسایش مین رہ ۔

ز فسردن چو بگذری شود آئینه پری   دل سنگین گداز و کارگه شیشه ساز کن

حل ۔ جب تو افسردگی سے باہر نکل آئیگا تو پری کا آئینہ (وہ شیشہ جسمین عامل لوگ پری کو قید کرلیتے ہین) بنجائیگا ۔ اپنے سنگین (سخت) دل کو گلا اور آئینہ سازی کا کارخانہ قائم کر جسمین پریان (اسرار معرفت) قید ہو جائینگی ۔

بنشین بیدل از حیا پس زانوی خامشی   نفسی چند حرص را ز طلب بی نیاز کن

حل ۔ اسے بیدل حیا سے زانوے خاموشی کے پیچھے بیٹھ ۔ تھوڑی دیر حرص کو طلب سے بے پروا کر ۔

نکتہ ۔ طینت آدمی بحکم الناس نیام تخمیر سبات غفلت است و اطلاق بیداری بر حقیقت غنودن انجاسش آثار کذب و تہمت ۔ اینجا باشتر گان قدم لغزشے میسپرد آگاہی با بستر منزل بیخبری آسوده است و بازگاه آغوش تا تلے سے افشرد ۔ ہوشہا بمہد بیخودی غنوده ۔ پس در لباسیکه قافیه شعور باین تنگی است و ساز شهود باین غیبت آہنگی بصفت چشمے که بجہت منصوبه بیداری بردارد تا سرمایه تماشائے دارد ایگان در نبازد ۔ فرصت شناسان ذوق حضور را درین انجمن النیام جراحت دیده نا سخت اسلے است و پریشان ناکردن موئے مژگان صحب ما سے ۔

لغت ۔ نیام نائم کی جمع یعنی سونیوالے ۔ سبات بالضم نیند اور غفلت ۔

حل ۔ آدمی کی سرشت اس حکم کے لحاظ سے کہ لوگ سوتے ہین خواب غفلت کی خمیر کیگئی ہے یعنی غفلت ہی انسان کا خمیر ہے اور سونے کی حقیقت پر بیداری کا اطلاق جھوٹ اور تہمت ہے یہان قدم مژگان کو لغزش سونپتا ہے یعنی پلک

اٹھہ نہیں سکتی آگاہی (ادراک) بیخبری کی سر منزل پر سوتی ہے اور یہ مقام نگاہ تامل
کو آغوش میں دباتا ہے یعنی نگاہ کو دیکھنے میں تامل کرنا پڑتا ہے ہوش و حواس بیخودی
کے گہوارے میں سوئے ہوئے ہیں پس جس بساط میں قافیہ شعور کا اسقدر تنگ ہو اور
شہود کا ساز اسقدر غائبیت آہنگ ہے یعنی اسکی آواز غائب ہے کون مفت اپنی نظر بیداری
کے منظور نہیں اٹھاسکے تاکہ تماشا (نظارہ) جو سرمایہ (قوت بصارت) نہیں رکھتا
اسکو رائیگاں نثار دے۔ ذوق الہی کے فرصت شناسوں کے لئے ہیں انجمن میں
آنکھوں کے زخموں کا بھر جانا سخت تکلیف ہے اور موئے مژگان کا پریشان نکرنا سخت
ماتم ہے یعنی یہاں تو بیداری ہی بیداری ہے آنکھیں اور پلکیں بند نہیں ہوتیں کیونکہ ہمیشہ
کھلی رہتی ہیں پس عارفان الہی فرصت دیدار کو غنیمت سمجھتے ہیں انکے لئے سونا کہاں

سبکباری ہی است از آب دیدہ ترک سرگرانی کن   نگہ را از گہر روشن سواد جلوہ خوانی کن

حل) سبکباری آب دیدہ سے حاصل ہوتی ہے سرگرانی کو چھوڑ۔ نگاہ کو تھوڑی دیر
کیلئے دوست کے جلوؤں کی کتاب پڑھنے سے روشن سواد کر (قاعدہ ہے کہ جب شخص پر
پانی چھڑکا جاتا ہے تو نیند کی سرگرانی جاتی رہتی ہے۔

زندہ تاکی فسون خوابت پیش از مرگ در گورت   بہ بیداری علاج چشم زخم زندگانی کن

حل۔ خواب کا افسون کب تک تجھے پیش از مرگ زندہ در گور کریگا کیونکہ خواب بھی
اہل اللہ کے نزدیک ایک قسم کی موت ہے۔ زندگی کے چشم زخم (زخم چشم) کا علاج
بیداری سے کر۔

درون بیضہ جز افسردگی دیگر چہ پیدا شد   چمن با تحت پرواز ست سعی پر فشانی کن

حل۔ انڈے میں افسردگی کے سوا کیا ہوتا ہے چمن تیرے پرواز کے تحت میں ہے پروں
کو پھیلا کر اڑنے کی سعی کر یعنی غافل نہو اور چمن عرفان پر پرواز کر۔

نگارش مضمون دستگاہ بیان بفکر تحقیق خود افتادن است نہ از سرگرانیہائے بیخبری درد سر
زانو دادن۔ و مدعائے تامل بہ کنہ معنی وا رسیدن است نہ غبار مژگان بر سر بینش پاشیدن
معنئی آنکہ غور حقیقت اشیا است و حقیقت اشیا و بقدر عرض صورت چہرہ کشا۔ و درین تماشا
کدہ بمضمون تخیل خواب بر طبیعت نباید گماشت و بفریب تفکر دامن شہود از چنگ فرصت
نباید گذاشت جلوہ ہا بے نقاب را بخیال مشاہدہ نمودن از نازکیہائے محرومی نگاہ است

وا ز معنی کمشوف نمے تراشیدن دلیل وقتہا سے قدرت کوتاہ –

حل – سرگریبان ہونے سے مقصد اپنی تحقیق کی فکر میں پڑنا ہے تاکہ جس ہو جائیکی
سرگرانیون سے سرزانو کو درد میں مبتلا کرنا – اور تامل (تدبر و تفکر) سے یہ معنی
کی کنہ پر پہنچنا ہے نکہ مژگان کا غبار بصارت کے سر پر ڈالنا – تفکر کے معنی حقیقت اشیاء
پر غور کرنا ہے اور اشیاء کی حقیقت بقدر پیش ہونے صورتوں کے پردہ کشا ہے یعنی
جس قدر صورتیں سامنے آئینگی اسی قدر حقیقت عرفان کا انکشاف ہوگا – اس تماشا گاہ
دنیا میں تخیل کے افسون سے طبیعت پر خواب کو طاری کرنا چاہئے اور فرصت تفکر
سے شہود کا دامن فرصت کے چنگل سے چھوڑنا چاہئے – جلوہ بے نقاب کو خیال
میں مشاہدہ کرنا محرومی نگاہ کی نزاکتیں ہیں اور جو معنی ظاہر نہیں ہوتے انکے معنے تراشنا
قدرت کی قوتوں کی کوتاہی کی دلیل ہے –

ز چہرہ ترک ہوس تا بخون دل بہتر است ورنہ انبار رگ خواب از مژہ نمی ریزد

حل – آنکھوں کیلئے سونے کی ہوسوں کا ترک کردینا بہتر ہے ورنہ یہاں تو خواب کی
رگ پلکوں سے بھی نزدیکتر ہے یعنی غفلت ہر وقت گھات میں ہے –

نمی افسردہ دلی غنچہ ندارد در بار وضع گل آئینہ پرداز بہار دگر است

حل – غنچہ اپنے قبضہ میں بجز افسردہ دلی کے کچھ نہیں رکھتا – گل کی وضع ایک اور
ہی بہار کی آئینہ پرداز ہے یعنی پھول ایک دوسری بہار دکھا رہا ہے –

غافل از ظاہر آفاق نباید بودن آخر اے بیخبر این بزم طلسم دگر است

حل – ظاہر آفاق (عالم صورت) کے تماشہ سے غافل نہ ہونا چاہئے آخر اے بیخبر
یہ تو صورتوں کے طلسم کی محفل ہے جو دیکھنے ہی کیلئے پیدا ہوئی ہے –

طرہ بہوا افشان شکنی و بشکست تر آفرین طرہ باآئینہ باز کرد گل عالم دگر آفرین

حل – اے معشوق اپنے طرہ کا سر ہوا میں جھاڑ – یعنی طرہ کو ہوا میں کھول اور شکست
سے ایک خلق پیدا کر – آئینہ میں آنکھ کھول اور ایک دوسرے عالم (عالم حسن) کا
پھول پیدا کر یعنی جب آئینہ دیکھکر بناؤ سنگار کریگا تو حسن کا کچھ اور ہی عالم ہوگا –

ز حضور عشرت بیش و کم نہ بہشت جویم و نی ارم بخیال داغ تو ہمدم تو ہمدم من جگر آفرین

حل – میں کم یا زیادہ عشرت کے حضور سے نہ بہشت چاہتا ہوں نہ باغ ارم – میں تو

تیر سے داغ محبت کے خیال میں قانع ہون تو تیر سے لیے جگر پیدا کر۔ یعنی میں ایسا
جگر کہاں سے لاؤن کہ تیر سے داغ کا متحمل ہو سکے پس مجھے جگر کی ضرورت ہے
جو تیرے ملنے تو داغ اسی سے ملے۔ اسی پر اتنا تک قانع ہون

بکمال خالق حسن تو جہان نہ زمین رسید نہ آسمان ۔۔۔ چو صدف چہ دید انشا حقیقت گہر آفرین

حل۔ خدا تعالی کے کمال تک نہ زمین کی رسائی ہے نہ آسمان کی۔ اسکی وجہ یہ ہے
کہ صدف کو گوہر پیدا کرنے والے کی ماہیت معلوم نہیں پس وہ گہر آفرین کا کیا نشان
دے سکتی ہے صدف تو گوہر پیدا کرنیکا آلہ یا ظرف ہے۔ وہ گوہر آفرین کی صنعت
کو کیا جانے۔

عزیز از فضولی وہم دگران تو چہ میکنی بجہان تن ۔۔۔ در احولی بہوس فکن ز دو چشم یک نظر آفرین

حل۔ وہم دیگران کی فضولی سے تم۔ تو جہان تن میں کیا کر رہا ہے۔ محض ہوس سے
احول (بھینگا م) ہونے کا دروازہ نہ کہٹکہٹا دو آنکہون سے ایک نظر پیدا کر۔ یعنی
وہم وظن دوئی ہے اور واجب الوجود کو عالم کثرت میں ایک وحدت سے دیکھنا علم الیقین
اور عین الیقین ہے۔ جہان تن کا وجود محض وہم وظن ہے۔

منشین چو مطلب دیگران بغبار منت قاصدان ۔۔۔ رقم حقیقت رنگ شو ز شکست نامہ پر آفرین

حل۔ دوسرون کے مطلب کیطرح قاصدون کے غبار میں مت بیٹھ یعنی معشوق
تک نامہ پہنچانے کیلئے قاصدون کا ممنون نہو۔ رنگ حقیقت کی رقم بنجا اور خط کی شکن سے
پر پیدا کر۔ یعنی شوق کا پر لگا کر معشوق حقیقی تک جا پہنچ (حقیقت رنگ) رقم کی صفت
ہے یعنی وہ رقم جسکا رنگ (خط لکہنے کی سیاہی) حقیقت الٰہی ہے۔

سر و برگ راحت اینچمن بخیال ما نکند وطن ۔۔۔ چو غبار نم زدہ گو فلک سر ما بزیر پر آفرین

حل۔ چمن دنیا کی راحت کا سامان ہمارے خیال میں جاگزین نہیں ہوتا یعنی دنیا کی
راحت ہمارے خیال میں بھی نہیں آتی۔ اسے مخاطب آسمان سے کہدے کہ بھیگے
ہوئے غبار کیطرح ہمارا سر پرون کے نیچے پیدا کر تا کہ ہم آرام سے بیٹھے رہیں۔ قاعدہ
ہے کہ جب غبار میں نم آجاتا ہے تو وہ اُڑ نہیں سکتا۔ جانور تو جبھی اُڑیگا کہ پرون سے
اپنا سر نکالیگا اور آرام کے وقت جانور پرون میں اپنا سر رکھتے ہیں۔

چہ نشست عالم بیخبری بطرب شکاری غفلتی ۔۔۔ چو چنار روز کف تہی ہمہ جا بہ بر کمر آفرین

لغت۔ بہلہ بالفتح وہ چرمی دستانہ جو شکاری لوگ شکار کیوقت ہاتھ میں پہنتے ہیں۔

حل۔ عالم بے بری (دنیا) ایک چمن ہے جو عافیت کا طرب شکار ہے یعنی عافیت سے جو طرب حاصل ہوتی ہے دنیا اسکو شکار کرتی ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا میں حقیقی عافیت فرحت نہیں نہ اس چمن سے کوئی پھل حاصل ہوتا ہے تو شکار کیلئے بجائے اسکے کہ ہاتھ میں دستانہ پہنے چنار کی طرح خالی ہاتھ جا اور دستانہ کمر پہ پیدا کر۔ یعنی فضول۔ چنار کو نہ تو پھل آتا ہے نہ اسکے پتوں پر جو پنجہ انسان کے ہمشکل ہوتے ہیں پوست ہوتا ہے بلکہ پوست صرف کمر پہ ہوتا ہے۔ یعنی دنیا تو خود عافیت کی طرب شکار ہے بھلے اس سے کیا شکار ملسکتا ہے جسطرح چنار تہیدست ہوتا ہے تو بھی تہیدست رہ۔

زسحاب این چمنم مگو بگذر ز عشوۂ رنگ و بو — بتو التماسی اگر بود دو سہ خندۂ گل بسر آفرین

حل۔ میرے اس چمن (دنیا) کے سحاب کا حال مجھ سے کچھ نہ کہہ یعنی اس قصے کو جانے دے اسکے رنگ و بو کے عشوے سے بھی درگذر۔ اے مخاطب میں تجھ سے یہ التماس کرتا ہوں کہ گریہ کر اور اپنے سر پر دو تین گل خندہ لگا یعنی خوش ہو کیونکہ لوگ جب چمن کی سیر کو جاتے ہیں تو ٹوپیوں یا پگڑیوں میں پھول لگا لیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ دنیا کے چمن کا سحاب حقیقی خوشی نہیں بلکہ محبوب حقیقی کی یاد میں رونا اصلی خوشی ہے۔

سر زلف عربدہ شانہ کن نگہ فتنہ خانہ کن — روش جنون بہانہ کن بغبار من سحر آفرین

حل۔ اے معشوق اپنے سر زلف میں عربدہ (جنگجوئی) کی کنگھی کر ایک نگاہ سے جو فتنہ پردازی میں مشہور ہے دیکھ اور وہ روش (چال) جو جنون کیلئے بہانہ ڈھونڈتی ہے یعنی دنیا کو مجنون کرتی ہے (چل) اور میرے غبار سے صبح پیدا کر یعنی چلنے میں غبار کو اٹھا کر سے اڑا۔ چونکہ غبار میں سفیدی نمایاں ہوتی ہے لہذا اسکو صبح سے تعبیر کیا ہے ناظرین شعر کیسوں پر غور کرینگے تو پورا لطف اٹھائینگے۔

بکلام بیدل اگر رسی مگذر ز جادۂ منصفی — کہ بہیچ مطلب ار تو صلہ دگر مگیر آفرین

حل۔ اگر بیدل کے کلام تک تیری رسائی ہو تو خبردار انصاف کے دوسرے راہ سے نگذر کیونکہ اے مخاطب بجز آفرین کے تجھسے دوسرا صلہ کوئی نہیں مانگتا۔ فی الحقیقت بیدل کی نازک خیالی کا صلہ دینا مشکل ہے۔

زرہ ہوس چو گذر کنم نفسے ز خود نرسیدہ ام — ہمہ جیب تنگم نگاہ و ہم بہ جہت سر نکشیدہ ام

حل - مین راہ ہوس سے تجھہ تک کب پہنچ سکتا ہون جبکہ دم بھر بھی اپنے سے نہین بھاگتا یعنی خودی کو ذرا بھی ترک نہین کیا مین تمام حیرت ہون کہان جاؤن جبکہ تیری راہ مین سر بھی نہین نکالا -

ہمہ ترک ساز طرب کنم ز جام نشہ طلب کنم　　گل باغ شعلہ نچیدہ من ز داغ دل نچشیدہ من

حل - تمام سامان طرب کو چھوڑ دون کس شیشے سے نشے کا جام طلب کرون کیونکہ باغ شعلہ سے نہ مینے کوئی پھول چنا نہ داغ کا مزا چکھا یعنی عشق کے مصائب نہین جھیلے شعلے باغ کے پھول ہین جنسے طرب حاصل ہوتی ہے اور داغ دل نشے کا جام ہے جس سے کیف ملتا ہے - دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کا بیان اور تفصیل ہے

پی گل کہ نسخہ صد چمن ز نقاب جلوہ کشودہ تو　　چو می آنکہ عشرت عالمی ز گداز خود طلبیدہ من

حل جیسے پھول کی طرح نقاب جلوہ سے صد چمن کے نسخے کھولے ہین وہ تو ہے یعنی نقاب جلوہ سے سو چمن کا نسخہ کھولتا تیری بہار حسن کا ایک پھول ہے اور جیسے شراب کیطرح ایک عالم کا عیش اپنے گداز سے طلب کیا ہے وہ مین ہون - یہ قاعدہ ہے کہ شراب کو جبتک گداز نہین ہوتا اور کو سرور عیش نہین ملتا - مطلب یہ ہے کہ تو اپنے نقاب جلوے سے عالم کو مسرور کر رہا ہے اور مین اپنے گداز دل کی شراب سے دنیا کو مست کر رہا ہون - کیا خوب تقابل ہے -

چہ بلا کشاکش غیرتم چہ قدر نشانہ حیرتم　　کہ شہید خنجر ناز تو شدہ عالمی و تپیدہ من

حل - مین کس بلا کی غیرت کا کشاکش اور کس قدر حیرت کا نشانہ ہون کہ ایک عالم تیرے خنجر ناز کا شہید ہو گیا ہے اور مین ابھی تک تڑپ ہی رہا ہون - یعنی رشک سے کیون مر نہین گیا -

تو بمحفلے نشود دو کہ ز تاب شعلۂ غیرتش　　ہمہ اشک گشتہ برنگ شمع ز چشم خود نچکیدہ من

حل - اے محبوب تو نے کسی محفل مین منہ نہین دکھایا کہ مین اسکے شعلۂ غیرت کی تاب سے شمع کی طرح ہمہ تن اشک بنکر اپنی آنکھون سے نہین ٹپکا - یعنی تو جس محفل مین گیا ہے مین رشک سے شمع کیطرح جلا ہون -

می جام ناز و نیاز اگر نکشد خمار چرا　　ز سر جفا گذشتہ تو و بوفا رسیدہ من

حل - جام ناز و نیاز کی شراب اگر خمار پیدا نہین کرتی تو اے معشوق تو ابتک ظلم سے

کیون باز نہین آیا اور مین کیون وفا کے دروازے سے نہین بہاگا - یعنی ناز کا یہ خاصہ ہے کہ معشوق ظلم کرے اور نیاز کا یہ خاصہ ہے کہ عاشق وفا سے باز نہ آئے -

چو نگاہ گرم ہر طرف کہ گزشتہ محمل ناز تو چو دل گداختہ از پیت ہمہ رکاب اشک دویدہ ہوں

حل - نگاہ گرم کی طرح جس طرف تیرا محمل ناز گذرا ہے مین دل گداختہ کی طرح تیرے پیچھے اشک کی رکاب مین دوڑا ہون یعنی آنسو آگے آگے اور مین اُنکے پیچھے پیچھے ہون -

تو و صد چمن طرب نگہ من و شبنم نگہ آبرو بہ بہار عالم رنگ و بو ہمہ جلوہ تو ہمہ دیدہ ہوں

حل - تو ہے اور طرب نگہ کے سو چمن ہین مین ہون اور شبنم ہے جو صرف آبروئے نگہ ہے شبنم مین بجز نگاہ حیرت کے کچھ نہین ہوتا اسے معشوق عالم رنگ و بو کی بہار مین تو ہمہ تن جلوہ ہے اور مین ہمہ تن مثل شبنم آنکھ ہون - یعنی تیرا کام جلوہ پردازی اور میرا کام نظارہ بازی اور رونا ہے -

نہ جنون سینہ دریدنی نہ فسون مشق تپیدنی بسواد درد تو کر رقم الفی ز نالہ کشیدہ ہوں

حل - مجھے نہ سینہ چاک کرنیکا جنون ہے نہ تڑپنے کی مشق کا فسون ہے مین تیرے سواد درد مین کچھ لکھتا ہون - مینے تو ابھی نالہ کا صرف ایک الف کھینچا ہے یعنی نو آموز نو مشق ابجد خوان ہون -

چو سحر نیامدہ در نظر دم فرصت نفس آنقدر کہ ہم برات شگفتگی بطراوت گل چیدہ ہوں

حل - مجھے صبح کی طرح سانس کا دم فرصت اتنا بھی نظر نہین آیا کہ چیتے ہوئے پھول کی کی طراوت کے پاس شگفتگی کا حصہ لیجاون - یعنی پھول توڑنے کی فرصت تو کہان چنا ہوا پھول بھی شگفتہ دلی سے نہین اٹھا سکتا - مطلب یہ ہے کہ جسطرح صبح کو سانس لینے سے فرصت نہین ملتی اسیطرح دنیا مین مجھے شگفتہ دلی کی جو سیر چمن سے حاصل ہو فرصت نہین - زندگی کی ناپایداری اور ہستی موہوم کی بے ثباتی کا رونا ہے -

بکمال لطف دل گسل نہ نوا کشان نغمہ مجمل چو جرس بہ ہیچ بغیر شکست دل سخنے ز خود نشنیدہ ہوں

حل - کیا ایسا دل کا توڑنے والا لطف ہے کہ مین اُسکے باعث ہم صفیرون کے سامنے شرمندہ ہوا ہون کیونکہ مینے خود اپنے وجود سے مثل جرس سوائے شکست دل کے کوئی آواز نہین سُنی - جب خود میرے لئے میری آواز دلشکن ہے تو ہمصفیرون کی کیون دلشکن ہوگی - جرس جب بجتا ہے تو اپنے ہی دلکو توڑتا ہے -

مستِ بیداریم ولیکن غفلتی کہ چشم بند افسون دل ہمہ جا از جلوۂ من پُر است و ہیچ جا نرسیدہ من

حل - مین بیداری اور غفلت کا مجموعہ ہون کیونکہ افسون دل نے میری آنکھہ بند کر رکھی ہے - ہر مقام
میرے جلوے سے پُر ہے اور مین کہین بھی نہین پہنچا - یعنی میری شہرت تو ہر جا ہے
مگر مین غافل ہوا ہون -

شکستہ چشم پوشیدہ ہر چند فردوس در قفس دارد و آئینہ دار کوری است و مژگان
خوابیدہ اگر ہمہ اقبالش چراغ زیر دامن باشد دلیل بے نوری ہست اگر بخیہ ہای مژگان
از ہم نتوان گسیخت نمک گریہ برین زخمہا باید ریخت و اگر زین چنین افسردہ شمع نگاہ
نتوان افروخت بطعمگی زاغ و زغن باید فروخت -

حل - جو شخص مراقب ہے اسکی بند آنکھہ اگرچہ فردوس کو اپنے قفس مین رکھتی ہو اُسکی
پن کی آئینہ دار ہے یعنی اندھی ہے (کیونکہ اعیان ثابتہ اور وحدت فی الکثرت کے
نظارہ سے محروم ہے) اور سوئی ہوئی (غافل) مژگان اگر تمام اقبال اُسکا چراغ
زیر دامن ہو یعنی مراقبہ کے انوار سے روشن ہو بے نوری کی دلیل ہے - اگر پلکون کا بخیہ
اُدھڑ نہین سکتا یعنی پلکین خواب غفلت کے باعث کہل نہین سکتین تو یہ زخم ہین
انپر آنسوؤن کا نمک چھڑکنا چاہیئے تاکہ کہل جائین (ورنہ بند زخم اندر ہی اندر بگڑ کر ہلاکت
کا موجب ہوگا) اور اگر بجہی ہوئی شمع کی چربی سے آنکہہ روشن نہین ہو سکتی تو چیلون اور
کوؤن کے کہانے کے لئے اسکو فروخت کر دینا چاہیئے -

چشم خواب آلود کاشانۂ فنا در بستہ است سیل اگر غافل شود آتش درین بنیاد ریز

حل - غافل آنکہہ ایک کاشانۂ فنا ہے جسکا دروازہ بند ہے اگر ایسے گہر کے ڈہانے
سے سیلاب غافل ہو تو تم اسمین آگ لگا - تاکہ بالکل تباہ ہو جائے -

ور ہمہ آئینہ دار گرد ہر راز دل است یک کف خاکش کن و در رہگذار باد ریز

حل - اور اگر وہی چشم خواب آلود گو ہر دل کی آئینہ دار ہے - پہر بہی اسکو خاک بنا کر ہوا
کے رہگذر مین پہینکدے - یعنی اگرچہ تجلیات کثرت سے جو در حقیقت وحدت کی تفصیل
ہے غافل ہے خواہ اسمین کیسے ہی اوصاف ہون مگر برباد کر دینے کے قابل ہے -

رنگہا در پردۂ تحریک مژگان خفتہ است ہرچہ می خواہد دلت زین پردہ بہزاد ریز

حل - طرح طرح کی رنگ تحریک مژگان کے پردے مین سوتے ہین جو کچہہ تیرا دل

چاہیے بہزاد کے اس پردے سے رنگ گرا یعنی پلکوں کے موقلم سے صفحۂ دل پر نقاشی کرے

مدعا اینست کز سعی نظر غافل مباش ۔ ہر اثرہائی تماشا ہرچہ با دا با د ریز

حل - مدعا یہ ہے کہ نظر کی سعی سے غافل نہ ہو اور خواہ کچھ ہی ہو تماشا کے پیچھے پیچھے نظر ریزی کر -

نکتہ - از بزرگے پرسیدند خواب افضل است یا بیداری - فرمود افضلیت بمعنی فوقیت ہست و فوقیت غالبیت - ہرگاہ کیفیت نسخۂ وجود کہ منقوش رموز این دو حقیقت است بمطالعہ امتحان درآید و تامل جمع بخیال درس تحقیق آرایند عبارت ناتوانی ہا ئے مغلوب بے تامل روشن است و معنی قوت غالب گفتگو سے لب بہ ہم نہا -

حل - ایک بزرگ سے پوچھا سونا افضل ہے یا جاگنا - فرمایا جب کیفیت نسخۂ وجود کی جو ان دونو حقیقتوں (خواب و بیداری) کی رموز سے منقوش ہے امتحان کے مطالعہ میں آئے اور تامل ان دونو کے اجتماع کو درس تحقیق کے خیال میں آراستہ کرے تو جو ناتوانیاں مغلوب ہیں انکی عبارت بے تامل روشن ہے اور جو قوت غالب ہے استدلال کیلئے جنبش لب کی ضرورت نہیں کیونکہ سوتا انسان بول نہیں سکتا -

بیداری میان دو خواب ہستیم ۔ گرد تخیل دو سراب استیم

حل - میری ہستی کیا ہے دو خوابوں کے مابین ایک بیداری اور دو سراب کی گرد تخیل ہے اول تو سراب پھر سراب کے تخیل کی گرد سے ثباتی کا کتنا ثبوت ہے کان اللہ دو خوابوں سے مراد دو عدم ہیں کہ ہر ممکن پر طاری رہتے ہیں - ایک عدم سابق دوسرا عدم لاحق ہستی ان دونو کے درمیان ہے -

از لطمۂ دو موج حبابی دمیدہ است ۔ یعنی طلسم نقش بر آب ہستیم

دو موجوں کے تلاطم (یعنی عدم سابق اور عدم لاحق) سے ایک حباب پیدا ہوا ہے مراد یہ ہے کہ میری ہستی ایک نقش بر آب طلسم ہے -

مغلوب آفتاب جہ شد سایہ سایہ نیست ۔ اندیشہ کہ در چہ حساب است ہستیم

حل جب سایہ پر آفتاب غالب ہو گیا تو سایہ سایہ نہ رہا - فکر کرنا چاہیئے کہ میری ہستی کس حساب میں ہے -

روشن نشد از نسخهٔ من جز سواد وہم　　مضمون حیرت است چہ کتاب است این ہمہ

حل - میرے نسخہ وجود سے بجز سواد وہم کچھ روشن نہوا یا خدا میری ہستی کونسی کتاب کا مضمون حیرت ہے۔

سرمایہ وقف غارت و امید محو یاس　　یارب چہ جنس خانہ خراب است این ہمہ

حل - تمام سرمایہ وقف غارت اور تمام امید محو یاس ہے - یارب میری ہستی کیسی خانہ خراب جنس ہے کہ کسی مصرف کی نہیں۔

نکتہ - غیب مطلق مرتبہ ایست کہ باعتبار مفہوم مجاز حقیقت الحقائقش نامیدہ اند وغیب اضافی نشاء کہ بسبب لطافت تمام عالم ارواحش معین گردانیدہ و غیب متمثل لطافتے موسوم بمثال بحکم میلان کثافت آرائی - و غیب متصور کیفیتے منقوش اجسام بمقتضائے کمال کثافت یعنی ختم مرتبہ پیدائی - پس غیب مطلق یعنی حقیقت الحقائق خفاء محض منقطع الاشیاء است مشعر حقیقت ذات و غیب اضافی خفاء معین نفی اثبات مطلق اسماء و صفات - غیب متمثل اشتباہ ثبوت ظہور - و غیب متصور شہود یقینی حس و شعور۔

حل - غیب مطلق ایک مرتبہ ہے جسکا نام باعتبار مفہوم مجاز کے حقیقت الحقائق رکھا ہے یعنی حقیقت الحقائق وہی غیب مطلق ہے کیونکہ تمام حقائق وہمی اور خیالی ہیں جنکا سلسلہ غیب مطلق تک پہنچتا ہے۔ اور غیب اضافی یعنی وہ غیب جو دوسری شے کی نسبت سے غیب ہے ایک انشا ہے جسکو بسبب لطافت کے تمام عالم ارواح مقرر کیا ہے - یعنی روحیں بہ نسبت اجسام کے غائب ہیں اور غیب متمثل ایک لطافت ہے مثال یعنی عالم مثال سے موسوم کی گئی ہے کہ درحقیقت تجدد امثال ہے جنکا میلان کثافت آرائی کی جانب ہے۔

یعنی عالم ناسوت کا انکشاف ایک کثافت ہے جو سب سے پہلے عارف پر طاری ہوتی ہے گویا عارف اس غیب متمثل کی کثافت کو آراستہ کرتا ہے کیونکہ یہ سب ما سوا اللہ ہیں - اور غیب متصور یعنی وہ غیب جو عارف کے تصور میں آئے ایک کیفیت ہے جو بمقتضائے کمال کثافت یعنی مرتبۂ ظہور کے ختم پر منقوش اجسام ہوتی ہے یعنی بصورت اجسام نظر آتی ہے جو حقیقت عین ذات کے خبر دینے والی ہے - اور

غیب اضافی ایک خفاء معین ہے جو مطلق اسماء و صفات کے اثبات کی نفی کرتی ہے اور غیب متمثل ثبوت ظہور کا اشتباہ ہے یعنی عارف جب اس مرتبہ پر پہنچتا ہے تو اسپر ظہور ذات کا ثبوت مشتبہ ہو جاتا ہے اور غیب محسوس اور شعور کا شہود یقینی جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہے غیب ہے مگر اُسکا ظہور طرح طرح سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اشعار ذیل میں تشریح کرتا ہے۔

همه غیبست شهود اینجا نیست ۔ جمله اخفاست وجود اینجا نیست

حل۔ سب غیب ہے شہود یہاں نہیں ۔ سب اخفا ہے وجود یہاں نہیں

اصل هر سوسن و گل نیرنگیست ۔ جز همین سرخ و کبود اینجا نیست

حل۔ ہر سوسن اور گل کی اصل نیرنگی فریب ہے ۔ یہاں اس سرخ اور نیلے رنگ کے سوا کچھ نہیں

شعلهٔ خاکستر محض است آخر ۔ جز دمی گرمی دود اینجا نیست۔

حل۔ شعلۂ آخر خاک محض ہے ایک دم۔ (تھوڑی دیر) کی گرمی دود کے سوا یہاں کچھ نہیں۔

شیوهٔ جلوهٔ مطلق دیدن ۔ آنکه این پرده گشود اینجا نیست

حل۔ جلوۂ مطلق کا دیکھنا ممکن نہیں جس شخص نے یہ پردہ کھولا یعنی جلوۂ مطلق دیکھا وہ یہاں (دنیا) میں نہیں۔

اعتبارات همه او هام آمد ۔ تو عدم باش وجود اینجا نیست

حل۔ تمام اعتبارات فقط اوہام ہیں۔ تو عدم (معدوم) ہو وجود یہاں نہیں۔

نکته۔ سر رشته علاج هر مرضی بدوائی بسته است و تدبیر اصلاح هر طبیعی بظهور هر کیفیت وابسته ثمر خام بے سعی شکستن از شاخ جدا نمیتوان کرد و آتش سنگ بے جهد کوفتن به شعله نمیتوان آورد۔

حل۔ ہر مرض کے علاج کا سر رشتہ ایک دوا کے ساتھ بندھا ہوا ہے اور ہر طبیعت کی اصلاح کی تدبیر کیفیت کے ظہور سے متعلق ہے۔ یعنی صفرا کا علاج اور ہے سوداء کا اور۔ کچے پھل کو عمداً نہ توڑو تو شاخ سے جدا نہیں ہو سکتا اور جب تک پتھر کوٹا نہ جائے اس سے آگ نہیں نکلسکتی مثلاً سنگ چقماق۔

تا چشم بصیرت نگشاده ست کسے ✤ گردن بہ اطاعت نہ نہادہ ست کسے

مے دان یقین کہ در مرض خانہ دہر ∴ بے مرگ رضا بہ تپ نداد است کسے

حل۔ جبتک کسینے چشم عبرت نہین کھولی ۔ اطاعت کی گردن نہین جھکائی۔ یعنی انسان عذاب و عتاب کے خوف سے اطاعت کرتا ہے۔ یقین کر کہ بغیر موت کے کوئی شخص تپ پر رضامند نہین ہوتا۔ یعنی تپ کو وہی شخص منظور کریگا جو موت کا طالب ہوگا۔

نکتہ۔ غافل از معنی میگفت کہ سخن در من اثر ندارد۔ گفتند از اثر ہا سے سخن ہست مدعا سخن بنسبت کہ ازین معنی حیرت بدرس تغافل نباید ساخت و ازین نسخہ نیرنگ بمطالعہ بے تامل نباید پرداخت۔

حل۔ ایک شخص جو معنی سے غافل تھا کہتا تھا کہ سخن مجھہ مین اثر نہین رکھتا یعنی مجھہ پر سخن کا کچھہ اثر نہین پڑتا۔ جواب مین کہا گیا کہ اثر کا نہ ہوتا ہی سخن ہی کا اثر ہے مدعاے سخن یہ ہے کہ حیرت درس کے معنی سے جسکا نام اثر کا نہونا ہے غافل نہونا چاہیئے کیونکہ حیرت بھی معنی رکھتی ہے اور اس نسخہ نیرنگ (سخن) سے بغیر تامل کے مطالعہ مین مشغول نہونا چاہیئے۔ یعنی ہر سخن کوئی نہ کوئی معنی اور اثر رکھتا ہے۔ مراد عارفون کا سخن ہے۔

نہ ہمین صورت صدا پردۂ ساز سخن است ∴ خامشی جز اثر پردۂ راز سخن است

حل۔ صرف یہی صورت و صدا ساز سخن کا پردہ نہین بلکہ خامشی پردۂ راز سخن کے اثر کے علاوہ ہے۔ یعنی خاموش ہو جانا ہی سخن کا ایک دوسرا اثر ہے۔ جو شخص خاموش ہو جاتا ہے یہ سخن ہی کا تو اثر ہے۔

چشم کو تا بتامل نظری باز کند ∴ کہ حقیقت ز اسیران مجاز سخن است

حل۔ آنکھہ کہان ہے تاکہ تامل سے دیکھے کہ حقیقت مجاز سخن کے قیدیون سے ہے یعنی مجاز مین حقیقت قید ہے۔

کشاد چشم ندید بسیر نیرنگ این دبستان ∴ نگہ بحیرت گداخت اما نکرد روشن سواد مژگان

حل۔ اس دبستان (معرفت الہی) کے سیر نیرنگ کے واسطے مجھے آنکھہ کا کھولنا نصیب نہوا حیرت مین نگاہ گلگئی لیکن اسنے سواد مژگان کو روشن نکیا یعنی علم حاصل نہوا۔

نمیتوان شد بہ زمست گہر ہستی ز نیم آتش ∴ چہ طاقت آئینہ تو بودن انہ بیگدازیم چشم حیران

حل - ہم تیری بزم کی شمع نہیں بن سکتے مگر اس صورت میں کہ اپنی ہستی کو آگ لگا دیں یعنی فنا ہو کر بار یاب بزم ہو سکتے ہیں اگرچہ ہم چشم حیران رکھتے ہیں پھر بھی تیرا آئینہ نہیں بن سکتے - یعنی تیری قبولیت کے لائق کسی طرح نہیں

خردمند ہوس شکار است ورنہ در چشم شوق مجنون بجز غبار خیال لیلی کجاست آہو دریں بیابان

حل - عقل کیا شئے ہے ہوس کی شکار کرنے والی کمند ہے ورنہ چشم شوق مجنون میں خیال لیلے کے غبار کے سوا اس جنگل میں ہرن کہان ہوتا ہے - مجنون کو ہرن اسلئے عزیز ہے کہ وہ لیلے کا ہم چشم ہے مگر اس جنگل میں اسکا بھی پتا نہیں حل ن

عدم بآن بی نشانی رنگ گلشنی داشت کز ہوایش چو بال طاؤس می دمیدم ز بیضہ داشت بدامان

حل عدم باوصف اسکے کہ اسکے رنگ کا کوئی نشان نہ تھا تاہم وہ ایسا گلشن اپنے قبضہ میں رکھتا تھا کہ اسکی ہوائی تاثیر سے جس شے کو بیضہ دیکھا بال طاؤس کی طرح بیضہ کے دامن میں پھول رکھتا تھا - بال طاؤس کا نقش بیضے کی شکل ہوتا ہے اور اسمین خود بخود رنگ پیدا ہو جاتا ہے یعنی عدم خود بے نشان ہے مگر اسکا اثر یہ ہے کہ ہر شئے کو بانشان کر دیتی ہے - یعنی وجود میں لاتی ہے - دنیا میں تمام موجودات عدم سے آتی ہیں -

خیال آشفتگی تحمل اگر شود صرف یک تامل دل غبار تو صد چمن گل نگاہ مور تو صد چراغان

حل - خیال جو آشفتگی تحمل ہے یعنی آشفتگی (پریشانی) کا تحمل کرتا ہے اگر ایک تامل میں صرف ہو تو غبار کا دل سو چمن اور چیونٹی کی نگاہ سو چراغ بنجائے - یعنی غبار میں چمن اور چیونٹی کی نگاہ میں چراغان نظر آئے -

بکشت بیحاصلی ہوس را بخاک نشاندن بیاد داد ہوس متاع کیمیا رد خرمن تجم گندم از لب نان

حل - دنیا میں کشت بیحاصلی پر جسکی خاک کو برباد کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے - ہوس نے گندم کے تبسم کالب نان سے کسقدر خرمن جمع کیا ہے - یعنی ہوس کو کشت بیحاصلی سے بجز اسکے کچھ نہیں ملا کہ تو دگندم نے لب نان سے اسکی سعی پر تبسم کیا کہ دیکھا تجھے کچھ حاصل نہوا -

حصول دانش نہ اوج عزت نہ لاف فضل و نہ عرض شوکت گر فہم امور بزرگی کجاست کیفیت سلیمان

حل - نہ دانائی کا حصول ہے نہ عزت کی بلندی نہ بزرگی کی شیخی نہ دبدبہ کا پیش کرنا -

اسے مورمین سنے قبول کیا کہ تو پیر لگا لیگی مگر سلیمان کی کیفیت کہان ہے یعنی تو پیر
لگا لینے سے سلیمان نہیں بن سکتی

رگ تخیل سوال کردن نمی فشردن متاع دامن — چو ابر تا بلند رفتن عرق فشان این غبار بنشان

حل - سوال کرنا ایک رگ تخیل ہے اور ایک نم کا نچوڑنا دامن کا سرمایہ ہے یعنی
مانگنا محض ایک خیال ہے دامن کو تھوڑی سی طراوت کے سوا کچھ نہیں ملتا - ابر
کیطرح کہانتک بلند جاتا - تو ندامت کا عرق اس غبار ہوس کو بجھا کیونکہ ابر میں عرق
ندامت کے سوا کچھ نہیں وہ بلندی پر جاتا ہے اور ہوا یا بخارات سے اپنے دامن میں تھوڑی
سی نمی لیتا ہے اسکے سوا کچھ نہیں - انسان کی ہوس کی بھی یہی کیفیت ہے -

ہوالعاشق کہ ای بیدل لبش چنان قرب ہمکناری — ببوسہ گاہ بیاض گردن ز دور لب حسرتی گریبان

اے بیدل معشوق کے لب لعل کا بوسہ لینے کی کسکو خواہش ہو کہ باوصف ایسے قرب
ہمکناری کی بیاض گردن کے بوسہ کیلئے دور سے خود گریبان لب حسرت کاٹ رہا
ہے - یعنی جب معشوق کے گریبان کو بھی بیاض گردن کا بوسہ نہیں مل سکتا باوصف
اسکے کہ وہ اس سے ہمکنار ہے تو لب لعل کا بوسہ کسکو مل سکتا ہے -

سر نقش پا بہ بلند رسید از شکوہ خرام او — کہ ہلال خط بزمین کشید ز تبسم لب بام او

حل - معشوق کے نقش پا کا سر اسکے شکوہ خرام سے ایسی بلندی پر پہنچ جاتا ہے کہ
جب معشوق کا لب بام ہلال کی پستی پر ہنستا ہے تو ہلال زمین پر خط عجز کھینچتا ہے کہ جو بلندی
اسکی نقش پا کو حاصل ہے مجھے حاصل نہیں - کسقدر نازک کلام ہے ناظرین بہت
غور سے سمجھینگے تب مزہ آئیگا -

اگر از زمین بہوا رسم وگر از سمک بسما رسم — بدل رمیدہ کجا رسم کہ رسم بفہم مقام او

حل - اگر میں زمین سے ہوا تک اور ماہی زمین سے آسمان تک پہنچوں اپنے دل رمیدہ
کیساتھ کہانتک پہنچوں کہ معشوق کے مقام (مرتبہ) تک پہنچوں - یعنی دہان تک
میری رسائی کسیطرح ممکن نہیں -

بہ تپیدنے شدہ آرزو چہ زخم می تپد اینقدر — کہ ہنوز تیغ تبسمے نکشیدہ سر ز نیام او

حل - تپیدن اور بد آرزو کر رہے ہیں کونسا زخم لگا ہے کہ اسقدر تڑپ رہے ہو ابھی
تک تو معشوق کی تیغ تبسم نے اپنے نیام سے سر بھی نہیں نکالا - یعنی جب محض آرزو

ہے آئینے کے خیال میں اپنا خون نکر کہ ہر شئے واجب الوجود کا آئینہ ہے جسمیں اُسکا عکس نظر آتا ہے ناز و نیاز کے جنون میں مبتلا نہو ۔ بہلا کیا ہماری دعا اور کیا ہمارا اسلام یعنی اُسکو نہ ناز کرنے کی حاجت ہے نہ ہمارے نیاز کی پروا ہے ۔

بسواد انجمن ادب مژہ باز کردن بیدلم　　　کہ بنزد نفس چراغ کس سحر آفرینی شامِ او

حل ۔ میں انجمن ادب کے سواد (احاطے) میں ہمہ تن بیدل کا مژہ باز کردن بنا ہوا ہوں یعنی جسطرح شرم اور لحاظ سے بیدل انجمن ادب میں پلکیں کہولتا (دیکہتا) ہے میں بہی اسیطرح دیکہتا ہوں کیونکہ بیدل کی شام نے جو صبح کی پیدا کرنے والی ہے کسی کے چراغ کو پہونک مار کر نہیں بجہایا حالانکہ صبح کیوقت چراغ کو بے ضرورت اور فضول سمجہکر بجہا دیتے ہیں مگر بیدل ادب کے اقتضا سے ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ آخر وہ چراغ انجمن ادب ہی کا تو ہے ۔ یعنی میں ادب کرنے میں بیدل کا متبع ہوں ۔

نکتہ ۔ ورود سخن نزول ملائک است از عرش حقیقت دل بظہور آبا د عالم تصرف و تدبیر و کارفرمائی اعیان ممکنات بحکم کمال قدرت و تاثیر ہر جا از عشق دم زد آتش در بنائے تصور انداخت و ہر کجا از حسن ادا نمود آئینہ خانۂ تحریر پرداخت ۔ با فسون صیادی فطرتش عنقائے غیب آشنایان معنی رشتہ بر پائے تحریک نفس و با پائے جرس آہنگی نطقش قافلہ اسرار تقدس جادہ پیمائے مطالب عشق و ہوس ۔ نسیم گلشن طبعش تا بشورش پرے افشاند اژدہائے ست مردم خوار و زلال چشمۂ التفاتش تا پہلوے موج گرداند ۔ طوفان آتشی ست بے زینہار تلاش عبارات طعن از اثر درشتیش خشن کارگاہ دلگیری ۔ تفقہ بمش معنی خلق ابظہور ملائمتش حریر کسوت آفاق تسخیری ۔ با نثار گوہر آبدارش گوشہا گنج خانہ ودیعت اسرار و با حماس پرتو وعدہ اش دیدہا آمادہ مطلع دیدار ۔ اگر انجمن ہست بے حضورش از آئینہ داران عالم تصویر و اگر خلوت ہست بی خیالش از نخواہہائے او نام تعبیر ۔ ہر چہ منقوش عبارت اوست از صفحۂ ہستی بیرون و آنچہ موسوم عبارت او یک قلم عدم مضمون ۔ ہمائیکہ ملکت گیر و دار امکان از سایہ پروردگان وسعت بال اوست و عندلیبیکہ رنگ و بوئے بہار اعیان از گلفروشان کیفیت مقال او ۔ قوت پرواز مقاصدش ارادۂ حقیقت بے نشان و شوخی بال مطالبش تحریک زبان حضرت انسان ۔

حل: طبائع مین سخن کا ورود فرشتون کا نزول ہے حقیقت دل کے عرش سے
ظہور آبادِ عالم تصرف و تدبیر ہین - یعنی سخن بمنزلہ فرشتون کے ہے جو دل کی
عرش سے دنیا مین اترتے ہین تاکہ دنیا کے تصرف و تدبیر مین مصروف ہون اور
یہ ظاہر ہے کہ دنیا کا انتظام بدون سخن (کلام و تکلم) کے ممکن نہین اور سخن کا
ورود بحکم کمال قدرت و تاثیر کے اعیان ممکنات کی کارفرمائی ہے سخن نے جہان
کہین عشق سے دم مارا تصور کی بنیاد دیدی گویا آگ ڈالدی اور جہان کہین حسن کی
ادا دکہائی حیرت کا آئینہ خانہ آراستہ کیا یعنی سخن عشق خیالات مین آگ لگا دیتا ہے
(جوش پیدا کر دیتا ہے) اور جب حسن کی ادا دکہاتا ہے یعنی حسن کی داستان سناتا
ہے تو حیرت مین ڈالدیتا ہے اُسکی فطرت کی صیادی کے افسون سے غیب آشنایان
معنی (شعراء حکماء) کا عنقا سانس کی تحریک کا رشتہ بپا ہے - یعنی سخن سانس
کے ذریعہ سے ادا ہوتا ہے اور عنقا سے معنی کو رشتہ بپا (قید) کر لیتا ہے اور اُسکی
فطرت کی جرس آہنگی (آواز جرس) سے اسرار تقدس کا قافلہ مطالب عشق و ہوس
کا جادہ پیما ہے سخن کے گلشن لطف کی نسیم اگر ایک پر جہاڑے ایک مردم خوار
اژدہا کی چہنکار ہے اور اُسکے چشمۂ التفات کا میٹھا پانی جب موج کے پہلو کو پہراوے
(گردش) دے تو ایک طوفان آتش ہے جس سے پناہ نہین یعنی سیری نہین ہوتی
اور تشنگی طلب بڑہتی ہی رہتی ہے - عبارات طعن (نکتہ چینی) کی تلاش سخن کی
سختی کے اثر سے دلگیری کے موٹے اور سخت کپڑے کی کارگاہ ہے یہ قاعدہ ہے
کہ طعن سے انسان دلگیر ہوتا ہے - معنی خلق (نرمی) کی جستجو اُسکی ملائمت سے کہ ظہور
سے آفاق تسخیری کے لباس کا حریر ہے یعنی سخن ملایم سے عالم مسخر ہوتا ہے - سخن
کے گوہر آبدار کے بکہیرنے سے کان ودیعت کے گنج خانے ہین اور اُسکے وعدہ
کا پرتو محسوس کرنے سے آنکہین مطلع دیدار بننے پر آمادہ ہین اگر محفل ہے بے حضور
سخن عالم تصویر ہے آئینہ دار درون سے ہے یعنی ساکت اور اگر خلوت ہے بدون
خیال سخن کے اپنے خوابون مین سے ہے جنکی تعبیر محض اوہام ہین - سخن کی عبارت
کا جو کچھ منقوش ہے صفحۂ ہستی سے باہر ہے اور جو کچھ اُسکی عبارت کا موسوم ہے
وہ بالکل عدم المضمون ہے (مراد کلام نفسی ہے جو ذات باریتعالی کی صفت ہے)

سخن ایسا ہوا ہے کہ گیرودار امکان کی سلطنت اُسکی وسعت بازو کے سایہ پرورد ہان مین سے ہے اور سخن ایسی بلبل ہے کہ اعیان ثابتہ کی رنگ و بو اُسکی کیفیت اقبال کے گلفروشون مین سے ہے - اُسکے مقاصد کی قوت پرواز ایکنلئے نشان حقیقت کا ارادہ ہے اور اُسکے مطالب کی شوخی کی بازو حیرت انسانون کی زبان کی تحریک ہے

چیست انسان حرف و صوتی فارغ از نطق و بیان
جلوۂ نیرنگی در پردۂ حیرت عیان

حل - انسان کیا شے ہے ایک حرف و صوت ہے جو نطق اور بیان سے فارغ ہے یعنی کلام نفسی کا جزو ہے جسکی صدا (کن) ہے اور نیرنگی کا ایک جلوہ ہے جو پردۂ حیرت مین عیان ہو رہا ہے کیونکہ انسان عالم صغیر ہے جسکی صفات و کمالات نے ایکو حیرت طاری ہوتی ہے -

یک نفس پرواز آہنگش ز ہستی تا عدم
یک قدم جولان جنبش ز بی‌نشان تا با نشان

حل - اُسکی آواز کی پرواز کی ایک سانس ہستی سے عدم تک ہے اور اُسکے ارادے کے جولان کا ایک قدم بے نشان سے بانشان تک (امکان سے لیکر وجوب تک) ہے -

شوخی مضمون او حرف عبارتہا خاص
غیب در دل روح در فکر و مثال اندر زبان

حل - اُسکے مضمون کی شوخی خاص عبارتون کا حرف ہے - غیب اُسکے دل مین روح (مجردات) اُسکے فکر مین اور مثال (عالم برزخ) اُسکی زبان ہے -

زین صدا تمثال بال افشان دو عالم زیر و بم
زین نفس طینت عیان صد رنگ پیدا و نہان

حل - اس صدا کی تصویر سے زیر و بم کے دو عالم بال افشان ہین اور اس آواز کی طینت و اصلے سے ظاہر اور پوشیدہ سو رنگ عیان ہین - یعنی انسان کے نطق مین یہ صفت ہے -

نسخۂ اسرار تحقیقش اگر برہم زنی
چون سخن جز معنی محضش نیابی در میان

حل - اگر تو انسان کی تحقیق اسرار کی کتاب اُلٹ پلٹ کر دیکھیگا تو جس طرح سخن مین معنی کے سوا کچھ نہین ہوتا تو اسی طرح بجز معنی (اسرار باطن) کے اُسمین کچھ نپائیگا -

آب گشت اندیشہ زین افسون نیرنگی مپرس
سوخت بینائی ازین افسانہ حیرت مخوان

حل - فکر پانی ہو گیا اس افسون نیرنگی کی حقیقت کچھ نپوچھ - دیکھنے سے بینائی جلگئی

اس افسانۂ حیرت سے کچھ نہ پڑھو -

ازطلسمِ خاک طوفان سخن سحر ست و بس   نیست جز اعجاز ہر جا سرمہ بر وا روفنا   لن

حل - طلسم خاک (انسان) سے سخن کے طوفان کا اٹھنا ایک جادو ہے اور بس -
شور جو ہر جگہ سرمہ حاصل کرتا ہے (خموش ہو جاتا ہے) یہ اعجاز کے سوا کچھ نہیں -
خاک سے سخن کے طوفان کا اٹھنا انسان کا ناطقہ بند کر دیتا ہے -

لن
نکتہ - نفس رحمانی کہ باصطلاح اہل تحقیق منشاء الٰہی کا نیش نامیدہ اند و مصدر حقائق
موجودات کلی و جزئی معین گردانیدہ فی الحقیقت حقیقۃً سخن ہست - در غیب ارواح
وامثال واشباح کہ عناصر ظہور کیفیات اوست دائر - و لایزال در ہر مرتبہ باعتبار
خاص شوخیہائے تعینش بمنزلہ جزء ناریست بانوار ہویت مطلق پیوستہ کہ مدرکہ را
دستنہام آن کیفیتے بحض توہم کردن ہست وارواح یعنی جزء ہوائیش معنی بسیط را حائل
تعقل آوردن - در مثال بحکم جزء مائی افسانۂ امواج عبارات شنیدن و در اشباح بغلبۂ
جزء ترابی نقوش کماہیتش محسوس دیدن - بتلاش تشخص ظہورش در ہر مقامیکہ قدم شوق
میفرساید بقدر توہم مراتب خود را باسمی و اسمے مستاید چہ اجسام و چہ عناصر و چہ اجرام -

حل - نفس رحمانی (مطمئنہ) جسکو اہل تحقیق کی اصطلاح میں کلی منشاء الٰہی نام کہتے
ہیں اور جسکو حقائق موجودات کلی و جزئی کا مصدر متعین کیا ہے وہ در حقیقت سخن
ہے - (سخن سے یہاں مراد یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک الآیہ ہے)
وہ سخن عالم غیب اور ارواح اور امثال یعنی برزخ (اور اجسام) میں جنکی کیفیت کا
ظہور عناصر میں دائر ہے اور ہمیشہ ہر ہر مرتبہ میں ایک خاص اعتبار کے ساتھ اسکے
تعین کی شوخیان ساتھ ہیں - عالم غیب اسکے لئے ایک جزو ناری ہے جو ہویت
مطلق کے انوار سے ملا ہوا ہے - یعنی سخن غیب سے نازل ہوتا ہے اور اسمیں
آگ کا اثر ہے جو واجب الوجود کی ہویت مطلق کے انوار یعنی اسکی ذات کے
انوار بحکم نور الٰہی ہے جو صفات سے مبرا ہے ملا ہوا ہے کیونکہ قوت مدرکہ کو اسکے
سمجھنے میں محض ایک کیفیت کا توہم کرنا ہے یعنی قوت مدرکہ کو بجز ایک وہمی کیفیت
کے کچھ ادراک نہیں ہوتا - اور ارواح جو سخن کے اجزا سے ہوائیہ ہیں انکو ایک
بسیط معنی کا جس میں ترکیب و تجزیہ کو دخل نہیں تعقل کرنا ہے کیونکہ ارواح ابسط کیلئے

موافق نسبتاً ہی موزون ہین اور امثال مین چونکہ سخن کے اجزا رمانیہ ہین لہذا
انکو موزون عبارات کا انساب شنتا ہے اور اشباح (عکس یا سایہ اشیاء اور اجسام)
مین بسبب غلبۂ جزو خاکی کے اُسکی حقیقت کے نقوش کا محسوس دیکھتا ہے نکہ اصل
حقیقت کا ۔ اسلئے سخن ظہور کی تلاش مین جس مقام مین قدم شوق دوڑتا ہے بقدر
توہم مراتب کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے خواہ اجسام ہون خواہ عناصر ہون خواہ
اجرام ہون یعنی سب سخن ہی کی تلاش مین ہین اور سخن ہی نے سب کا نام جُدا
جدا رکھہ دیا ہے (ہم لکھہ چکے ہین کہ سخن سے مراد کلام نفسی ہے جو جناب باری
کی صفت ہے جسکا ظہور کن فیکون ہے اور یہی سخن انبیاء کیلئے وحی اور اولیاء
کے لئے الہام ہے)

آن نغمۂ بے نشانی پردۂ راز ✤ کانسان زنواے اوست مخرج پرداز
در آئنۂ جماد موج رنگ است ✤ در طبع نبات بو بحیوان آواز

حل - وہ پردۂ راز کا بے نشان نغمہ جسکی آواز سے انسان مخرج کا آراستہ کرنیوالا ہے
جمادات (لعل وجواہر) کے آئینے مین رنگ کی ایک موج ہے اور نباتات مین
خوشبو اور حیوانات مین آواز ہے ۔

نکتہ - آتش در طبع جماد برنگ آن حقیقت ہست چراغ افروز خلوتخانۂ غیب - و ہوا
در مزاج نبات نفس زدن آن اسرار الٰہی ریاحین ارواح بے شبہ و ریب -
صدا در طبیعت حیوان نحو مثالش در ہمہ عرض مراتب و مدارج - و سخن در ذات
انسان شہود جمیع اشیائش کمر بند آراستہ دستگاہ مخارج - پس آفاق قافیۂ سخن
است اما ناقص ترجمہ - و انسان عبارت آن در کمال تصریح و وضوح - ہر گاہ اہل
انسان کہ گنجہائے اسرار الٰہیہ در عناصر ہست و زانوی خیال باطن وظاہر تحقیق
آن نفس توجہ گمارد نقاب بیچ در انتہاش از نقائش موہومہ خود بر دریدارد - یعنی
نفس انسانی در جہان بیرنگی بادۂ ظہور اسما دست و در فضاء ارادت تکلم بلباس
انشاء ارواح بال کشا تا از کام و زبان میل تراوش بعنایہ کیفیت مثالش حاصل
است و چون در صورت تلفظ و اظہار مرئی میگردد عالم اجسامش منزل -
حل - جمادات کی طبیعت مین جو آگ ہے (پتھر مین آگ ہوتی ہے) یہ اُس حقیقت

الہی کی تجلی ہے جو خلوتخانۂ غیب کی چراغ افروز ہے یعنی ہم اُسکی حقیقت سے
واقف نہین اور ہوا نباتات کے مزاج مین کیا ہے بے شک و شبہہ سانس
مارنا (چٹکنا) نام اُن اسرار یعنی ارواح کی کلیون کا ہے یعنی نباتات کیلئے بھی عالم
ارواح ہے اور حیوان کی طینت مین صدا کیا شئے ہے عرض مراتب و مدارج
کی تمہید مین اُسکے عالم برزخ کی نمود ہے یعنی جب حیوان بولتا ہے تو عالم برزخ
مین جو کچھہ اُسکا مرتبہ اور درجہ ہے اُسکو ظاہر کرتا ہے اور انسان کی ذات مین سخن
کیا شئے ہے اُسکا شہود جسمانی دستگاہ مخارج کے لباس کا آراستہ کرنیوالا ہے یعنی
سخن سے انسان کے مخارج آراستہ ہوتے ہین سخن کا یہی شہود جسمانی ہے پس
تمام دنیا سخن کا مصحف ہے لیکن غیر مفتوح یعنی کسی پر کھلا نہین۔ اور انسان کیا ہے
اس مصحف کی عبارت ہے کمال تصریح اور فصاحت کے ساتھ لکھی ہوئی۔ جبکہ وقت
انسان کا تامل جو سوالید و عناصر کے اسرار کا گریبان اور باطن و ظاہر کے خیال
کا زانو ہے (اسرار یا تو گریبان مین سر دینے یا زانو پر سر رکھنے (مراقبہ کرنے) سے
منکشف ہو سکتے ہین) اس معمے کی تحقیق مین نفس توجہ کو مقرر کرتا ہے اُسکے
تمام مراتب کا نقاب وہی موہومہ نفیس اشیاء کے چہرے سے اٹھاتا ہے یعنی
سخن سے بہتر کوئی شئی اوسکو نفیس معلوم نہین ہوتی۔ یعنی ذات انسانی جہان
نیرنگی مین ظہور اسماء کا مادّہ اور میدان ارادت تکلم مین فضاء ارواح کی وسعت مین
بازو کہولنے والا ہے یعنی انسان اسماء الہی کا ظہور اور عالم ارواح کی باتین کرنے
والا ہے جب تالو اور زبان سے تراوش سخن کی رغبت کرتا ہے عالم برزخ کی کیفیت
اُسکو حاصل ہے اور جب خطوط اور سطور کی صورت مین دیکھا جاتا ہے تو عالم اجسام
اُسکی منزل ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ انسان جس شئے سے عبارت ہے وہ
صرف سخن ہے جو مختلف صورتون مین ظاہر ہوتا ہے۔

بیت

من بگیرم کہ اثر نیست زحضور ذکر دوامم او ۔۔۔ چو نگین نشد کہ فرو روم بخود از خجالت نامم او

حل۔ مین سنگدل اُسکے ذکر دوام کو حضور سے کیا اثر اخذ کرون یعنی باوصف اسکے
کہ مین ہر وقت اسکی یاد کرتا ہون پھر بھی میرے پتھر جیسے دل پر قساوت کے باعث
کچھہ اثر نہین ہوتا یہ بات میسر نہوئی کہ مین اسکے نام کی خجالت سے نگین کی طرح

اپنے ہی میں گرہ جاؤں - نگین مہر کا ہوتا ہے کسی نام کا اسیر کندہ ہونا گویا اپنے
وجود میں دھنس جانا ہے - مجھے یہ بات بھی نصیب نہوئی -

سخن آب گشت و بیاری نشد گشادہ رمز تبسمش   تک و تاز حسرت موج مے نرسید تا خط جام او

حل سخن پانی ہوگیا مگر معشوق کی رمز تبسم سے ایک عبارت بھی نہ چھیڑی (نہ کھلی)
موج مے کی تگ و تاز کی حسرت خط جام تک نہ پہنچی - خط جام وہ ہے جہاں تک
شراب بھری جاتی ہے یعنی یہ معلوم نہوا کہ معشوق نے کیوں تبسم کیا حسرت رہگئی -

نہ سرے کہ سجدہ بنا کند نہ لبے کہ برگ ثنا کند   بکدام مایہ ادا کند عدم ستمزدہ وام او

حل نہ سر ہے جس سے سجدہ کرے نہ لب ہے کہ ثنا کا سامان کرے ایک عدم (یعنی
معدوم) جو ستمزدہ ہے کس مایہ سے اسکا قرض (سجدہ اور ثنا) ادا کرے معدوم
تو کچھ بھی نہیں کرسکتا -

سر خاک اگر بہوا رسد چو نظر کجی بپا رسد   نرسیدہ ام بعمارتی کہ بہ بالم از در و بام او

حل - خاک کا سر اگر ہوا پر پہنچیگا جب تو غور سے دیکھیگا تو آخر گر کر پاؤں کے نیچے
پہنچیگا میں ایسی عمارت پر نہیں پہنچا جسکے در و بام تک پہنچنے کا فخر کروں -

تگ و پوی بیہدہ یافتم بہزار کوچہ شتافتم   ز دراز نفس نشگافتم کہ رسم بگرد خرام او

حل - بیہودہ تگ و دو آراستہ کی ہزار کوچے میں دوڑا سانس سے ایک دروازہ بھی نہ
یعنی راہ پیدا نکی کہ معشوق کے گرد خرام تک پہنچتا

بہوا سر نکشیدہ ام بہ نشیمنی نرسیدہ ام   ز پر شکستہ تنیدہ ام بخیال حلقۂ دام او

حل - نہ میں ہوا میں اڑا نہ کسی نشیمن تک پہنچا محض خیال میں اپنے ٹوٹے ہوئے پروں
سے اسکے دام کا حلقہ (پھندا) تن رہا ہوں کہ اسمیں پھنس جاؤں یعنی میں اپنے
پھنسنے کیلئے اپنے ٹوٹے ہوئے پر سے دام بنا رہا ہوں -

نہ دماغ دیدہ کشودنی نہ سر فسانہ شنودنی   ہمہ را ربود غنودنی بکنار رحمت عام او

حل - نہ آنکھیں کھولنے کا دماغ ہے نہ داستان سننے کا خیال ہے (قصہ سننے سے
نیند آجاتی ہے) اسکی رحمت عام کی بغل میں نیند سب کو لیگئی ہے مزے سے
پڑے سو رہے ہیں

ز حسد نمیری ازدلی بہ عروج فطرت بیدلی   تو مسلم ملکوت شو کہ نہ حریف کلام او

حل - اسے کمینے تو حسد سے فطرت (طبیعت) بیدل کے عروج تک نہین پہنچ سکتا - اب معلم الملکوت (شیطان) بجا کیونکہ تو بیدل کے کلام کا مدمقابل نہین نکلتہ - در چارسوی کیفیات ظہور کہ ہر فرد از افراد انسانی با حقیقت خود سودا است پنہانی و معاملہ ایست وجدانی باہمہ زیانکاری نقد انفاس در جیب ہر معاملہ نفعے است متمکن و در طبع ہر سودا سودے متضمن - اینجا نالہ بہ تعمیر رواج نرسیدہ تا قیمت دل نقصان شکست نبرد نگاہ دوکان تحیر نچیدہ تا قماش جمعیت مژگان برہم نخورد - بگردش رسیدن ہر ساغرے مقدمۂ ظہور کیفیتے ہست و بانقلاب رسیدن ہر وضعے تمہید و قوع خاصیتے -

حل - چارسوی کیفیات ظہور (امکان) مین کہ ہر فرد کو افراد انسانی سے اپنی حقیقت کے ساتھ ایک پوشیدہ سودا اور ایک وجدانی معاملہ ہے باوصف تمام نقصان نقد انفاس کے ہر معاملہ کی جیب مین ایک نفع برقرار اور ہر سودا کی طبیعت مین ایک فائدہ ملا ہوا ہے یعنی صرف انفاس بے یاد الٰہی بیہودہ جاری ہین - باقی نفع ہی نفع خیال کیا جاتا ہے یہان نالہ رواج کی تعمیر تک نہین پہنچا یعنی نالہ کو اُسوقت تک رواج نہین ہوتا جبتک دل کی قیمت شکست کا نقصان نہین اُٹھاتی یعنی نالہ بے اثر جاتا ہے اور دل ٹوٹتا ہے اور کسی نگاہ نے اسوقت تک تحیر کی دوکان آراستہ نہین کی جبتک مژگان کا اسباب تجارت برہم نہین ہوا یعنی پلکین کھولتے ہی حیرت طاری ہوتی ہے ہر ساغر کا گردش کرنا ایک کیفیت کے ظہور کا مقدمہ ہے اور ہر وضع کا انقلاب مین جوش مارنا ایک خاصیت وقوع کی تمہید ہے یعنی عالم امکان مین جو کچھ ہے شہود وجود ہے اور یہ سب اُسکے خواص ہین -

ہر دل از نالہ بہار اثرے میخواہد　　　ریشۂ پیرائی ہر تخم پرے میخواہد

حل - ہر دل نالہ سے اثر کی ایک بہار چاہتا ہے اور ہر تخم کی ریشہ پیرائی ایک پر چاہتی ہے کہ اہی اُڑ جاے -

ہر کجا نکہت گل پیرہن رنگ درید　　　نیست پوشیدہ کہ از خود سفرے میخواہد

حل - جس جگہ پھول کی خوشبو نے رنگ کا پیراہن پھاڑا درنگ سے باہر نکلی یہ بات

پوشیدہ نہیں کہ اسے سفر کرنا چاہتی ہے۔

اضطراب پر و بال آئینۂ پروازی است
باز گردیدن مژگان اثری میخواہد

حل - پر و بال کا مضطرب ہونا پرواز کا آئینہ ہے یعنی اس سے اڑنا صاف معلوم ہوتا ہے۔ پلکون کا کھلنا ایک اثر چاہتا ہے یعنی پلکین بلا وجہ نہیں اٹھتین -

قطرہ ہر گاہ کشد سر بہوائی نیسان
شوق جمعیت وضع گہرے میخواہد

حل - قطرہ جب نیسان کی ہوا مین سر نکالتا ہے تو اسکا شوق وضع گوہر کی جمعیت چاہتا ہے یعنی حالت انتشار سے گذر کر گوہر بنجاتا ہے -

ہر کجا چشم پر و مژدۂ دیداری ہست
ہر کجا دل تپش آرد خبرے میخواہد

حل - جہان آنکھہ پھڑکتی ہے ایک دیدار کا مژدہ ہوتا ہے اور جہان دل تڑپتا ہے وہ ایک خبر چاہتا ہے -

برق ہر جلوہ تقاضائی ناز دگر است
عرض خورشید غبار سحرے میخواہد

حل - ہر جلوے کی برق ایک اور ہی ناز کی تقاضائی ہے آفتاب کا نکلنا صبح کا غبار چاہتا ہے (شعاع مین غبار کے ذرّے اڑتے ہین -)

نکتہ - توجہ خاطر بالفت فقر از علامات لطافت طبع است یعنی دماغ خلقت درین فشا و بحسب فرط نزاکت تاب کدورت اسباب نیآمد و تعلق ضمائر بہ محبت جاہ از دلائل آثار کثافت کہ بار کلفت گیر و دار غیر از دوش خشونت بر سے دارد - اما بے توہم لطافت کثافت شخص حقیقت را در ہر صفت جز پاس ناموس ظہور متصور نیست از آثار حسن جا آرایش بسا طِ عظمتش در پیش است و از اوضاع رغبت مدعا حصول سر منزل راحت خویش -

حل - فقر کے ساتھہ دل کی توجہ لطافت طبیعت کی علامات سے ہے یعنی خلقت کا دماغ اس معاملہ مین نزاکت کی زیادتی کے موافق کدورت اسباب دنیوی کی تاب نہین لاتا یعنی جو لوگ لطیف طبع ہین انکو دنیوی اسباب عیش کی تاب نہین ہوتی اور دلون کا تعلق جاہ دنیوی کی محبت کے ساتھہ آثار کثافت کے دلائل سے ہے یعنی طالبان جاہ دنیا کثیف الطبع ہوتے ہین کیونکہ گیر و دار کا بار کلفت بجز دوش خشونت کے کوئی نہین اٹھا سکتا لیکن بغیر وہم لطافت و کثافت کے حقیقت والے

(عارف) کو ہر صفت مین عجز نا موس ظہور قدرت کے کسی کا پاس متصور نہین اُسکو آثار حسب جاہ سے بساط عظمت قدرت کی آرائش درپیش ہے اور طرح طرح کی رغبت سے اپنی سر منزل کی راحت کا حصول اُسکا مدعا ہے - یعنی عارف ہر حالت مین منزل مقصود پر پہنچنا چاہتا ہے اسکو لطافت وکثافت سے کچھ کام نہین -

حقیقت ہر کجا آہ ہے ست آزادی ست منظورش بہر جا داغ بجوشد فراغ کردہ مسرورش

حل - حقیقت جہان آہ بنگی ہے اُسکو آزادی منظور ہے جہان داغ جوش مارتا ہے ایک فراغت اُسکو خوش رکھتی ہے یعنی جب داغ ناکامی ملگیا اطمینان حاصل ہوگیا -

نظر بر خویش واکردست گر بینند بیدائش بجیب خود فرو رفتہ ست گر یابند مستورش

حل - اگر اسکو برملا دیکھتے ہین تو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ آپ اپنے کو دیکھتا ہے اور اگر اُسکو پردے مین پاتے ہین تو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ اپنی جیب مین اُتر گیا ہے - یعنی ناظر و منظور اور شاہد و مشہود وہی ہے -

غرور عجز اینجا نے نیاز غیر پیدا شد سلیمانی بخود میناز د از جمعیت مورش

حل - یہان غرور عجز کو غیر کی پرواہ نہین ہوتی اُسکی چیونٹیون کی جمع ہونے پر سلیمانی اپنے اوپر ناز کرتی ہے یعنی عارف کے غرور عجز کا یہ مرتبہ ہے -

نگہ شوق جہان بینش تغافل ذوق تسکینش ادب مینا تمکینش جنون پیمانہ شورش

حل - اسکی نگاہ اک جہان بین شوق ہے یعنی چاہتی ہے کہ جہان کو دیکھے اُسکا تغافل ذوق تسکین ہے یعنی اُسکو تغافل ہی سے تسکین ہوتی ہے ادب اسکی تمکنت کا شیشہ اور جنون اُسکے پیمانہ کا شور ہے -

حبابے را کہ می بینی حضورش دارد اینجا سرابی را کہ می بینی سیاہی میکند نورش

حل - جس بلبلے کو تو جانچتا ہے وہ اُسکے حضور کا اشارہ کرتا ہے اور جس سراب کو تو دیکھتا ہے اُسکا نور اُسکو سیاہ کرتا ہے یعنی دھوکے کو اُسکا نور مٹا دیتا ہے -

نکتہ - روح انسانی جوہر لیست بسیط و بحسب لطافت بر جمیع اشیاء محیط - ہر گاہ نفس تعلق اعتبار سے بند و بترکیب کیفیات عنصری سے پیوند و مشاہدہ تفہا دستگاہ اصلی توجہ اش مصروف این اندیشہ میدارد کہ از ہر چہ از مراتب اعتبار کوئی ہست باحتیاط در تصرف آرد ناچار خود را محتاج جمیع اشیاء می یابد و سبب احتیاج

بطالب حصول آن سے شتابد خواه آن اشیا از امور ذہنی باشد مثل معلومات
حقائق و معانی و خواه از اسباب خارجی مثل محسوسات دستگاه امکانی۔ دوست
داشتن ہر چیزیش دلیل احتیاج ہست۔ محتاج ہرچہ بدست آرد مفت می شمارد
اما رفع احتیا جش در ہیچ حالتے ممکن نیست کہ تا ترکیب جزئی باقی ہست احرام
بساطت کلی نمیتوان بست و تا کثافت جسمانی متصور ست بہ لطافت روحانی نمیتوان
پیوست اینجا معلوم شد کہ این جوہر مقدس جمعیت از دست داده خود را در صورت
فراہم آوردن اسباب بے جوید و تا بسر منزل تنزه پیوستن ہمان ہر جاده اضطراب
سے پوید۔

حل۔ انسانی روح ایک جوہر غیر منقسم ہے اور لطافت کے باعث جمیع اشیا
پر محیط۔ جب اُسکا نفس اعتبار کا تعلق باندھتا ہے اور کیفیات عنصری کی
ترکیب سے ملتا ہے اور مشاہده نقصان دستگاه اصلی کا اُسکی توجہ کی ہمتی کو اس
اندیشہ مین مصروف رکھتا ہے (یعنی دنیا سے جب اُسکا تعلق ہوتا ہے تو وه
اُسمین اپنے اصلی دستگاه معرفت الہی کا نقصان دیکھتا ہے) کہ جو کچھ مراتب
اعتبار کونی سے ہے احتیاط کے ساتھہ اپنے تصرف مین لاوے ناچار اپنے
کو تمام اشیا کا محتاج پاتا ہے اور بے اختیار اُسکے حصول کی طلب مین دوڑتا
ہے خواه وه امور اشیاء ذہنیہ سے ہوں مثل معلومات حقایق و معانی کے اور
خواه اسباب خارجی سے ہوں مثل محسوسات دستگاه انسانی کے۔ اُسکا
ہر شے کو دوست رکھنا احتیاج کی دلیل ہے محتاج کے ہاتھ مین جو کچھ آتا ہے
وه اُسکو مفت تصور کرتا ہے لیکن اُسکی رفع حاجت کسی حالت مین ممکن نہین
جب تک جزئی ترکیب باقی ہے وه بساطت کلی کا احرام نہین باندھ سکتا یعنی
دنیا مین آکر نفس انسانی بسیط نہین ره سکتا اور جب تک کثافت جسمانی متصور
ہے روحانی لطافت سے نہین ملسکتا۔ یہان معلوم ہوا کہ یہ مقدس جوہر جسنے
جمعیت کو کھو دیا ہے اپنے کو اسباب کے فراہم لانے کی صورت مین ڈھونڈھتا
ہے اور تنزه ذات کی سر منزل پر پہنچنے تک مضطرب رہتا ہے ؎

ہر کسے کو دور ماند اصل خویش ✤ باز جوید روزگار وصل خویش

چه نقشها که نشد جلوه گر ز پردهٔ شوق — چه رنگها که ندارد طلسم غنچهٔ ذوق

حل - کونسے نقش پردۂ شوق سے جلوہ گر نہیں ہوئے غنچۂ ذوق کا طلسم اپنے اندر کیا کیا رنگ نہیں رکھتا یعنی عارف ہر شے میں صفات الٰہی کا جلوہ دیکھتا ہے

همین نفس که غبار تعلق وهمی است — هزار پیچ و خم آورده شد بگردن طوق

حل - یہی سانس کہ وہمی تعلق ممکنات کا غبار ہے اُسکے طوق بنانے میں ہزار پیچ و خم ڈالے گئے ہیں - یعنی سانس اگرچہ بے حقیقت ہے مگر اُسکے تعلقات کا طوق بہت مضبوط ہے جس سے رہائی نہیں ہو سکتی -

سواد جوش تمنا چه آسمان چه زمین — نوای زیر و بم آرزو چه تحت چه فوق

حل - کیا آسمان اور کیا زمین سب جوش تمنا کا سواد ہے کیا تحت اور کیا فوق سب آرزو کے زیر و بم کی آواز ہے - یعنی ہر شے انسان کے مدعا کیلئے بنائی گئی ہے -

شده عمرها که نشانده ام به کمین اشک چکیده — ولی ز نالهٔ بی اثر گره است ز رشته بریده

ترکیب - مصرعہ اولی کے نشاندہ کا مفعول مصرعہ ثانیہ ہے -

حل - مدتیں ہوئیں اشک چکیدہ کی گھات میں میں نے اپنے دل کو جسکا نالہ بے اثر ہے بٹھا رکھا ہے یعنی جب نالہ میں اثر نہیں اور رشتہ کی گرہ نہیں کھلتی اور اسلئے مجبور ہو کر اُسکو رشتہ سے کاٹ ڈالا ہے تو بجز اسکے کہ ایسی حالت میں روؤں اور کیا کر سکتا ہوں -

کجاست آنکه بدسترس کشم ز طاقت دل نفس — چو حباب میکشم از هوس عرق به دوش خمیده

حل - مجھ میں وہ دسترس کہاں ہے کہ طاقت دل سے ایک سانس بھی لے سکوں یا طاقت دل کا دم بھروں - میں تو حباب کی طرح محض ہوس سے اپنے دوش خمیدہ پر عرق کھینچتا ہوں یعنی بے طاقتی کے باعث نادم ہوں -

منم به برق سپر جنون قدم بکدام مرحله اوفتم — که چو شمع شده همه عضو من کف پای آبله دیده

حل - میں کہ برق سپر اور جنون قدم ہوں کونسی منزل پر گروں کیونکہ تمام اعضا مثل شمع آبلہ دیدہ کف پا بنے ہوئے ہیں شمع کی بتی سفید اور تیل میں پھولی ہوئی آبلہ کی مانند ہوتی ہے یعنی جب ہر عضو آبلہ دار کف پا بنا ہوا ہے تو میں کیونکر چل سکتا ہوں -

زخمار فطرت نارسا بدو جام شعلہ فسون برآ   زدہ شور مستیم این صلا ز دماغ نشہ رسیدۂ

حل - فطرت نارسا کے خمار سے دو جام پینے کے ساتھہ جو شعلہ فسون ہے باہر آ - یعنی معرفت الہی کی شراب پی اور اپنی نارسا فطرت سے نکل - شور مستی نے دماغ سے جو نشہ رسیدہ ہے یہی آوازہ مارا ہے - یعنی جسطرح مین شراب عرفان سے مست ہون تو بھی اسیطرح مست ہو -

حذر از فضولی عز و شان کہ مباد در دم امتحان   ہوس ز نقش نگین غم خورد پشت دست گزیدۂ

حل - عز و شان کی فضولی سے احتراز کر ایسا نہو کہ امتحان کیوقت تیری ہوس نقش و نگین سے ویسا ہی غم کہائے جیسے ہاتھ کی پشت کا کاٹا ہوا غم کہاتا ہے یعنی آخر مین افسوس کرنا پڑے نگین کے نقش سے شہرت ہوتی ہے مگر اسکو بالآخر افسوس سے پشت دست کاٹنا پڑتا ہے - نگین کا نقش خود کٹا ہوا ہوتا ہے امتحان یعنی مرنے کے بعد صرف نگین باقی رہجاتا ہے مگر فضول کیونکہ مہر اُسیوقت تک کام کی ہے جبتک انسان زندہ ہے -

بخیال گوشۂ عافیت چو غبار ہرزہ فسردہ ام   بکجاست ہمت وحشتے کہ رسم بدامن چیدۂ

حل - مین گوشہ عافیت کے خیال مین غبار کیطرح فضول افسردہ ہون وحشت کی ایسی ہمت کہان ہے کہ اُڑکر کسیکے چیدہ دامن تک جا پہونچے تاکہ یہی گوشہ عافیت بنجائے -

ز وداع فرصت پرفشان بکدام نالہ دہم زبان   مگر این جریدہ رقم زنم بخط غبار رمیدۂ

حل - فرصت پر پھڑپھڑاتی ہوئی رخصت ہوگئی - اب مین کونسا نالہ زبان سے نکالون - یعنی نالہ کرنے کی بھی فرصت نہین مگر اب اپنا دفتر خط غبار رمیدہ سے لکھون (غبار بھی رمیدہ بھلا کیونکر لکھنا ممکن ہے)

بفنا شود مگر آشکار اثر سجود دوام من   ز حیا بجبہہ نہفتہ ام خط ہر زمین نکشیدۂ

حل - میرے دائمی سجدہ کا اثر شاید فنا ہونیکے بعد ظاہر ہو - سجدے سے جو میرے خط زمین پر نہین کھنچا اُسکو حیا سے اپنی پیشانی مین چھپائے ہوئے ہون - یعنی مین اپنے سجدے کو کسی پر ظاہر کرنا نہین چاہتا - کیونکہ یہ ریا ہے اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ ریا شرک ہے -

زقبول معنی دلنشین ہم آنقدر بے اثر قرین کہ بگوش من نشد آفرین سخن زکس نشنیدہ ؛

حل - معنی دلنشین کے قبول کرنے سے مین اثر سے اتنا ہی نزدیک نہین کہ میرے کان مین کسی کا سخن جو مینے اب تک نہین سنا آفرین کہہ پہنچے - یعنی میرے سخن دلنشین کو نہ کوئی قبول کرتا ہے نہ داد دیتا ہے مصرعہ ثانیہ مین آفرین کشد کا مفعول اور سخن زکس نشنیدہ فاعل ہے -

نہ ز شور انجمنم خبر نہ بشوخی چمنم نظر مژہ چو چشم کشودہ ام بغبار رنگ پریدہ ؛

حل - نہ مجھے شور انجمن کی خبر ہے نہ چمن کی شوخی پہ میری نظر ہے مین اڑے ہوئے رنگ پریدہ کے غبار مین چشم کشودہ کی پلک ہون یعنی متحیر ہون - مژہ چو چشم کشودہ ام دراصل مجو مژہ چشم کشودہ ہے - ضرورت شعری سے مضاف اور مضاف الیہ کے مابین حرف تشبیہ حائل ہوگیا -

من بیدل از چمن وفا چو دل شکستہ دمیدہ ام ثمر نہال ندامتم بہزار نالہ رسیدہ ام

حل - مین بیدل چمن وفا سے ٹوٹے ہوئے دل کی طرح اُگا ہون مین نہال ندامت کا ثمر ہون اور ہزار نالون سے پہنچا ہون یعنی نالون نے ندامت کے سوا کچھ حاصل نہین کیا -

نکتہ - اینک عالم میخوانیم صفحہ دل مطالعہ کردہ ایم وآنچہ آشنا میدانیم سطر نگاہ تحیر آوردہ - دل اجتماع کیفیات علوم ہست و علوم ادراکات معانی نامفہوم - وسوسہ از خود تراشیدن ہم صنعتے ہست داو ہام برخود بستن نیز قدرتے - در وادی ظہور تلاش کسب باعزت ہست نہ اظہار عیبت - ہر قدر قوانی درلباس کوش - فنا ممکن ہست خود را درخود بپوش -

حل - جس شے کو ہم عالم کہتے ہین وہ صفحہ دل ہے جسکا ہمنے مطالعہ کیا ہے یعنی عارف کے دلمین سب کچھ موجود ہے دل کیا شے ہے - کیفیات علوم کا اجتماع ہے اور علوم کیا شے ہین معانی نامفہوم کے ادراکات ہین یعنی جو شے معلوم نہین ہوتی وہ ادراک کے بعد معلوم ہو جاتی ہے از خود وسوسہ تراشنا ہی ایک صنعت ہے اور اپنے اوپر وہم باندھنا ہی ایک قدرت - کیونکہ وسوسہ اور وہم ہی علم کی قسمین ہین جو اخیر مین علم الیقین اور حق الیقین ہو جاتے ہین ظہور کی وادی مین کسب کی تلا

اندیشہ قبل از وقوع بیان در طبیعت انفاس اعیان مشاہدہ نمودہ اند ۔ چون توجہ
اکثر خلائق مصروف اشتغال ظاہری است نسخۂ حقیقت دل را از شیرازہ پراگندگی چارہ
نیست وگر نہ پنہان کہ نگاہ محرم اشارۂ نگاہ است و دست از مساس دست آگاہ
دلہا نیز آئینہ ارادۂ ہم توانند بود و از تامل ہم نقاب اسرار یکدیگر توانند کشود ۔

حل ۔ رموز غیب و حاضر کا ظاہر ہونا دل کی تحریک پر موقوف ہے یعنی اگر دل کسی شے
کا انکشاف چاہے تو وہ غائب ہے اور چاہے تو حاضر ہے ۔ کیونکہ جو شے پردۂ دل سے
نہان چھپی گئی (ظاہر نہیں ہوئی) نامعلوم اور باطل ہے ۔ دل کی وہی بے نشان
حرکت زبانوں پر بیان ہے اور آنکھوں میں ہویدا ہیں ۔ اور وہی چھپی ہوئی قدرت پاؤں
میں رفتار اور ہاتھ کے پنجوں میں گرفت ہے اور وہی قدرت بقدر جنبش انفاس کے
حرکات نفس امکان کو شامل ہے ۔ اور با انداز تامل نظر کے اعیان ثابتہ کی حقیقت
کی خواص ہے یعنی انکی حقیقت کی تہ تک پہنچی ہے ازل کا آغاز اور ابد کا انجام تک
اوسی قدرت کے اندیشہ بدایت و نہایت کے پیچھے سپہر (چلنے والا) ہے اور دریا
کی موجیں اور آسمان کے چکر اوسکے احاطے اور اثر کے مسخر ہیں ۔ دل کی قدرت کا سلسلہ
آئینہ کی جوہر کی طرح افعال اور آثار پر لپٹا ہوا ہے اور اوسکے تصرف کا ریشہ سانس
کی طرح ظلمت و نور کی طبیعت میں دوڑا ہے ۔ کیا غفلت اور کیا آگاہی اور کیا گمرہیاں
اور کیا الہدایات ہر جگہ ایک طبیعت کو عارفون نے تمثال حقائق کا آئینہ پایا ہے
یعنی ہر شے کی طبیعت میں ایک حقیقت موجود ہے دل وہان اپنی حقیقت کے
مشاہدہ میں مشغول ہے اور جہان کہیں دلکو تحقیق سے بیخبر دیکھا ہے بے پروائی کے
حکم سے اوسنے نظر اپنی حقیقت پر نہیں ڈالی ۔ یعنی جو دل حقائق اشیاء میں اپنی
حقیقت نہیں دیکھتا وہ خود اپنے سے بیخبر ہے جس جماعت (عرفا) نے امور امکانی
کا نقاب تحقیق کے پردے سے کھولا ہے انہون نے ہر اندیشہ کی شوخی کو وقوع
بیان کے قبل انفاس و اعیان کی طبیعت میں مشاہدہ کیا ہے ۔ یعنی قبل از بیان
ہی انکو معلوم ہے کہ ہر شے اپنی طبیعت میں کیا آمیزش رکھتی ہے ۔ چونکہ اکثر
خلائق کی توجہ اشتغال ظاہری میں مصروف ہے اسلئے حقیقت دل کے نسخے کو پراگندگی
سے چارہ نہیں یعنی دل کی حقیقت منتشر ہو جاتی ہے معلوم نہیں ہو سکتی ۔ ورنہ

جس طرح نگاہ اشارۂ نگاہ کی محرم ہے اور ہاتھ اپنے چھونے سے آگاہ ہے دل بھی ایک دوسرے کے ارادہ کا آئینہ ہو سکتا ہے اور تامل سے بھی ایک دوسرے کے اسرار کا نقاب کھول سکتے ہیں۔ یعنی جب انسان ایک دوسرے کے ارادے کو تفرس سے معلوم کر لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دل جسمیں اسقدر قدرت ہے کسی حقیقت کو معلوم نکر سکے۔

افسوس کہ ما دامن پندار گرفتیم　　خورشید عیان بود شب تار گرفتیم

حل۔ افسوس ہے کہ ہمنے پندار (وہم) کا دامن پکڑا۔ خورشید عیان تہا مگر ہمنے شب تار اختیار کی۔

از غفلت دل معنی بی پردہ نہان ماند　　صد جلوہ در آئینۂ زنگار گرفتیم

حل۔ دلکی غفلت سے وہ معنی جو بالکل بے پردہ تہے چھپ رہے ہمنے جلوون کا زنگار کے آئینہ مین ظاہر ہونا چاہا۔

در گلشن تحقیق نشستیم بتقلید　　اینہا ہمہ رنگ است کہ دیوار گرفتیم

حل۔ ہم گلشن تحقیق مین تقلید کیساتہ بیٹہے یعنی تحقیق ہی کی تو اورون کی تقلید سے یہ ہمنے رنگ کو پکڑا ہے یا دیوار کو۔ یعنی سہارا تو دیوار ہے نہ کہ دیوار کے رنگ

جان بود کہ ما جسم نمودیم تصور　　گل بود کہ ما گنج ز فراں خار گرفتیم

حل۔ جسکو ہمنے جسم تصور کیا وہ جان تھی اور جسکو ہمنے خار سمجھکر پکڑا وہ پہول تہا

عالم ہمہ یک نسخۂ آثار شہود است　　غفلت چہ فسون خواند کہ اسرار گرفتیم

حل۔ عالم آثار شہود کا ایک نسخہ ہے یعنی اسمین حقیقت وجود عیان ہے غفلت نے کیا افسون پڑہا کہ ہمنے اسرار کو پکڑا۔ (یہان تو حضرت بیدل بظاہر مذہب وحدت الوجود کی نفی اور مذہب وحدت شہود کا اثبات کرتے ہین) فافہم۔

آوارۂ وہم نمودیم یقین را　　یعنی ز تامل رہ رفتار گرفتیم

حل۔ ہمنے یقین کو آوارہ وہم کر دیا یعنی وہم سے یقین کو کہو دیا۔ یعنی محض تامل سے چلنے کی راہ بند کر دی۔

سودائی وہم است تخیل۔ چہ توان کرد　　از تنگی دل خانہ ببازار گرفتیم

حل۔ تخیل وہم کا سودا خریدنے والا یا وہم کا دیوانہ ہے ہمنے دلکی تنگی سے

بازار مین کہر بنایا ہے یعنی دل جو تنگ تہا اُس مین ہماری سمائی ہوئی اہو آیا بازار
بین جار ہے ۔

ثانیہ ۔ درطبع ہر آیا وکیفیت ظہور صفت سنگ بعضی مدعکس طبیعت افسردگی
مزاج ۔ و بعضی آئینہ مقتضائے طینت لطافت امتزاج ۔ آئینہ گل کردن
طبائع نتیجہ رفع حجاب ہست یعنی کسب وداع اوہام کدورت ۔ و سنگ
نقش بستن حصول آرایش نقاب ۔ یعنی تعلق واہمہ گاہ صورت درطبع آئینہ
نظرہان آسیب غبار خاک بشکستہ ہست ۔ و در مزاج خارانشینان خاک بر رو
آب نشستہ ۔ الحاصل آنجا ہر چند خامہ نقش بجنبش آمدہ باشد اثرش برصفحہ مشہود
منقوش ہست ۔ واینجا اگرچہ تیغ در بسمل ہا رستہ لیکن صفحہ منقوش ۔

حل ۔ کیفیت ظہور (دنیا) کے مقصد آباد مین بعض انسان بمثل پتہر کے
اس لئے ہیں کہ اُنکی طبیعت مین افسردگی سے رواج پایا ہے اور بعض انسان
آئینہ مین اس اقتضا ہے کہ اُنکی سرشت مین لطافت ملی ہوئی ہے (گروہ
اول دنیاداروں کا ہے اور گروہ ثانی عارفوں اور اہل اللہ کا) آئینہ گل ہا کرنا
طبایع کا یعنی آئینہ کی طرح اُنکا صاف وشفاف ظاہر ہونا حجاب کے اُٹھ
جانیکا نتیجہ ہے یعنی اُنکو ہر شئے مین واجب الوجود ہی نظر آتا ہے مراد یہ ہے کہ
اوہام کدورت کا رخصت کرنا اور پتہر پر نقش باندھنا حصول عرفان کا جسکی
آرایش صرف نقاب (چہپا نا) ہے انہوں نے اخذ کیا ہے (سیکہا ہے)
یعنی واہمگاہ صورت (عالم امکان) کا تعلق جو آئینہ نظروں (صاف دلوں)
کی طبیعت میں گویا پانی نے خاک کا غبار توڑ ڈالا ہے (پانی چہڑکنے سے
غبار بیٹہہ جاتا ہے) اور خاک کے خارانشینوں (دنیاداران سنگدل) کے مزاج
مین گویا پانی پر خاک بیٹہی ہوئی ہے یعنی اُنکی طبایع ملکہ ہین ۔ بالفرض وہان
(اہل اللہ کے معاملہ) مین جسقدر نقش کا قلم (قلم قدرت) جنبش مین آیا ہو
اسکا اثر صفحہ مشہود پر منقوش ہے اور اہل اللہ کو نظر آتا ہے اور یہان یعنی دنیا
داروں کے معاملے مین اگرچہ ہر شئے خنجر اور بہال کے مانند تیز اور صاف شفاف
ہے مگر لوح صفا مانند ہے ۔

غفلت ہمہ تنگی یار اعتبار آئینہ است　　چہ فرق اندیشہ کی بازو و حیا آئینہ ہست

حل - ہماری غفلت اور تنگی کیلئے اعتبار گویا آئینہ ہے یعنی ہم غافل ہیں اور ہمکو اعتبار نہیں مگر دورنگی ہے حالانکہ آئینہ سامنے ہے اسمیں جلوہ و رفت نہیں دکھاتا ہے۔

گر نگہ بالد مقابل جز بہار جلوہ نیست　　ور بہم آورد مژگان غبار آئینہ است

حل - اگر نگاہ بڑھے تو سامنے بجز بہار جلوہ کے کچھ نہیں اور اگر تو پلکوں کو بند کرے تو آئینہ بھی غبار ہے۔

در جہان بیدماغی پاس مطلب ہر روست　　در نگارستان امید انتظار آئینہ است

حل - جہان بیدماغی (غفلت) میں مطلب کی ناامیدی روبرو ہے اور نگارستان امید میں انتظار بھی آئینہ ہے۔

خوب و زشت اعتبار خلق را لنگر نیست　　جلوہ درکار است اینجا صد ہزار آئینہ است

حل - خلق کے خوب و زشت کے اعتبار کا جھگڑا نہیں جلوہ درکار ہے یہاں سو ہزار آئینے موجود ہیں۔

نکتہ - از ارادۂ حق چیزے بظہور نمے پیوندد مگر خلق را حیرت آیات و از شیون ذاتی مثالے مرئی نمیگردد الا صفات قدرت علامات - باآنکہ ارادۂ خلق حق است و مراد مقید بہ مطلق -

حل - خدا تعالے کے ارادہ سے کوئی شے مخلوق کیلئے بجز آیات حیرت ظاہر نہیں ہوتی اور ذات الہی کی شانوں سے کوئی مثال بجز علامات صفات نظر نہیں آتی - یعنی خدا تعالے جسکی صفت فعال لما یرید ہے - جو کچھ ارادہ کرتا ہے اس سے مخلوق کو حیرت ہوتی ہے کہ ایسا ارادہ کیوں کیا باوصف اسکے کہ خدا تعالے کا ارادہ جو مخلوق کی نسبت ہے وہ حق ہے اور اسکی مراد مقید مطلق سے یعنی اسکے علم میں قید ہے جسکو کوئی نہیں جانتا -

چہ بہ پیش آستان حضور دل کہ نخیچ دیدہ ام ہمہ شئی　　بجریدۂ سبق وفا نزدی رقم کہ قلم کشی

حل - دل کی حضوری جو جناب باری میں رہتی ہے اسکی جو کوشش کیا ہوتی گر تو رقم نہ جانے کی تکلیف اٹھاتا ہے یعنی اگر دل حاضر ہے تو سب کچھ ہے -

تو نے تو ابھی دفتر کے لکھنے کی مشق ہی نہیں کی کہ لکھنا شروع کر دیا - یعنی تو یہ ظاہر کیوں ہوتا ہے میں مارا مارا پھرتا ہے کبھی حرم میں -

بقبول صورت نپذیرد اثر نقش انفعال فسردگی — چہ قدر است صورت تصویر سنگ بار نہم کشی

حل - جو تصویر بالکل بے اثر ہے اُسکے قبول کرنے سے افسردگی (دوں ہمتی) کی خجالت کیوں کھینچتا ہے تو عبرت کا مصور یعنی اور دوں کیلیے اپنی دوں ہمتی سے کسقدر کرنے والا ہے کہ پتھر کی طرح بت کا بوجھ کھینچتا ہے - قاعدہ ہے کہ پتھر کی جو صورت بنائی جاتی ہے اُس سے پتھر پر کچھ اثر نہیں ہوتا -

کسے پر کہ بکشش رشتہ تنگ دام و قفس کشد — بہ ساغری کہ ہوس کشد بدماغ سوختہ کم کشی

حل - جس شخص کے پاس ایسا پر ہے جسکو مکھی کھینچتی ہے وہ کس لئے جال اور قفس کا غم کھینچے کیونکہ مکھی کو دام و قفس میں کون پکڑتا ہے پس جس ساغر (خواہش دنیا) کا غم ہوس کھینچتی ہے تو اسکو اپنے سوختہ دماغ میں نہ کھینچ - یعنی خواہش دنیا کو خیال میں نہ لا -

ز تو اے سر بصورت نفسم ہوس بہ فسون تکلم — چہ قدر بہ سعی کمال کہ نفسی بہ پیکر غم کشی

حل - تیری صورت نفسم ایک رمق ہے یعنی اپنی ایک رگ ہستی کو غنیمت جان تو بلبلہ کی طرح جو اپنے پیکر غم میں سانس لیتا ہے تو اسکو کچھ کم سی نہ سمجھ - یعنی اپنی بلبلے جیسی فنا ہو جانے والی زندگی کو غنیمت جان - اس سے زیادہ کیا چاہتا ہے

بخیال آنکہ بہ ستم وطن بپسند دوریت از وطن — عرق است حاصل علم و فن کہ چو یاد علم کشی

حل - وہم وطن کی مسافرت میں وطن سے اپنی جدائی پسند نہ کر یعنی بیگانوں میں مگر کہ یہیں وطن میں رہکر تحصیل علم و فن کروں گا کیونکہ علم و فن کا ماحصل عرق ندامت ہے جو یاد عدم کے خمار سے پیدا ہوتا ہے یعنی عرق ندامت باقی رہ جائیگا اور علم و فن معدوم - مطلب یہ ہے کہ زمانہ میں حصول علم و فن کا کوئی قدر دان نہیں ہے

اگر ست دلیل رہ وفا بمروتی کند آشنا — بزمین نشستگی از حیا بہ رکاب خانہ علم کشی

حل - اگر راہ وفا کا رہبر تجھکو مروت سے آشنا کرے تو جو گانٹھا تو اپنے پاؤں سے لگا لے اسکو زمین پر نہ گرا کیونکہ وہ اور دور سے پاؤں پھیلا ہے یعنی اپنے

او عقل با پریدن چشم پیش از گل کردن تقدیر خیر و شر و طپیدن دل قبل از ظهور اسباب
نفع و ضرر چون عقل جزئی بحسب اکتساب علوم امکانی مانوس است از اقتضای مراتب
شک و یقین و محشی بعبارات اوهام شبهه و تلقین در حکم تحقیق با گره اشیا را
شمار نمیدهد و در انکشاف رموز یقین بے اختیار تغیر نگاری (اگر راهی بخلوت اسرار
عاقبة تغیر نمودی گره و اگر عقده شهادت می کشود سر رشته تقریری منسوب حقائق
بے واسطه عقل برو مکشوف است و توابعات اقتضا در شغل حجاب آرائی مصروف
مانع شهود حقیقی همین معلومات عقل جزئی است که از طور دیگر کسب شده عقل
کلی بر کیفیت آن اصلا چشم نکشوده ۔

حل - تحقیق کا آئینہ بے خبر دینے والا ہے کہ جو شے عالم غیب سے عالم ظہور میں پہنچنے کی
اور جو کچھ پوشیدگی سے ظاہر میں آئیگا اُسکی حقیقت خدا نما ہے کہ اسرار کی بھید والا اور اسکی
قدرت کی علامات و آثار کا آئینہ ہوگی مثلاً آنکھ کا پھڑکنا خیر و شر کے وقوع سے پہلے
اور دل کا تڑپنا اسباب نفع و ضرر کے ظہور سے پہلے - جبکہ عقل جزئی دنیا کا علوم سے مانوس
سیکھنے علوم امکانی کے مراتب شک و یقین کے اقتضا سے بھری ہوئی ہے اور
عبارات اوہام شبہہ اور تلقین سے محشی ہے تو تحقیق کے حکم میں یہ سب اشیا کا
کا شمار کرنا اور انکشاف رموز یقین میں بے اختیار ایک قسم کی تغیر نگاری (تغیر
کا لکھنا) ہے اگر عقل جزئی کوئی راہ اسرار کی خلوت میں پہنچتی تو وہ تغیرات
کا عاقبة نہ بنتی کہ ابھی کچھ ہے اور ابھی کچھ اور اگر عقدہ شہادت (حقیقت
عالم شہود) کی گرہ کھول سکتی تو محض تقریر کا سر رشتہ نہ تانتی یہی عقل تقریر کے سوا
کچھ نہیں - تمام حقیقتیں بے واسطہ عقل کے کھلی ہوئی ہیں اور توابعات اقتضا
حجاب آرائی کے شغل میں مصروف ہے یعنی جسقدر عقل کی مشغولی ہے
اُسیقدر اُسکے خیالی پردے پڑتا ہے شہود حقیقی کی مانع یہی عقل جزئی کی معلومات
ہیں جو ایک دوسرے کے طور سے تو نے سیکھی ہیں - عقل کلی نے اسکی کیفیت
پر اصلا آنکھ نہیں کھولی یہ سب خرابیاں عقل جزئی کی ہیں -

فرمایا که ز دکان ستم وا کردیم   خورشید بخاک تیره سودا کردیم

حل - فرمایا ہو سکتا کہ ستمزدہ ظلم کی دو کان کھولی - اپنے آفتاب رخ بدنیا کا سودا

کیا جو تیرہ خاک میں ملا ہوا ہے یعنی تاریک ہے۔

کثرت پیش از تمیز ما وحدت بود　　آئینہ شدیم عکس پیدا کردیم

حل۔ کثرت ہماری تمیز سے پہلے وحدت تھی۔ ہم خود آئینہ ہوئے اور عکس پیدا کیا۔ آپ ہی ناظر آپ ہی منظور بنے۔

نکتہ۔ باہمہ بے تعینی غیر عبارت تعین ما است یعنی حصول توہم پیدائی و عین اصطلاح بے صفتی یعنی تغافل اوضاع خود نمائی۔ صفت بے ذات معدوم است تاملی باید فرمود و ذات بے صفت موہوم۔ چیزے نمیتوان نمود۔ ہرجا موسوم صفات ہستیم ذاتیم و اگر ہمہ ذات باسم آمدہ ایم صفاتیم۔

حل۔ غیر کی تمام بے تعینی کیسا ہم مراد ہمارا تعین ہے۔ یعنی غیر موجود نہیں ہیں ہم موجود ہیں اور وہ غیر کیا ہے صرف ظہور کے حصول کا توہم اور بے صفتی کی عین اصطلاح۔ یعنی خود نمائی کے اوضاع سے تغافل۔ یعنی ہمکو واجب الوجود کے ظہور کا توہم ہے کہ وہ موجود ہے یا نہیں حالانکہ وہ موجود ہے اور یہ وہم بے صفتی کی اصطلاح ہے۔ یعنی اُسکی ذات بغیر صفت کے جلوہ گر ہے ورنہ ذات اور صفت میں دوئی ہوگی ذات بغیر صفت کے معدوم ہے غور کرنا چاہیے اور صفت بغیر ذات کے موہوم۔ اگر صفت نہیں تو کچھ معلوم نہ ہوگا مطلب یہ ہے کہ ذات عین صفات اور صفات عین ذات ہیں جہاں کہیں ہم صفات سے موسوم ہیں ذات ہیں اور اگر ہم ذات ہی ذات سے موسوم ہیں تو صفات ہیں۔ یعنی کسی کا اسم سے موسوم ہونا بھی صفت ہے۔

گہر و محیط تو ہی سفر گزین نہ اقامتی　　قدم و حدوث تخیلی نہ شکستگی نہ سلامتی

حل۔ تو توہم کا گوہر اور دریا ہے نہ مسافر ہے نہ مقیم ہے۔ تو قدم و حدوث کا تخیل ہے نہ شکستہ ہے نہ سالم ہے۔

چمنست حقیقت بیخزان وطنست طربگہ جاودان　　الم بجو ز نبری گمان کہ تو عبرتی نہ ندامتی

حل۔ تیرا چمن ایک بیخزان حقیقت ہے تیرا وطن ہمیشہ کی طرب گاہ ہے تو اپنے کو کسی تکلیف کے پہونچنے کا گمان نکر کیونکہ تو نہ عبرت ہے نہ ندامت ہے۔ تکلیف کے پہنچنے سے عبرت ہوتی ہے اور ساتھ ہی ندامت۔ اسلئے کہ تکلیف کسی برے کام کا نتیجہ ہوتی ہے۔

بفلک فروغ تو در نظر بزمین بہار تو جلوہ گر　　بچمن سحاب و بگل سحر ہمہ جا ظہور کرامتی

حل - آسمان مین تیری روشنی سامنے ہے زمین پر تیری بہار جلوہ گر ہے تو چمن کیلئے ابر ہے اور پھول کے لئے صبح ہے الغرض تو سب جگہہ کرامت کا ظہور ہے -

چون خود بخود نظری کنی روی از خود و دگری کنی ۔ تو مگر چنین ہنری کنی کہ بگویمت چہ علامتی

حل - تو اگر آپ اپنے مین نظر کرے تو خودی سے گزر کر اپنے کو دوسرا بنائے کسیطرح ایسا ہنر کرتا کہ مین کہون کہ تو کیا علامت ہے یعنی کس شئے کی علامت ہے -

بہ بیان کمال شریعتی بعمل شکوہ طریقتی ۔ بخیال خیر حقیقتی تو قیامتی تو قیامتی

حل - تو بیان مین شریعت کا کمال ہے تو عمل مین طریقت کا شکوہ ہے تو بھلا ہے خیال کے اعتبار سے حقیقت ہے تو قیامت ہے تو قیامت -

نکتہ - معنی کرم در جمیع احوال بہ ورطبائع کوشیدن است و در ہمہ اوقات بر غمزدہا جوشیدن - بے نوایان را بدرہم و دینار نواختن - و بیماران را بعیادت و مداوا خورسند ساختن - امداد نابینایان بدستگیری عصا و اعانت گم گشتگان بتحریک رہنما - آبلہ پایان را تکلیف رفتار نمودن و بدماغان را بصحبت دعوت نفرمودن پیش ناتوانان ترک اظہار توانائی و در چشم معلسان تغافل او فضائح خود آرائی - بر قبور تکبیر گفتن و فاتحہ خواندن - و در زمین ہائے خشک آب پاشیدن و نہال نشاندن - غائبان را بہ نیکی یاد سے - و حاضران را بدارا امداد سے - القصہ بقدر طاقت زبان جز بعرض فوائد نیار استن و لوسع امکان از ہیچ کس غیر از عذر نخواستن ازین عالم با ہرچہ پردازند از شیوہ ہائے جود و سخا است و ازین دشت آنچہ از دست برآید از شیوہ ہائے مروت و وفا

حل - کرم کے معنی ہر حالت مین طبیعتون کا خوش کرنا ہین اور ہر وقت دلون کے رفع غمی کرنے مین جوش مارنا - محتاجون کو درم و دینار سے نوازنا اور بیمارون کو بیمار پرسی اور معالجہ سے خوش کرنا - لاٹھی سے اندھون کی دستگیری کرنا - اور گم گشتون کو راہ پر لانے کی مدد دینا - آبلہ پایون کو چلنے کی تکلیف نہ دینا اور بد دماغون یعنی نا محرمون کو صحبت مین نہ بلانا - ناتوانون کے آگے توانائی کا اظہار نہ کرنا - مفلسون کی آنکھ مین خود آرائی کی او ضائع سے تغافل کرنا - قبرون پر تکبیر

کہنا - فاتحہ پڑھنا - خشک زمینون مین پانی چھڑکنا - پودے لگانا - غائبون کو نیکی سے یاد کرنا - حاضرون کو مدارا سے مدد دینا - الغرض بقدر طاقت تربان کو فائدہ پہونچانے کی غرض سے سوا آراستہ نکرنا اور حتی الوسع کسی سے برا سے عذر کے بچا رہنا - یعنی سب سے عذر خواہی کرنا - اِس عالم سے جس شے کے ساتھہ مشغول ہون جود و سخا کے شیوون سے ہے اور اس جنگل سے جو کچھہ ہاتھہ سے برآئے مروت و وفا کے شیوون سے ہے -

بیدل دارد بطبع اہل ہمت ❊ آثار سخا بلوہ بچندین صورت
بیچیزان پند بہ محتاجان سیم ❊ برخوردان لطف با بزرگان خدمت

حل - بیدل اہل ہمت طبائع مین کتنی ہی صورت سے جلوہ کے آثار دکہاتا ہے بیچیزون کو نصیحت محتاجون کو چاندی - چھوٹون پر مہربانی - بزرگون کی خدمت -
نکتہ - تمثال ظہور در آئینہ خیال دیدن - کیفیت صور در ہیولا مشاہدہ نمودن ست ونقاب آتش در طبیعت سنگ کشودن - چون مدرکہ را باین جنس وقائع اکثر معاملہ امتحان ست و در عالم بیداری تعبیر ہا سے تخیل سود و زیان - بحکم تقابل دونقا کہ یکے در نہایت مرتبہ ضعیف ست و دیگرے در کمال درجہ قوت نتیجہ معتد لے بحصول مے پیوندد و بحسب اتفاق کیفیتے نقش مے بندد - گاہ مطابق ارادۂ معتبر و گاہ مخالف - و ازینجاست کہ اختلاف احکام تعبیر در خواب انبیا نیز یافتہ اند باآنکہ این طائفہ را در ہمین مثال رموز ظہور حضور کہ ختم تجلیات کماہی ست مشہود ست و در جلوہ گاہ کیفیات صور پنہان اسرار مثال کہ قرب لطافت حقیقی را آئینہ دار نبود - پس تصور مثالی کیفیتے ست کہ بہ تفتیش چشم کشودنی رنگ اثرے ازان در نہفتوان یافت و جز بہان بستگی مژگان نقاب تماشا بایش نہفتون شگافت صورت وقوع بعضے ازان احوال از غرائب وقائع فہمیدن ست و ظہور آثار آن معانی از نوادر اتفاقات اندیشیدن -
حل - ظہور احوال کی صورت کا خیال کے آئینہ مین دیکہنا ہیولے مین صورتو کی کیفیتون کا مشاہدہ کرنا ہے (یعنی خیال مین تمام صورتین جلوہ گر ہو سکتی ہین جسطرح موم سے جو تصویر چاہین بنا سکتے ہین) اور آگ کا پردہ پتھر کی طبیعت

کہولنا ہے (پتھر مین آگ ہر وقت موجود ہے جب چاہین نکال سکتے ہین) چونکہ قوت مدرکہ کو اس قسم کے وقائع سے اکثر امتحان کا معاملہ ہوتا ہے اور عالم بیداری مین سود و زیان کے تخیل کی تعبیرین معلوم ہوتی رہتی ہین۔ بحکم تقابل دو نشاؤن کے جنمین سے ایک نشاء نہایت ضعیف ہے اور دوسرا کمال قوی۔ ایک معتدل نتیجہ حاصل ہوتا ہے اور بحسب اتفاق ایک کیفیت نقش باندھتی ہے۔ کبھی مطابق ارادے کے معتبر اور کبھی مخالف۔ یہی وجہ ہے کہ خواب مین تعبیر کے احکام کا اختلاف انبیاء نے بھی پایا ہے باوصف اسکے کہ اس گروہ کو عین عالم مثال (برزخ) مین صورتون کے ظہور کی جو تجلیات حقیقی کی ختم کرنے والی یا مہر ہین مشاہدہ کی گئی ہین اور صورتون کی کیفیت کے جلوہ گاہ مین اسی طرح عالم مثال کے بہید جو لطافت حقیقی کا قرب ہے آئینہ کیطرح نمودار ہین مثالی صورتین ایک کیفیت ہین کہ آنکھ کہولنے کی تفتیش سے کسی رنگ کا اثر اُس سے نہین پا سکتے اور سوا اُسی بند کرنے نقاب تماشائی پلکون کے اُسکا دروازہ نہین کہول سکتے۔ یعنی حواس ظاہری کو معطل کر کے مراقب ہو اور حواس باطنی کو کام مین لاؤ۔ تب معرفت کا جلوہ نظر آئے اُسکے بعض احوال کا سمجھنا نادر وقائع کا سمجھنا ہے اور اُسکے معنی آثار کا ظہور نادر اتفاقات قدرت کا سوچنا ہے۔

شاہد قدرت کہ اخفا و نمود او یکیست　　　در جہان غیب دیگر در شہادت دیگر است

حل۔ شاہد قدرت جسکی پوشیدگی اور ظہور دونون ایک ہین وہ جہان غیب مین اور اور جہان ظاہر مین اور ہے۔

از ورق گردانی تجدید نیرنگی مپرس　　　لطف یک معنی لغرض ہر عبارت دیگر است

حل۔ تجدید نیرنگی کی ورق گردانی کی کیفیت کچھہ نہ پوچھہ ایک ہی معنی کا لطف ہر عبارت کے پیش کرنے مین اور ہے۔ یعنی ہر عبارت کے ایک ہی معنی مین نیا لطف ہے۔

بے نیازیہا ست اینجا انحصار جلوہ نیست　　　شاہ ما در انجمن دیگر بخلوت دیگر است

حل۔ یہان تو بے نیازیان ہین کسی شے پر جلوہ منحصر نہین۔ ہمارا بادشاہ انجمن

ہین اور ۔ خلوت میں اور ہے ۔
جلوہا دارد مقام اعتبارات وجود ۔ رنگ ما در آئینہ گو دیدہ صورت دگیر ہستی
حل ۔ اعتبارات وجود کا مقام بہت سے جلو سے رکھتا ہے ہمارا رنگ اگرچہ
کسی نے آئینہ میں دیکھا مگر صورت اور ہے (ممکن میں واجب الوجود ہے) مگر
محرم نیرنگ شوخیہای کثرت نیستم ۔ اینقدر دانم کہ ہر جا تشخص وحدت دگیر ستا
حل ۔ ہم شوخیوں کی کثرت کے نیرنگ سے ناواقف ہین ۔ ہان میں اسقدر جانتا
ہون کہ تشخص وحدت ہر جگہہ اور ہے ۔
عبث اے دشمن تحقیق دل از وسوسہ خستی ۔ ہمہ در آئینہ بودی چہ امید شکستی
حل ۔ اے دشمن تحقیق تو نے اپنا دل وسوسہ سے عبث زخمی کیا تو خود اسی آئینہ
مین تھا کس امید پر تو نے آئینہ کو توڑا یعنی وسوسہ (بدگمانی) نے تجھکو کھو دیا تو خود
اس آئینہ میں موجود تھا یعنی تیری صورت میں واجب الوجود تھا ۔
چہ خیال است بقدر جسد آزاد نشستن ۔ اہل آشفتہ دماغش تو شدی غرہ برستی
حل ۔ بقدر جسم آزاد (تارک الدنیا) ہوکر بیٹھنے کا کیا خیال ہے اُمید کا دماغ پریشان
ہوگیا تو مغرور ہے کہ میں چھوٹ گیا ۔ یعنی گوشہ نشین ہوجانے سے خدا نہین ملتا
اور نہ تو آزاد ہو سکتا ہے ۔
مثل موج و گہر آئینہ دار است درینجا ۔ گرہ دام تو گردید کمندیکہ گسستی
حل ۔ یہان موج اور گہر کی مثل سامنے ہے ۔ یعنی ایک دوسرے سے جدا نہین
جس کمند کو توڑکر تو نے قید سے نکلنا چاہا ہے وہی تیرے دام کی گرہ بنگئی ہے ۔
یعنی آزادی ہی قید ہوگئی ۔
بتماشاگہ فرصت نشوی محو فسردن ۔ نفس آئینہ غبار است درین کوچہ کہ ہستی
حل ۔ تماشاگاہ فرصت میں افسردگی میں محو نہو ۔ جس کوچہ میں تو موجود ہے وہان
سانس غبار کا آئینہ ہے یعنی ہر وقت اُڑتا ہے (فنا ہوتا ہے) پس تو فرصت کو
غنیمت جان اور قدرت کا تماشا (نظارہ) کر ۔
نگہے صرف تامل نہ نمودی چہ کند کس ۔ قدح ناز تو لبریز وداع است تو مستی
حل ۔ تو نے ایک نگاہ بھی تامل میں صرف نہین کی ۔ تیرے ناز (غرور) کا جام

وداع ہونے کو لبریز ہے اور تو مست یعنی غافل ہے - پس کوئی کیا سر دے یار سکے -

چو نفس مغتنم انگار پریشانی وحشت کہ بگرد دو جہان آب زدی گر تو نشستی

حل :- سانس کی طرح وحشت مین پریشان رہنے کو غنیمت جان سانس ہر وقت چلتی اور کودتی رہتی ہے کیونکہ اگر تو بیٹھ جائیگا تو دو جہان کی گرد پر پانی چھڑکیگا

نگہ آئینہ تحقیق نشاید مژہ بستن قدر از خیرگی چشم تو خورشید پرستی

حل - تحقیق کا آئینہ دیکھ - آنکھ بند کرنا مناسب نہین - آفتاب پرستی سے آنکھون کے خیرہ ہو جانیکا خوف کر -

من اگر با ہمہ کوشش بکناری نرسیدم تو ہم ای موج درین بحر چہ بستی چہ شکستی

حل - مین اگر با وصف تمام کوشش کے کنارے پر نہ پہونچا - اے موج تونے بھی اس دریا مین کیا باندھا اور کیا توڑا -

نفسے چند غنیمت شمر از دل نگذشتن چہ قدر مرحلہ طی شد کہ تو این آبلہ بستی

حل - چند سانس دل سے نگذرنے کے غنیمت جان - کسقدر منزل طے ہوئی ہے کہ تو نے یہ آبلہ پیدا کیا - یعنی انسان اگر اپنے دل سے (نفس سے) نہین گزرتا اور معرفت کی راہ نہین چلتا تو اُسکا دل گویا آبلہ ہے جو چلنے سے مانع ہے -

مژہ بیہودہ درین بزم کشادم من بیدل بعدم راند چو شبنم عرق خجالت ہستی

حل - اے بیدل مینے اس محفل مین بیہودہ (فضول) آنکھ کھولی شبنم کی طرح عدم مین ہستی کی خجالت کا عرق چلایا - یعنی میری ہستی بالکل بے ثباتھی -

نکتہ - جمیع خلائق بحکم مصاحبت طبعی محتاج ہم امداد وکار وائی ہمہ حقیقت گرمی از آئینہ ہر فردے بظہور پیوستہ - وبذوق اشتغال شوق درکمین امداد دیگرے نشستہ - زبان مطلب محتاج ہوا سے وصول جمعیت خودسال - وسعی احسان منعم بجز مین پیوستہ خاصیت خود مائل - سنگ وگل محتاج آفتاب درکسب کمالات آب ورنگ وآفتاب در عرض جوہر تربیت مشتاق گل وسنگ - بالج نقد را از اجناس سود سے شمارد ومشتری جنس را غنیمت نقد سے انگارد وفقد ہا

معروف جنس شماری ہست و جنسہا موضوع نقد انگاری یعنی تا بکار دیگرے نیائی چشم بر حصول مطلب چون کشائی - پس کریم در خود ناچار ہست و محتاج در طلب بے اختیار -

حل - تمام مخلوق طبعی معاملت کے حکم سے ایک دوسرے کی محتاج ہے اور تمام حقیقتون کی گرمی کی کامروائی ہر شئے کے آئینے سے ظاہر ہوتی ہے اور بھڑک اٹھنے کے شوق مین ایک دوسرے کی مدد کی گھات مین بیٹھی ہوئی ہے محتاج کی زبان مطلب اپنی دلجمعی حاصل کرنے کی سائل ہے اور منعم کے احسان کی سعی اپنی خاصیت کرم کے موقع پر مائل ہے یعنی جسطرح محتاج منعم کو ڈھونڈتا ہے اسیطرح منعم محتاج کی تلاش مین ہے - پتھر (لعل و جواہر) اور پھول کامل آب ورنگ حاصل کرنے مین آفتاب کے محتاج ہین اور آفتاب انکی پرورش کا جوہر پیش کرنے مین لعل اور جواہر اور پھولون کا مشتاق ہے بیچنے والا نقد کو فائدے کی جنس سے گنتا ہے اور خریدار جنس کو نقد کی لوٹ سمجھتا ہے تمام نقد جنس شماری مین مصروف ہین اور تمام جنسین نقد کے پہچاننے کو وضع کی گئی ہین یعنی تو جب تک دوسرے کے کام مین نہ آئیگا حصول مراد پر کیونکر آنکھہ کھولیگا - پس صاحب کرم اپنے فعل مین ناچار ہے اور محتاج اپنے مدعا کی طلب مین بے اختیار -

آواز کریم را صلا میخوانند　　سائل در میزند دعا میخوانند
یک نغمۂ شوق ہست چہ فقر و چہ غنا　　کز پردۂ ہر ساز جدا میخوانند

حل - کریم کی آواز دعوت کو صلا کہتے ہین اور سائل جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو اسکو دعا کہتے ہین فقر ہو یا تونگری - دونون مین ایک ہی نغمہ ہے جیسے ہر ساز کے پردے سے جُدا جُدا گاتے ہین -

نکتہ - تاثیر در طبائع ارباب کرم چون موج بر آب پیچیدہ و از طینت اہل خست چون ملائمت از سنگ رمیدہ - طبع کریم از فرط نزاکت زبان سائل را نشتر میداند - تغافل نہ نشتر تاب رحم آوردن ہست و مزاج لئیم از جوش خشونت پروائے سماس ندارد و توجہ مانع رنگ اثر سے بردن -

حل - اہل کرم کی طبیعتون مین کرم کی تاثیر موج کی طرح دریا پر لپیٹی ہوئی ہے
اور اہل خست کی طبیعت سے کرم اس طرح بھاگا ہوا ہے جیسے پتھر سے نرمی۔
کریم کی طبیعت نزاکت کے باعث سائل کی زبان کو نشتر جانتی ہے یعنی وہ
سوال کرنے کو برا سمجھتا ہے۔ اور خود دیتا ہے۔ تغافل رحم کی تاب لانے کی
شرط نہیں - یعنی رحم مین تغافل بجا ہے۔ اور بخیل کا مزاج سختی کے جوش سے
اس کرنے کی پروا نہین رکھتا - یعنی بخیل ہے - توجہ خود کسی رنگ کے
قبول کرنے کی مانع ہے۔

سرمایۂ ہر غبار و مستی کرم است　　پیرایۂ ہر بلند و پستی کرم است
گویند کہ مرگ انقلاب ہستی است　　اینست دلیل آنکہ ہستی کرم است

حل - ہر غبار ہستی کا سرمایہ کرم ہے ہر بلندی اور پستی کا لباس کرم ہے کہتے ہین
کہ موت ہستی کا انقلاب ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہستی کرم ہے۔
نکتہ - اعیان محفل امکان را تا شمع وار سر تا مل بپا منتہی نمیگردد تشویش ہرزہ
نگاہی باقی ہست و تا سر اندیشہ بزانو سے ساغر نمے رسانند گداز کلفت ساقی - اگر
بوسے از بہار معنی سے بردند عبارت اینہمہ رنگ نمے ریخت واگر با صل کار را ہے
مے شگافتند بر شاخ و برگ اینقدر غبار نے انگیخت - ساحل گزینان ہمہ ستہ موج
و کف مے شمارند و فرو رفتگان محیط از خود ہم خبر ندارند نا محرمی گریبان بصد دامن دست
التجا سے برد و نا آشنائی خویش ہزار ہنگامہ در خیال مے برآرد۔
حل - جو لوگ محفل امکان کے اعیان ہین جبتک شمع کی مانند انکا سر تامل پاؤن
تک منتہی نہین ہوتا بیہودہ نگاہ دوڑانے کی تشویش باقی ہے اور جبتک فکر کا
سر ساغر کے زانو تک نہین پہنچا تے ساقی کی کلفت مین گلنا ہوگا - یعنی ساقی کی
ناراضی کا غم رہیگا - اگر یہ لوگ معنی کی بہار سے ایک خوشبو لیجاتے تو انکی عبارت
یہ تمام رنگ نہ چھڑکتی اور اگر اصل مدعا کی راہ پیدا کرتے شاخین اور پتے اسقدر
غبار پیدا نکرتے - جو لوگ کنارے پر بیٹھے ہین ہمیشہ دریا کے جھاگ اور موج
گنتے رہتے ہین اور جو لوگ محیط معنی مین مستغرق ہیں وہ اپنی خبر نہین رکھتے - گریبان
کی نا محرمی سو دامن کے ساتھ التجا کا ہاتھ لیجاتی ہے اور اپنی حقیقت سے ناآشنائی

خیال میں ہزار رنگ نکالتی ہے ۔

تو گر خود را نبینی نیست عالم جز دیدارش　　خودی آئینہ دارد کہ محرومی است اظہارش

حل ۔ تو اگر اپنے کو نہ دیکھے تو تمام عالم بجز جلوۂ دیدار کے کچھ نہیں خودی ایسا آئینہ رکھتی ہے جسکا ظاہر کرنا محرومی ہے ۔ یعنی خودی کو ترک کر ۔ خودی سے تو خدا نہیں مل سکتا ۔

چہ لازم مائل پست و بلند دہر گردیدن　　تو خود اینجا نہ‌ای تا بایدت فہمید مقدارش

حل ۔ زمانہ کی پستی اور بلندی پر مائل ہونا لازم نہیں تو خود یہان نہیں ہے تجھے اسکی مقدار (یعنی ناپائداری) کا سمجھنا کیا ضرور ہے ۔ نہ نشیب اور پست

نگاہی بر خود گویا بہ نقد اعتبار خود　　کہ ہر جنس پیچی تو گردی خریدارش

حل ۔ اپنے نقد اعتبار کا گویا کان ہے حالانکہ تیرے پاس نقد نہیں ہے تو ہر جنس پر لپکتا اور اسکا خریدار ہوتا ہے یعنی خود تیری ہستی بے اعتبار ہے تو دوسری چیزون کی ہستی کیون بے اعتبار نہ ہوگی ۔

بہودی این قدر بے حاصل خدائی مجمع امکان　　کہ افتادی بچندین جہد در فکر خریدارش

حل ۔ تو مجمع امکان کا اسقدر مالک کہان تھا کہ اپنی کوششون کے ساتھ اسکی گردنے اور پیچھے پڑنے کی فکر میں پڑا ۔ یعنی دنیا کی کس کس شے کا مالک بنیگا تیری ہستی تو مختصر ہے ۔

بحق تسلیم شو تا وارہی از امتحان بیدل　　بدریا قطرہ چون گم گشت دریا داند و کارش

حل ۔ اے بیدل اپنے کو حق کے سپرد کرو ۔ جب قطرہ دریا مین گم ہوگیا تو دریا جانے اور اسکا کام ۔

نکتہ ۔ نو بہار طرز اعتبارات تا بعرض آید آہنگی دمیدہ است و تا رنگہاے بریں تا جلوہ آرایی رسید افسردگی سرگشتہ پردہ او ۔ عبارات سراسر این دیوان یکسر مشتمل ہست معنی پیدا نمان در لقاء خاموشی وازکم فرصتی ہاے زبان تال اجزاء این نسخہ یک نقطہ سہو ہست غنیمت تغافل ادا این مکتب فراموشی ۔ اینجا معنی در ذہن صورت نہ بست کہ تا بہ فہمش وا رسند و رق بزنگ دانند و لفظ در مخارج مرقوم نگردید کہ تا شرح بر ہم زنند صفحہ بجلی نما سانند ۔

حل ۔ اعتبارات کے طرز کی نوی جبتک ظہور مین آ وے کہنگی اُسپر آگئی ہوئی ہے اور مادمین (غیر ذوالعقول وذو العقول) کی تازگیون کا درس تعلیم جبتک یاس کے تکرار (دوہرانے) پر پہنچے افسردگی اُس سے سر نکالے ہوئے ہے ۔ اس دیوان کی تمام عبارتین بیدماغان طریقۂ خاموشی کے لئے مفت ایک مقطع ہے یعنی وہ کچھ نہین بول سکتے اور تامل کے زمانے کی کم فرصتیون سے اس نسخہ کے تمام اجزا سہو کا ایک نقطہ ہین جو کتب فراموشی کے تغافل والون کیلئے لوث ہے ۔ یعنی دنیا مین غفلت اور سہو کے سوا کچھہ نہین ۔ یہان ذہن مین ایسے کوئی معنی پیدا نہین ہوتے کہ جبتک اُسے سمجھہ لین ورق لوٹائین یعنی ایک ہی لفظ کے معنی سمجھنے مین رہ جاتے ہین ورق لوٹنے کی نوبت ہی نہین آتی ۔ اور خارج مین کوئی ایسا لفظ لکہا ہوا نہین کہ جب تک پاک جھپکائین سمجھہ کو حل نکر سکین ۔

هرچه دارد جهان بی بنیاد　　مشت خاکیست در قلمرو باد

حل ۔ جہان بے بنیاد جو کچہہ اپنے قبضہ مین رکھتا ہے وہ ہوا کی ولایت مین خاک کی ایک مٹھی ہے خاک کو ہوا اُڑا دیتی ہے ۔

بی ثباتی بامتحان وقار　　محملی میکشد بدوش غبار

حل ۔ بے ثباتی وقار کے امتحان مین غبار کے دوش پر اپنا محمل کہینچتی ہے وقار کے امتحان مین غبار پورا نہین اُترتا وہ تو اوڑتا ہی رہتا ہے ۔

روشن است از حقیقت مبهم　　شمع اندیشهٔ وجود و عدم

حل ۔ فکر وجود و عدم کی شمع حقیقت مبہم کی روشن کی ہوئی ہے یعنی اگر انسان فکر کریگا تو وجود و عدم کو بے حقیقت سمجھیگا ۔

بسکه رنگ ثبات پرواز است　　کوه با ناله همعنان تاز است

حل ۔ بسکہ رنگ ثبات دونو خالی ہین پہاڑ نالے کے ساتھہ ہمعنان دوڑنے والا ہے یعنی جیسا نالہ بے ثبات ہے ویسا ہی پہاڑ بے ثبات ہے ۔

همه تمهید و مدعا مجهول　　همه هوشیم و آگهی معزول

حل ۔ ہم سرتاپا کوشش ہین مگر مدعا مجہول ہے ہم ابلا سر سے تن ہوش ہین مگر

خبرداری اسقدر ہے۔

جہد ما حرکت طبیعی ماست　　مدعائے غبار ما پیداست

حل۔ ہماری کوشش ایک طبعی حرکت ہے۔ ہمارے غبار کا مدعا ظاہر ہے کہ بجز اوج اور فنا ہونے کے خاک بھی نہیں۔

ہرچہ از خلق عرض زشت و نکوست　　عکس آئینۂ حقیقت اوست

حل۔ مخلوق سے جو کچھ برے اور اچھے کا پیش ہوتا ہے وہ حقیقت کے آئینہ کا عکس ہے۔

خلق موہوم را چہ علم و چہ فن　　شخص معدوم را چہ ما و چہ من

حل۔ خلق موہوم کیلئے کیا علم اور کیا فن۔ وجود معدوم کیلئے کیا ما اور کیا من۔ مخلوق میں یا تو علم و فن ہے یا غیر ذوی العقول اور ذوی العقول ہیں مگر یہ سب فانی ہیں۔

گر فگندی نظر بہ معنی خویش　　ناز فطرت نبردی از ہمہ پیش

حل۔ اگر تو اپنی حقیقت پر نظر ڈالتا تو سب سے زیادہ فطرت کا ناز نہ لیجاتا یعنی تیری فطرت کا غرور جاتا رہتا

شخص جائیکہ گل کند معدوم　　عکس معلوم حکم آن معلوم

حل۔ وجود جہان معدوم کا ظہور کرے اُسکا عکس اور اُس کا حکم پہلے ہی معلوم ہے۔

ہستی کز دل عدم گل کرد　　ہم عدم بالیدش تخیل کرد

حل۔ جس ہستی نے عدم کے دل سے ظہور کیا ہے اُسکو بھی عدم خیال کرنا چاہئے۔

در عدم ناز ہستی است اینجا　　در دل تاک ہستی است اینجا

حل۔ یہاں ہستی کا ناز عدم میں ہے یعنی ہستی اپنے معدوم ہونے پر ناز کرتی ہے یہاں انگور کے دل میں مستی ہے جو اسوقت معدوم ہے۔

بیخبر از خود مگذر جانب دل ہم نظرے　　ای چمنستان جمال آئینہ دار نظرے

حل۔ اپنے سے بیخبر نہ گزر۔ دل کی جانب بھی نظر کر۔ اے چمنستان جمال کے

معشوق تو صبح کا آئینہ دار ہے (چمن میں غنچہ و گل صبح کو کھلتے ہیں) ۔

نیست در ہفت چمن چون قدت اے غنچہ دہن گلبن نیرنگ کہ سرو قیامت گر ہے

حل ۔ اے غنچہ دہن اس ہفت چمن یعنی ہفت زمین میں تیرے قد کے مانند کوئی پھول نہیں جس کا گلبن نیرنگ ہو اور کوئی سرو ایسا نہیں جس کا ثمر قیامت ہو ۔

بر ہوس نشو و نما صرفہ خیال است بقا ورنہ در اقلیم فنا یاس ندارد ہنر کہ

حل ۔ نشو و نما کی ہوس میں بقا کا خیال فضول ہے ورنہ اقلیم فنا میں ناامیدی کوئی ہنر نہیں رکھتی ۔

بی تو شمعم ہمہ تن سوختہ یاس وطن داغ و آہے ہمہ ہست زمن گر طلبی پا و سر

حل ۔ میں بغیر تیرے یاس وطن کی جلی ہوئی شمع ہوں اگر تو مجھ سے سر اور پاؤں طلب کرے تو صرف ایک داغ اور ایک آہ موجود ہے ۔

قابل آگاہی او نیست خیال من و تو حسن خدائی نشود آئینہ دار دگرے

حل ۔ میرا اور تیرا خیال اس کے آگاہ ہونے کے قابل نہیں خدا کے حسن کا بجز حسن کے کوئی اور آئینہ دار نہیں ۔

جوش حبابا انجمن شوکت دریا نشود ما ہمہ صیقل زدہ ایم آئینہ ای جگر گہری

حل ۔ وہ جوش جس کی انجمن حباب ہے دریا کا شکوہ نہیں بن سکتی ہم سب ایک جگر گوشہ پر فضول صیقل کر رہے ہیں ۔

نیست ز ہم فرق تما انجمن و خلوت ما آئینہ دار نظر ما خانہ بیرون در ے

حل ۔ ہماری جلوت اور خلوت میں کچھ فرق نہیں ایک ہی گھر اپنے دروازے سے باہر سب جگہ کا آئینہ رکھتا ہے یعنی دل میں سب کچھ نظر آتا ہے ۔

در ہر زیر و بمی خفتہ فسون عدمی در ہمہ ساز است رمی با ہمہ رنگست پری

حل ۔ ہر زیر و بم (باجوں کے نام) کی بغل میں عدم کا منتر دم کیا ہوا ہے تمام باجوں میں رم اور تمام رنگوں کے ساتھ پر ہے (باجے بھی اپنی آواز سے اوڑتے ہیں اور رنگ بھی اوڑتے یعنی زائل ہو تے ہیں) ۔

پیر وہ صد رنگ وری بنا انجمن آوری خفتہ بہ بال پری کار گرشہ شیشہ گری

حل - تو سو رنگ کا پردہ پھاڑیگا تب چمن مین راہ لیجائیگا پری کی بازو مین شیشہ گر
کا کارخانہ چھپا ہوا ہے - پری کو عامل لوگ شیشہ مین قید کر لیتے ہین گویا پری کے بازو
اپنے قید ہو جانے کا سامان موجود ہے -

نیست اقامت گہ کس وادی جولان ہوس   دامن عجز است ساز آبلہ پایان سفرے

حل - ہوس کے دوڑنے کا جنگل کسی کی اقامت گاہ نہین عجز کا دامن رہا ہے اسے
آبلہ پا سفر کرو - یعنی دنیا سے گزر کر منزل مقصود پہنچ جاؤ -

نیست اہل پروری لازم امثال جہان   بی تری مغز بلندی نکند موی سرے

حل - سبحان امیدون کا پالنا امثال جہان (انسانون) کو لازم نہین بغیر مغز کی تری
کے سر کے بال نہین بڑھ سکتے -

شبنم ہستی پی عجز ہمیکن ہم خون جگر   آئینہ بندم بعدم کز نفس آرم خبرے

حل - ہستی کا شبنم صبح کی طرح میرا جگر خون کر رہا ہے مین آئینہ باندھکر عدم مین
جاؤن تا کہ سانس سے خبر لاؤن - یہ قاعدہ ہے کہ آئینے پر سانس دم لیجائیگی تو اسپر
غبار سا معلوم ہوگا - لیکن سانس تو معدوم ہو جاتی ہے لہذا عدم مین آئینے پر اسکا پتا
کب ملیگا یہ ایک نرالی ہوس ہوگی - صبح کی سانس بھی معدوم ہو جاتی ہے - اُسکی روشنی
کو آئینہ قرار دیا ہے مگر اُس آئینے مین دم صبح کا جو گزر گیا کوئی اثر نہین آتا - بہت نازک شعر
ہے غور سے سمجھنا چاہیئے -

لذت این محفل فرون بر نئی ما خواند فسون   داغ شوای نالہ کنون راہ نفس زد شکرے

حل - اس محفل (دنیا) کی لذت نے ہماری نے پر افسون پڑھ دیا - اسے نالہ داغ ہو کیونکہ
سانس کی راہ نے نے نا دی - نے مین شکر ہوتی ہے اور نے سانس سے بجتی ہے مگر جب شکر
(وہ لذت) رہزن ہو گئی ہے تو نے کیونکر سانس لیگی اور بجیگی -

نکتہ - گفتگو سے ارواح و امثال بیرون اعتبارات جسمانی مہمل است وگرنہ در عالم اجسام
بے امثال و ارواح معطل - جسم را قبل آثار پیدائی در حقیقت روح مختفی فہمیدن است چون
کیفیت کوزہ در گل - و روح را بعد از نشأ ظہور در اجزاء جسم منزوی دیدن چون صورت
خیال در دل - تا حضور شعور بعرض جلوہ نیاید معنی ہیولے را در جہان صور باطن اشکال بودن
است و صورت مرتبہ ہیولے معاے ہمان کیفیت کشودن - اگر ہیولے بہ بے صورتی منصف

ہست صور از کجا سے جوشد واگر صورت از لباس قدرت عاری است ہیولے را کہ بے پوشد۔

حل ۔ عالم ارواح اور عالم مثال (برزخ) کی گفتگو بغیر اعتبارات جسمانی کے بہل ہے اور عالم اجسام کی گیر ودار بغیر امثال وارواح کے بیکار ہے ۔یعنی روحون کا تعلق جسمون سے ہے اور جسمون کا تعلق روحون سے ہے ۔ یہ غلط ہے کہ ارواح اور امثال بذاتہ کسی عالم مین موجود ہین جیسا کہ بعض لوگ یعنی صوفیہ کا خیال ہے ۔ پیدا ہونے کے آثار سے قبل جسم کو ایک چھپی ہوئی روح سمجھنا ہے جیسے کوزے اور مٹی کی کیفیت ۔ اور روح کو بعد اثر ظہور کے جسم کے اجزا مین پوشیدہ دیکھنا ہے ۔ جیسے خیال کی صورت دل مین جبتک صورتون کی حضوری پیشگاہ جلوہ مین نہ آوے یعنی ظاہر نہو ہیولے کے معنی کو باطن کی صورتون کے جہان مین محض شکل رہنا ہے اور مرتبہ ہیولے کی صورت گیا ہے گویا اُسی کیفیت کے مٹکے کا کھولنا ہے ۔یعنی ہیولا سے مطلق مین صورت ضرور موجود ہے جیسے پتھر چونے مٹی وغیرہ مین عالیشان ایوان ۔ اگر ہیولا بے صورتی سے متصف ہے تو صورتین کہان سے جوش مار رہی ہین اور اگر صورت لباس قدرت سے عاری ہے تو ہیولے پر کیا شے عارض ہو سکتی ہے ۔

ہر چند خاکسار ہیولائی گل است گل نادمیدہ ساز ہیولائی خاک شد

حل ۔ ہر چیز مٹی پتھر کا ہیولے خاکسار (بظاہر خاک) ہے مگر جو پھول ابتک نہین اگا وہ خاک کے ہیولے کا سامان ہے ۔

رمز صفاے آئینہ ہا واشگافتیم آن کدورتی ست کہ از اشک پاک شد

حل ۔ آئینہ کی صفائی کی رمز ہمنے معلوم کر لی وہ ایک کدورت کا نام ہے جو آنسو کے دہونے سے پاک ہوئی ہے ۔ آنسو سے مراد آئینے کی آب ہے جو صیقل کے بعد آئینے کو روشن اور مجلیٰ کرتی ہے ۔

چون بارہا ز حرص نوبت زنگار وارسید آئینہ را بسنگ ہمان اشتراک شد

حل ۔ جیسا پتھر زنگار کے عارض ہونے کی نوبت پہنچی تو آئینہ اپنی تاریکی مین پتھر کا شریک ہو گیا ۔یعنی جب زنگ لگا تو آئینہ اور پتھر دونون برابر ہو گئے ۔مطلب یہ ہے کہ ریاضت ہی سے انسان کا دل روشن ہوتا ہے ورنہ وہ پتھر ہے ۔

خورشید اگرچہ شب بسمک بال افشاند ٭ روزانہ دیدہ کہ باوج سماک شد

لغت۔ سمک وہ مچھلی جو تحت الثریٰ میں ہے اور جسکی پشت پر گاو زمین ہے اور سماک وہ ستارہ جو سب ستارون سے بلند تر ہے۔

حل۔ آفتاب اگرچہ شب کو زمین کے نیچے غائب ہو جاتا ہے مگر دن کو تو نے دیکھا ہے کہ ریاضت سے سماک تک پہنچ جاتا ہے۔

یک رشتہ بود پا و سرا اعتبار خلق ٭ خلقے بپیچ و تاب توہم ہلاک شد

حل۔ خلق کے سر و پا کا اعتبار ایک ہی رشتہ تھا مخلوق وہم کے پیچ و تاب مین ہلاک ہوگئی (وحدت الوجود)

نکتہ۔ تا نسخۂ اندیشہ از ہستی رقم توہمی دارد با ہرزہ سوادان مکتب اعتبار ہم سبق بودن ناچاریست و تا خامۂ ما و من از نفس سطر حیات مے نگارد ہم مشقی اطفال این دبستان فرسودن بے اختیاری درآب افتادہ را ہوائے دست از خشکی شستن فطرت است و درآتش نشستہ را ہوائے دامن از دود کشیدن داغ خجلت۔

حل۔ جبتک ہستی سے فکر کی کتاب توہم کی رقم رکھتی ہے مکتب اعتبار کے بیہودہ سوادون سے ہم سبق رہنا ضرور ہے اور جبتک ما و من کا قلم سانس سے زندگی کی سطر لکھتا ہے اس مکتب کے اطفال کی ہم مشقی سے فرسودہ ہونا بے اختیاری ہے اور پانی مین گرے ہوئے کو خشکی کو ہاتھ دھونے کی خواہش عین فطرت ہے اور آگ مین بیٹھے ہوئے کو دھوئین سے بچنا شرمندگی کا داغ ہے۔

ہستی جز جان کنی و خون خوردن نیست ٭ از عالم مرگ عیش جان بردن نیست
در خلق بدون ز خلق بودن غلط است ٭ صحبت با زندگی است با مردن نیست

حل۔ ہستی بجز جان کنی اور خون کہانیکے کچھ نہین۔ مرگ عیش کے عالم سے جان کا سالم لیجانا ممکن نہین یعنی جس شئے کو تم عیش دنیا سمجھے ہوئے ہو وہ درحقیقت روح کی موت ہے کیونکہ عیش دنیا مین منہمک رہنے سے روح مردہ ہوجاتی ہے۔ خلق مین خلق سے باہر رہنا غلط ہے صحبت زندگی کے ساتھ ہے مرنے کے ساتھ نہین۔

نکتہ۔ عالم ایجاد سیرگاہ جلوہ اضداد است و تماشا خانۂ بوقلمون ہاے مراتب استعداد تا عبارت پریشان نگوشی وصول جمعیت معنی موہوم است و تا بتامل نخیزد نشئ فائدہ نا حاصل

گریبان خود نا دوخته هم عمر با بیهوده باید باختن تا براهنه پا سی در دامن کشیدن توان
رسید و با عالم صحبت باید داشتن تا قدر تنهائی توان فهمید - بی تجربه سود و زیان دو
کیفیت اختیاری یکی بر دیگری عرض مراتب جهل است و بی امتیاز نفع و ضرر
دو اثر بالتزام واحد بی اقبال نمودن دلیل فطرت سهل - هر کرا بصحبت نا سزا خیالات
تنبیه نمودند الواب جمعیت تنهائی برویش نگشودند و هر کرا خار رو راه ننشاندند از
زحمت ناسزا بردوش نمانند اگرچه صحبت هزار رنگ فوائد آبستن است اما خلاصه
نتائجش قدر انزوا دانستن -

حل - عالم ایجاد کیا ہے - ضدون کے جلوون کی سیرگاه ہے یعنی دنیا مین بجز اضداد
کے کچھ نہین - نور و ظلمت سفیدی و سیاہی - خیر و شر وغیرہ - اور عالم ایجاد طرح طرح کے
مراتب استعداد کا تماشا خانہ ہے یعنی ہر شے مین ایک خاص استعداد ہے جبتک
تو پریشان عبارت کے سمجھنے مین کوشش نکریگا معنی کی جمعیت کا وصول ہونا موہوم ہے
اور جبتک بغیر خدا کے تامل مین جوش نکریگا اپنے گریبان یعنی مراقبہ کے ماحصل کا فائدہ
نہ سمجھیگا - عمر تو فقط بیہودہ دوڑنا چاہیے تاکہ دامن مین راحت کے ساتھ پاؤن پھیلانا
ممکن ہو ایک عالم کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیے تاکہ تنہائی کی قدر جان سکے - بغیر تجربہ فائدہ
اور نقصان کے دو اختیاری کیفیتون مین سے ایک کا دوسرے پر ترجیح دینا مراتب جہالت ہے
اور بغیر امتیاز نفع و ضرر کے دو اثر دلپذیر ہین سے ایک کے لازم پکڑنے کو قبول کرنا سہل فطرتی
(کم فطرتی) کی دلیل ہے یعنی نفع بغیر نقصان کے اور نقصان بغیر نفع کے معلوم نہین
ہو سکتا - جس شخص کو مخالف صحبتون کیلیے متنبہ نہین کیا گیا تنہائی کی جمعیت کے
دروازے اُس پر نہین کھولے یعنی صحبت کا تجربہ نہو تو خلوت کے فوائد حاصل ہونگے
اور جس شخص کی راہ مین کانٹے نہ بچھے اُسکو ہر دوش (سفر مین چلنے اور بوجھ اٹھانے کی)
تکلیف سے نہین چھوڑا اگرچہ صحبت ہزار رنگ کے فوائد کی حاملہ ہے مگر سب کا خلاصہ
خلوت کی قدر جاننا ہے - یعنی جبتک صحبت (جلوت) کا تجربہ نہو خلوت کی
قدر معلوم نہین ہو سکتی -

ہیچ کس جز شور کثرت طالب وحدت نشد رنگ تمیز سلامت در غبار آفت ست

حل - کوئی شخص بجز شور کثرت کے وحدت کا طالب نہین ہوا سلامت کی تمیز کا رنگ

آفت سے کہ غبار میں ہے یعنی جبتک مصیبت نہ سہیگا سلامتی کی خبر ہوگی ۔

ناتہی یی نزنی ننوانی کم راحت شنید   طبیعت بیمار کیسر قدر دان صحت است

حل ۔ جب تک تو رنج نہ اٹھائیگا راحت سے واقف نہ ہوگا بیمار کی طبیعت خود صحت کی قدر دان ہوتی ہے ۔

قطرہ از تشویش موج آخر نہان در صدف شد   گوشہ گیریہا خلق از انفعال صحبت است

حل ۔ قطرہ موج کی پریشانی سے بچکر آخر سیپی میں چھپ گیا اس سے ثابت ہوگیا کہ مخلوق کا گوشہ نشین ہونا صحبت کے انفعال سے ہے ۔

چون نگہ یک عمر باید دید عرض خوب و زشت   تا شود روشن کہ جمعیت فروغ حیرت است

حل ۔ نگہ کی طرح مدت تک اچھے برے کو دیکھنا چاہیئے تاکہ روشن ہو جائے کہ جمعیت حیرت کی فروغ میں ہے ۔

عالمی چشم از تماشای جہان پوشید و رفت   زین ادا معلوم میگردد کہ ہستی غربت است

حل ۔ ایک عالم نے جہان کے تماشا سے آنکھ بند کی اور عدم کو چلدیا اس سے معلوم ہوا کہ ہستی غریب الوطنی ہے ۔

نکتہ ۔ روح انسانی شاہدیست ہستہ لا ریبی کہ جمال استعدادش از بے نقابی آ جوہر غفلت پیدا است و آفتاب کمالش ہمان از دمیدن صبح ادراک لامع و ہویدا ۔ عقل سرچشمہ ایست تراوش ریباء معنی حیا و حیا آئینہ ایست از حقیقت ایمان چہرہ کشا ۔ اگر عقل در عرصہ فہم ربوبیت نمی تاخت ہیچ کس سر بسجود عبودیت نمی انداخت ۔

حل ۔ روح انسانی ایک یقینی معشوق ہے جسکی استعداد کا جمال غفلت جوہر سے ظاہر ہے یعنی اگرچہ وہ جسم سے غافل ہے مگر اسکی استعداد ظاہر ہے اور روح کے کمال کا آفتاب صبح ادراک کے طلوع ہو نے سے تابان اور ہویدا ہے ۔ یعنی انسان جب ادراک سے کام لیگا تو اسکی نورانیت خود ظاہر ہو جائیگی ۔ عقل ایک سرچشمہ ہے جس سے معنی حیا کا ریباء تراوش کرتا ہے اور حیا ایک آئینہ ہے جو ایمان کی حقیقت سے چہرہ کشا ہے ۔ اگر عقل ربوبیت کے فہم کے میدان میں نہ دوڑتی تو کوئی شخص عبادت الہی کے لئے سر تسلیم خم نکرتا یعنی روح جو جسم سے غافل ہے اور اس پر اپنے کمال ہستی کا اثر نہیں ڈالتی تو اسکی وجہ حیا ہے اور الحیاء من الایمان حدیث شریف ہے اور عقل

اور عقل بھی حیاہی چاہتی ہے - اگر حقیقت الہی کو سمجھتی تو کوئی شخص خدائے تعالے کی عبادت نکرتا -

ہر کس ز حقیقتے نباشد خبرش   بیہودہ بعبرتے نرساند نظرش

حل - جس شخص کو حقیقت سے خبر نہو گی نظر اُسکو بیہودہ (و بیہی) عبرت تک نہ پہنچا ئیگی یعنی عبرت اُسی کو ہو گی جو چشم حقیقت میں رکہتا ہوگا -

از ہستی ذات باز معدومی خویش   چیزے فہمید دل کہ خون شد جگرش

حل - ذات کی ہستی اور پھر اپنی معدومی سے دل نے کچھہ تو سمجہا کہ اوس کا جگر خون ہوگیا -

نکتہ - از بزرگے پرسیدند بحکم ان مع العسر یسرا کشا دو عقد سے بناخن تدبیر سے باز بستہ است وحل ہر مشکلے در کمین چارہ نشستہ - سہولت جاندادن از چہ تدبیر سے بسہولت پیوند دو دشواری مرگ بکدام چارہ صورت آسانی بندد - فرمود یکسب ایثار باید دانست کہ زندگی قوت اندیشہ است مصروف تعلق اسباب چون پیچش موج موجد دائرہ گرداب - ہرگاہ اندیشہ لذا توجہ علائق برآمد واصل بے تعینی عالم اطلاق گردید چون موج از دام پیچ وتاب گسیخت نقد توہم بجیب ہمواری محیط ریخت

حل - ایک بزرگ سے کسی نے پوچہا کہ خدائے تعالے کے اس حکم کے بموجب کہ مشکل کے ساتہہ آسانی ہے کہلنا ہر گرہ کا تدبیر کے ناخن سے بندھا ہوا ہے اور ہر مشکل کا حل ہونا علاج کے گہات میں بیٹھا ہوا ہے - آسانی سے جان دینا کس تدبیر سے آسان ہے اور موت کی دشواری کس علاج سے آسانی کی صورت باندہے " فرمایا کہ برگزیدگی کے حاصل کرنے سے - یعنی انسان اگر خدا کے نزدیک برگزیدہ ہو جاے تو تمام مشکلیں آسان ہو جائیں - جیسے موج کا لپٹنا گرداب کے دائرے کا پیدا کرنے والا ہے جب فکر دنیوی تعلقات سے نکلگیا عالم اطلاق کی بے تعینی میں ملگیا - یعنی قید اطلاق سے بہی آزاد ہوکر خدا میں جاملا - اور جب موج نے پیچ وتاب کے دام سے قطع تعلق کرلیا تو نقد توہم کا دریا کی ہمواری کی جیب میں ڈالدیا یعنی موج اور دریا دونو ایک ہو گئے گرداب کے دائرے سے علیحدہ رہنا موج کا نیرا وہم تھا اب وہ وہم جاتا رہا -

در عالم کون رنگ فطرت دگر است ⁂ خلقی مغرور ناز ہمت دگر است

معنی - عالم امکان میں فطرت کا رنگ اور ہے خلقت ناز میں مغرور ہے ہمت دوسری چیز ہے -

نیرنگ تجانس توہم کہ بنازش خوانند ⁂ گر دست فشانند حقیقت دگر است

معنی - اس تجانس توہم سے جسکو مجاز کہتے ہیں اگر ہاتھ جہاڑیں تو معلوم ہو کہ حقیقت دوسری شی ہے -

نکتہ - کیفیت سخا بہ نزاکتے سرشتہ اند کہ تا کریم سائل را ممنون تصور نماید جوہر مروت نگداختہ است و تا بہ اذن خود را مصدر احسان گمان برد معنی حیا رنگ باختہ ازینجا است کہ ابر بر خار و گل یکسان مے بارد تا از نخلہاے باردار خجلت امداد نبرد و آفتاب بر سنگ و گل یکدست مے تابد تا بر لعل و یاقوت منت بر زینت نگذارد -

معنی - سخاوت کی کیفیت ایسی نزاکت سے گوندھی گئی ہے کہ جبتک سائل کو کریم اپنا ممنون خیال کرے مروت کا جوہر گلا ہوا ہے - اور جبتک حکم کے ساتھ اپنے کو احسان کا صادر گمان کرے حیا شرمندگی سے رنگ باختہ ہے یعنی کریم کو احسان کے جتانے سے شرم کرنی چاہیئے اسی وجہ سے ابر کانٹے اور پھول پر یکساں برستا ہے تاکہ باردار درختوں سے مدد کرنے کی شرم نہ اٹھاوے اور آفتاب پتھر اور مٹی پر یکساں چمکتا ہے تاکہ لعل و یاقوت پر زینت کا احسان نہ رکھے یعنی ابر نے تو پھولوں کو باردار کیا مگر کانٹوں کو کیا فائدہ پہونچایا اور آفتاب نے لعل و یاقوت کو تو زینت دی مگر پتھر اور مٹی کو کیا دیا - یہ اسی وجہ سے ہے کہ ابر اور آفتاب کو احسان جتانیکا موقع نہ ملے - رباعی

شخصی کہ کرم از لبکہ وفا کیش تر است ⁂ زاندیشۂ انفعال درویش تر است

رسوائی احتیاج کس نتوان دید ⁂ آنرا کہ حیا بیش سخا بیشتر است

معنی - کریم کا وجود چونکہ وفا کیش زیادہ ہے لہذا شرمندگی کے اندیشہ سے وہ سب سے زیادہ درویش ہے کسیکی احتیاج کی رسوائی نہیں دیکھ سکتا جس شخص کو حیا زیادہ ہے سخاوت زیادہ ہے مطلب یہ ہے کہ سچا سخی وہ ہے جو سخاوت کرے اور شرما دے نہ یہ کہ غرور کرے اور احسان دہرے -

من بقدرت کہ بسیر مادمن آمدی — تو بہار عالم دیگری ز کجا باین چمن آمدی

حل ۔ تیری قدرت کا دامن کینیے کھینچا کہ تو دنیا مین مادمن کی سیر کیلئے آیا تو تو دوسرے عالم کی بہار ہے اس چمن مین کہان سے آیا ۔

ہوس تعلق صورتت زچہ رہ فتادہ ضرورتت — بہ پری آنچہ از ضمیر ز ملائکت بہ برہمن آمدی

حل ۔ تجھے تعلق دنیا کی ضرورت کیون پڑی کہ قدرت سے بھاگا اور فرشتے سے برہمن کی صورت مین آیا

نہ عدم جدا نہ فتادۂ قدمے دگر نکشادۂ — مگر آنکہ پیش خیال تو بخیال آمدن آمدی

حل ۔ تو عدم سے جدا نہین ہوا نہ تو نے دوسرا قدم کھولا یعنی تیری ہستی جس طرح پہلے معدوم تھی اب بھی معدوم ہے شاید یہ بات ہے کہ تو محض خیال کے آگے آنیکے خیال مین آیا یعنی تیرا آنا محض خیالی اور وہمی ہے ۔

سحر حدیقۂ آگہی ستم است جیب جنون درد — چہ ہوا بپردۂ آتشت کہ برون پیرہن آمدی

حل ۔ تو آگہی عرفان الٰہی کے باغ کی صبح ہے (صبح کے وقت پھول کھلتے ہین) ظلم ہے کہ جنون تیری جیب پھاڑے تیری آگ کے پردے مین کیا ہوا بھڑکی تھی کہ پیرہن سے باہر آگیا یعنی عدم سے آتش حرص و ہوا نے تجھے باہر نکالکر دنیا مین پہونچایا ۔

نہ سفر بہانہ طراز شد نہ قدم جنون تگ و تاز شد — بخودت ہمین شرہ باز شد کہ بغربت از وطن آمدی

حل ۔ نہ سفر تیرے آنیکا بہانہ ہوا نہ قدم جنون کے تگ و تاز کا باعث ہوا خواہش تیری پاکمین کہ وطن (عالم ارواح) سے سفر مین آیا ۔

نہ لب تیر زمزمہ چنگ زد نہ نفس بدر دل تنگ زد — بعدم آئینہ بسنگ زد کہ تو قابل سخن آمدی

حل ۔ نہ تیرے لبنے زمزمہ پر چنگل مارا نہ سانس نے دل تنگ کا دروازہ کھٹکھٹایا عدم نے پتھر پر شیشہ مارکر تو بات کرنیکے قابل آیا ۔ یعنی تیرا تکلم کیا ہے پتھر پر شیشہ کے گرنے کی آواز ہے جو گرتے ہی ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے ۔

چہ قدر بتجرد معنیت بہ در تصنع لفظ زد — کہ چو تار سبحہ یک زبان بطواف صد دہن آمدی

حل ۔ معنی کے تجرد نے تجھے لفظ کی بناوٹ کے دروازے سے جا لگایا کہ تو تسبیح کے تار کی طرح ایک زبان سے سو منہ کے طواف پر آیا تسبیح کا تار تو ایک ہوتا ہے مگر ہر دانہ پر سو مرتبہ وظیفہ پڑھا جاتا ہے یعنی تو وحدت سے کثرت مین آگیا ۔

چہ شد اطلس فلکی قبا کہ دریدن از کی ردا   کہ نہ زو زبان کند فنا کہ ملک گرفتہ چادری

حل - وہ تیرا اطلس فلکی قبا کیا ہوا وہ تیری فرشتوں کی سی چادر کسنے پھاڑ ڈالی کہ تو فنا سکے وس نہ بانک سے دو گز کفن کیلئے آیا -

ز سرو شمع غیرت مرد و زن برپا ست غیرت پایش   کہ چو شمع در رہ انجمن چہ بہ سر سوختن آمدی

حل - مرد و عورت کے سرو شمع غیرت سے تیرے پاؤں کا پیر بار رہا ہے کہ تو شمع کی طرح محفل میں جلنے کے واسطے کیسا آیا -

ہوس تو چو بیدل اے نخبر در اعتبار جہان مزن   چہ بلا ست ذوق کہ ہر شدن کہ چو موج خود بہ پریشان آمدی

حل - تجھے بیدل کیطرح جہان کے اعتبار کا دروازہ نہ کھٹکھٹانا ہو تی تجھ کو نیستی کا کیا ہوا بلا ہے کہ تو موج کیطرح خود پریشان بنکر آیا -

در تکلم از ندامت ہیچکس آسودہ نیست   جنبش لبہا بجز دست بہم سودہ نیست

حل - کلام کرنے میں ندامت سے کوئی شخص آسودہ نہیں لب کی جنبش بجز افسوس ملنے کے کچھ نہیں یعنے تکلم میں لبوں کو جنبش دینا گویا کف افسوس ملنا ہے

راحت آبادی کہ مردم جنتش فہمیدہ اند   غیر ازان لب ناکشودہ نیست

حل - وہ راحت آباد جس کو لوگ جنت سمجھے ہوئے ہیں بے تکلف بے قیل و قال لب ناکشودہ کے سوا کچھ نہیں یعنے جنت کا دروازہ کہلا ہوا نہیں جیسے خاموشی کی حالت میں لب نہیں کہلتا - مطلب یہ ہے کہ جنت جسکا نام ہے وہ محض خاموشی ہے۔

گر زبان از شوخی اظہار او دزدد نفس   صافی آئینۂ مطلب غبار آلودہ نیست

حل - اگر زبان اظہار کی شوخی سے سانس چرا لے تو مطلب کا صاف آئینہ غبار آلودہ نہیں ہوتا یعنی خاموشی میں بھی مطلب ظاہر ہو جاتا ہے مثل مشہور ہے سائل کی صورت ہی سوال ہوتی ہے -

پاس ناموس سخن بیزبانی روشن است   ہیچ مضمون در ہمہ صورت نقش فرسودہ نیست

حل - ناموس سخن کا پاس بیزبانی میں روشن ہے کوئی مضمون اس صورت میں سانس کا گھسا ہوا نہیں -

قطرہ ہا از ضبط موج آئینہ دار گوہر اند   تا نشود روشن کہ سعی خامشی بیہودہ نیست

یعنی بیہودہ گفتگو سے غافل اور چپ رہنا بہتر ہے

کہون لب بازار سب تنہا این نواست سخن * کہ مدعا بیان وصف خامشی ہست ہنوز

حل - اب سخن ساز اوسکے اس آواز مین محو ہے کہ بیان بیدل کا مدعا خاموشی کی تعریف کرتا ہے پس خاموش رہ -

غرض ہر جا سخن ہست بے معنی افادہ مباد و ہر جا خامشی ہست انفعال گفتگو مبیناد

حل - الغرض جہان کہین بیمعنی سخن ہے خدا کرے اسکا افادہ نہو اور جہان کہین خاموشی کا موقع ہے خدا کرے تکلم کا انفعال نہ دیکھے -

رباعیات

آنکس کہ منزہ ہست ز آب و گل ما * بے او عدم است خلوت و محفل ما

نامش ز پردہ بر زبان مے آید * واللہ کہ نیست جائے او جز دل ما

حل - وہ ذات کہ ہمارے آب و گل سے پاک ہے یعنی جسم اور جسمانی نہین بغیر اُسکے ہماری خلوت اور جلوت معدوم ہے - یعنی خلوت اور جلوت دونون مین وہی ہے اُسکا نام پردے سے زبان پر آتا ہے واللہ کہ اُسکی جگہہ بجز ہمارے دل کے کہین نہین - پس اُسکی آواز دل ہی سے آتی ہے -

اے دین تو اصل و فرع جان و تن ما * نور تو دلیل معنی روشن ما

ما را تو نمودی آنچہ حق را شاید * این حق ساقط نگردد از گردن ما

حل - اے تیرا دین ہماری جان اور تن کی اصل اور فرع ہے تیرا نور ہمارے معنی روشن کی دلیل ہے ہمکو تو نے وہی دکہایا جو امر حق کے شایان ہے یہ حق ہماری گردن سے ساقط نہوگا - یہ رباعی آنحضرت صلعم کی نعت مین ہے -

اے غیب و شہادت تو یکسر پیدا * پوشیدگیت عیان ترا ز ہر پیدا

حیرت زدہ ایم انچہ پیدائی ہا ست * در پنہان پیدائی و پنہان در پیدا

حل - اے غیب اور حضور تیرا سب ظاہر ہے تیری پوشیدگی ہر ظاہر سے بھی ظاہر ہے ہم حیرت مین ہین کہ یہ کیا کیا پیدائیان ہین پوشیدگی مین ظاہر اور ظاہر مین پوشیدہ ہے

اے دانہ ازین مزرع اندیشہ برآ * یعنی ز طلسم الفت ریشہ برآ

التقریظ

نتیجۃ المقال من دام ذوالفضل والکمال مظہر الجلال مع الجمال عضدی وساعدی
وعزیزی ابو الفیضان ناصر الاسلام مولانا محمد شفیع المتخلص بالناصر الرامفوری
ایدہ اللہ بجبروتہ واید اللہ سطوتہ

بسم اللہ ابتدائی وبنور القدس انتہائی والتوفیق للاتمام منہ مسئول علی اللہ توکلت و
الیہ انیب ۔ والعاقبۃ بالخیر منہ مامول ۔ الالسنۃ من آلاء اللہ عیینا ۔ فلوجہہ الکریم
کان الحمد یکفینا ۔ ومن کل داء باذنہ یشفینا ۔ ومن کل عاہۃ بمنہ یتقینا ۔ ویزیدنا
بفضلہ ہدی ویقینا ۔ فہو الاول بلا ابتداء ۔ والآخر بلا انتہاء ۔ والظاہر بالصفات ۔
والباطن بالذات ۔ وہو حسبنا ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر ۔ لیس کمثلہ شیئ و
ہو السمیع البصیر ۔ موصوف باوصاف الکمال ۔ منعوت من نعوت الجلال ۔ متصف
بصفات الجمال الوجوبیۃ الذاتیۃ والفعلیۃ الثبوتیۃ فی الماضی والحال والاستقبال
منفرد عن سمات النقص والزوال ۔ فجمیع صفاتہ قدیمۃ صمدیۃ ازلیۃ ابدیۃ حقیقیۃ محفوظۃ
من الزوال والصلوات السامیہ ۔ والتحیات النامیہ ۔ علی افضل رسل ونبی
منجینا من جمیع الاہوال والآفات فی الدنیا ودینا ملجانا وموجب تشفینا ۔ ماوانا وسبب
سکینا ۔ نور من نور اللہ وسکینا ۔ سعید ساداتنا وموالینا ۔ شافعنا وشافینا ۔ قائدنا ۔ و
ہادینا ۔ الرؤف بنا من امہاتنا وابینا ۔ حبیب اللہ الاجل فی الاجلینا ۔ وخلیفۃ اللہ
الاکمل فی الاولینا ۔ حجۃ اللہ علینا وعلی من خلفنا وما بعدنا وبین ایدینا ۔ وعلی آلہ وصحبہ الفائزین
نور انبیہ وادلیائہ المتصوفین المتصرفین فی العالم باذنہ تمکینا ۔ وعلینا بہم ولہم اجمعینا ۔
ویرحم اللہ من قال آمینا ۔ اما بعد فیقول العبد الفقیر الراجی الی رحمۃ ربہ العلیم البصیر السمیع
عفا عنہ وعن والدیہ بلطفہ الخفی الوسیع ابو الفیضان محمد شفیع المتخلص بناصر وقاہ اللہ
من شر حاسد اذا حسد ۔ ونجاہ اللہ من نار الحقد اذا النار حتی استوقد ۔

لما طالعت ہذہ الرسالۃ الرفیعۃ السدیدۃ العجیبۃ ۔ والجالۃ النافذۃ الغریبۃ ۔ القاطعۃ
لاعناق اہل الزیغ والجہل والضلالۃ ۔ والماحیۃ لطرق الفسق والکذب البطالۃ ۔

باسمعان نظر وتدقیق فکر رایتہا رقاۃ بعد مقام من اولہ واوسطہ والختام فوجدتہ حقا حقیقا بالقبول ـ مملوّا من فوائد علوم الشرعیۃ والادبیۃ والاصول ـ کافیا فی انکشاف الحقائق والدقائق والرموز المجہول ـ ناجیا عن الوقوع فی ورطۃ البوار والذہول ـ حامیا بدفع المکائد والمفاسد المفتری المجہول فللہ در مصنفہا الفذ اجاد ـ کیف لا قد الفہا و عانیہا الشیخ الفاضل ـ والعلامۃ الکامل رکن المتکلمین فخر المناظرین وجیہ المحققین عماد المدققین ـ صدر الملۃ والدین الکاسر لفقار اعداء اہل السنۃ الزائغین ـ الجامع بین المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول والجہبذ القمقام الفہامہ زبدۃ الاماثل والاقران محمود الزمان الذی ہو فی الاعیان بمنزلۃ العین فی الانسان شمس سماء التحقیق بدر فلک التدقیق مضمار سمارک العوارف ـ عارج معارج المعارف ـ استاذ العلماء ـ والفقہاء القمقام المرجع للخواص والعوام ماہر العلوم البہیہ والمظہر بتجدید الاسنۃ المشرقیہ ـ مولانا الحافظ المولوی الجواد لبیب احمد حسن التخلص بشوکت جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء فی الدار الاول والآخر ـ ونفعنا اللہ بعلومہ مادام الشموس طالعۃ والنجوم ساطعۃ فمن اللہ المسئول ان ینتفع بہا العباد فی کل البلاد بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد ومااوردتہ بالحل حق حقیق لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ ـ حق یکشف السوء عن وجوہ المترددین المعاندین ـ حق ینتزع سواد زائغ عیون الزائغین الحاسدین ـ مالک ایہا الحاسد انہ سیف مسلول علی عنق الجہلا والخبیثۃ ـ وسہم مسموم فی اکباد الاعداء والکتبہ ختم اللہ علی قلوبہم اکنۃ وعلی ابصارہم غشاوۃ لایفقہون حدیثا ویحسدون علی ما آتاہم اللہ فضلا عظیما ـ اقربہم اللہ من غضبہ وابعدہم من فضلہ

تذکر یوم تاتی العبد فردا   وقد نصبت موازین القضاء

ومنہ ارتج وامترج شقاق النحور ـ قول من یجمع الناس لیوم لاریب فیہ یوم النشور یعلم ما فی السموات والارض ویعلم ماتسرون وما تعلنون واللہ علیم بذات الصدور وتری الناس سکریٰ وما ہم بسکریٰ ولکن عذاب اللہ شدید ـ ولیقوم علیہم وعیدہ

ہذا لمن طالب طریق الحق والعدل والبیان ـ فقد کشف لہ الخشا والران ـ واما من مرادہ بکلام الجدل والبحث والمکابرۃ اطفاء نور اللہ فلیعلم ان اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون فقد قال رسول اللہ صلعم قد اجارکم اللہ من ثلاث خلال ان لا یدعو علیکم نبیکم

فتنوا لكم جهيدا وان لا يغلب الباطل على اهل الحق - وان لا تجهدوا انفسكم فلا الدرر والدرر
وانه واخرج طرائف فى الكتب فرشيته ثم رايته - فوجدته وجدته مغروقا بالعجب العجاب - و
كلفتيا وقبول اولى الغرائب - اشكال مراده كاشكال المجسطى نهاية الاخلال وهو الفكر فى
الفلسفى بتنصرة الزوال - ما من بديع الاردوى فيه وما من صنيع الاروع فيه - ولعمرى
بمحاذات ابياته نظرت الى ابيات رجل مدعى بدعوة النبوة والمرتبة والمستحق يقال له المرزا
الكاديانى وعليه ما اورد ما اوردت واقول ما قيست فى ابياته
الغوالى ـه

تلك التاويل اضلال وهذيان ∴ وانها لجدا فيه بالبطلان

الاهمال لاحق بسر اسرها ∴ فكانها خبط واضلال وخفقان

طلع الاهمال عن مطالع ابياته - فكان مطلع اقواله بعين مطلع الهاليه - او مطالع الابيات فى
مقطع اضاليله - فمن مبدئه استضحاك الى الانتهاء - ومنه الى المبدء عذال واكاد
فمبداه لشعر عن منتهاه شعوره - يحكى عن مبدء غروره لانه تعرض اولا ثانيا المشتهر فى
كافة الانام لمولانا الشوكت الذى هو حسان الهند - واقتدر بعلو مقامه على كل انواع
من الفنون الشعرية فى الهند والسند - فيا لهفا على الحاسد انه قد خاض فى التهالكة بجنبيه
ويا اسفا على المعاند انه قد نكس على عقبيه فاى شىء عرضه حتى سقط من الدلو الى الحفيرة
بكمال الاضطراب - والحى انه عرضه حتى انتقل من المدح بذم الشوكت الجاه بالاضطراب
وطريق الاجتناب كانه لا يقدم قدما حتى يوخر ولم يقل قولا حتى رجع رجعة كالفار المليح فى
البصر فكان عليه لازما ان يجتنب عن هذا الاجتناب وان يضرب عن هذا الاضطراب
وان يقول بهذا الطريق والنحو ليصون عن ذلك الاضطراب - الهو والله الآن امر سهل
عنده من هوان - وانا اختتم هذا التحرير والشعر فى مدح الشوكت التحرير -

مطلع المدح

ثملكوا عجل كلامه حولان ∴ ولا افلاك فى تطوافه دوران

ومن بين الفضلاء خانه فاضل ∴ ومن بين الشعراء خانه سلطان

لقد ط عظمته الفطا وعمارة ∴ ولكرة الارض عن ابواته سكان

وكل الجبال بالطبع في لشوقته ... ليفرق اعدائه في البحر غليانُ
ولم يلد الدهر مثلي فن الشعر مثله ... فلا يشابهه الانسُ ولا جانُ
وبين الشعراء بالتجديد ذو فضلٍ ... وبالاهتداء في الشعر سحبانُ
على احد في الهند لا يخفي فضيلته ... فيعرف هذا الامر صبيانُ وفتيانُ
وليغني عن نور الهداية وجه حبيبه ... وتحرق الاعداء بهاويةٍ ونيرانُ
وجوه عداة قد يسود تسويدا ... من النار الحريق يكون فيه دخانُ
بسمو النظم صار حسّان الهند حقاً ... وفي درك فضل الكلام حيرانُ
فن الشعر كجنته في نضارته ... وكلام الشوكت فيه فاكهة ورمانُ
فن الشعر كروضة في لطافته ... وكلام الشوكت فيه الثمار وريحانُ
فن الشعر كبحر في تموجه ... بجداول التجديد جريان وسيلانُ
بتبيان العدو كحائل التحالف ... الى الحضرة الشوكت الذي حسانُ
كلام الشوكت ملك على مفارقه ... من علو المجد والفضل تيجان

مايقول من فضائله وحسن كلامه
الناصر المضطرب في مدحه حيرانُ

ايضاً القصيدة الفريدة المدحية الغرّاء

محامد للقدير على الكمال ... هو الصمد المسلط ذو الجلالِ
اله الخلق متعالٍ قديمٌ ... ومتكئاً على عرش الكمالِ
هو الحي المدبر كل امرٍ ... هو الحق المقدر ذو المعالي
وختم الانبياء بلا ارتياب ... نبيٌ هاشميٌ ذو جمالِ
امام الانبياء بلا اختلاف ... رئيس الاتقياء بلا اختلال
تقبل ربنا منا سلامٌ ... على المختار مع صحب وآلِ
وبه فقد رأينا ضوء شمسٍ ... وكنا نبتغي نور المعالي
بهت انوار يا شوكت الله ... كرفع حجاب عذراء الجمال
ازال ظلام زيغ مشقياء ... وحسّاد وغاوٍ ذي زوالِ

لسان المنکرین کغصن نخل ۔۔۔ تری المقطوع من سیف المقال
لقد ادرکت من اشعار شوکت ۔۔۔ بدیع الشکل کالسحر الحلال
فالہم ربناہ بعین عون ۔۔۔ طریق الحل من حسن الحلال
فہذا الحل من تائید ربی ۔۔۔ علی الحساد برہان الکمال
عطاہ اللہ علماً فوق علم ۔۔۔ وعز اللہ اعزاز العوالی
لہ عقل و فہم دون فہم ۔۔۔ لہ ذہن و فکر ذو السلال
لہ وہب و الہام من اللہ ۔۔۔ فاحرز عنہ عن سود الخیال
لہ سہو و رجحان علیم ۔۔۔ علی الخاقانی ذو الفضل عالی
لہ شان فخیم فی الفضائل ۔۔۔ لہ روح کریم لا تبالی
لہ نظر دقیق فی المضامین ۔۔۔ لہ فکر عمیق ذہن عالی
علی الاغیار و الاحبار فضل ۔۔۔ لہ فی کل حین فی اشتغال
لہ فضل و ترجیح جلی ۔۔۔ علی الفیضی فی حسن الخلال
لہ حسن و افضال و ضوء ۔۔۔ علی الشعراء من غیر احتمال
فافضل یا اخی باللہ شوکت ۔۔۔ علی جمع بصف القیل قال
لعمری فضلہ عندی عظیم ۔۔۔ بانواع الدلائل کالنضال
بلیغ ابلغ من کل وجہہ ۔۔۔ فصیح افصح فی کل قال
وشعر مشعر بشعار فضل ۔۔۔ وبیت بیت احرام النوال
ہو المفضول بالافضال عمّا ۔۔۔ ہو المقبول فی حسن المقال
لقد زان البلاد الہند والسند ۔۔۔ بحسن القول والکلمات عالی
وتنظر زجرہ ما فی الضمیمہ ۔۔۔ لہ تقال شتی ذو جنال
فخذ ذیل الکمال الفن والفیض ۔۔۔ فاحذر منہ عن کرب الجدال
ولم یفضل علیہ قط دہرا ۔۔۔ عدو حاسد فی الافتضال
ولم ینکرہ فرد من عراق ۔۔۔ سوی المکشار فی الاکثار غال
وما عذر لذی عقل بجہل ۔۔۔ بفضل الشوکت العالی المقال
رئیت المنکرین لہ سفالاً ۔۔۔ رئیت الحاسدین لہ سفال

اقول اقول ما ایان ستخفی
وللحساد والاعدا شوکت
لتلبید مطیع خسلہ فدرح
وادعوکم لطول حیا شوکت

بالکار لفقد الامتثال
عذاب النار من سو والفعال
لتخصیم ضلال شوک الجبال
بذکر الخیر فی حال ابتہال

فقل تاریخہ ناصر من الغیب
خط تقدیر ارباب الکمال
۱۳۲۳ھ

ابوالعرفان مولوی محمد غوث الاسلام صاحب چشتی صابری سلمہ اللہ

این چہ ہمایون حلیست کہ دربر ہر کلمہ اش صد تجلیات ہو سوی پنہانست و در آغوش ہر لفظش لمعات جمال شاہد معنوی عیان - از جملہ ہائے روشنش تجلی اسرار طریقت پیداست - واز حسن بیان دل افروزش جلوۂ معرفت وحقیقت ہویدا - از طبع لطیف نکات زا حی اصناف سخن اُستادی مخدومی اخی اعظم مجدد السنۂ مشرقیہ ابوادریس مولنا حافظ احمد حسن شوکت مدظلہ العالی کہ اعجاز فہمی کلکش در قالب مردۂ سخن حیات تازہ بخشیدہ وروح روح بخش دمیدہ - اگر او را یوسف مصر سخن گویم رواست وکشاف دقائق علم وفن خوانم بجا - طبع بدیع سخنش نغمۂ جان پرور می سراید ونوجوانان علم وفن را از خود می رباید - الہی تا قلب پاک عرفا گنجینۂ نکات واسرار معرفت است اخلال وانکشاف این نکات تا یوم المیعاد بمجدد الوقت شوکت باد
۱۳۲۳ھ

اخبار شحنۂ ہند وطوطی ہند - ایشیائی انشا پردازی کا رفارمر - سوشل اور پولٹکل معاملات کا دریا - صحیح بلکہ فصیح لٹریچر کا اُستاد - جھوٹے مہدیون اور مسیحون کا سرکوب - اسنے بڑے بڑے فرعونون کو سیدھا کر دیا - تجدید کے جھنڈے گاڑ دیے - انصاف کا بول بالا کر دیا - دیسی اور انگریزی اخبارون پر ہفتہ وار ریویو کرتا ہے جس نے

کو بی۔ اے اور ایم۔ اے کورس مین داخل کیا۔ مگر طالب علم صرف طوطے کیطرح الفاظ رٹتے ہین خود پروفیسر نہین سمجھ سکتے تو طالبعلم کیونکر سمجھین ہمنے خاقانی کے تمام معرکتہ الآرا قصائد حل کر دیے۔ لغت مذہبی و علمی تحقیقات سے جو امور متعلق ہین اور جن کے سمجھنے کیضرورت ہے سب حل ہین صاف ہو گئے ہین الغرض دیکھنے سے تعلق ہے قیمت عہ۔

رہنمائی حجاج

گھر سے چلکر واپس آنے تک سفر حجاز مین جو مشکلات پیش آتی ہین سب کی آسان تدبیر بتائی گئی ہین درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے قیمت ۸ر

تصفیہ رد تنبیہ

تجدید کا کارنامہ جس نے شعراء ہند کو ہر طرح عاجز کر دیا قیمت ۱۰ر

موج کوثر

(در نعت سید البشر)

بحر ہزج مثمن مضاعف مین گویا ایک موجزن دریا ہے کوئی شاعر ایسا نظم نہین لکھ سکتا ۲ر

تمہید الکلام

(فارسی زبان مین)

ایک مثنوی مولانا روم کی مثنوی کے طرز پر ہے اخلاقی مضامین ہین۔ ۵ر

عزیز الاخلاق

(اردو مین)

ایک مکالمہ لیکچر کے طور پر ہے اصلاحی اور اخلاقی باتین ہین طلبہ کیلئے ازحد مفید ہے قیمت ۶ر

اعلان عام

چونکہ حل نکات بیدل بیادگار حضرت حاجی شیخ محمد عبد الکریم صاحب بالقابہ مرحوم و مغفور آپکے صاحبزادگان والاتبار شیخ محمد وحید الدین و بشیر الدین کی نذر کر دیا گیا ہے اور حسب قانون رجسٹری کرادی گئی ہے لہذا کوئی صاحب بدون اجازت صاحبزادگان موصوف اسکے کل یا جزو یا مختصر یا طویل یا ماحصل وغیرہ کسے چھاپنے اور شایع کرنیکا مجاز نہیں

احمد حسن شوکت مدیر شحنۂ ہند و طوطی ہند میرٹھ